



تکمیل طبع ثالث ماہ جن سال ۱۵۰۲ - قیمت فی جلد پندرہ

(Registered)

اس کتاب کے جملہ حقوق اہل بیت علیہم السلام کے محفوظ ہیں کوئی صاحب قلم نہ اس سے کچھ بھی



تاریخ جنگ و مہم یونان ۱۸۹۷ء

بار سوم
معہ نقشہ جات و تصاویر
جسکو

قاضی محمد حلال الدین صاحب مراد آبادی مصنف "عضل کل" وغیرہ نے
نہایت احتیاط اور شرح و بسط کے ساتھ مستند ذریعوں سے مرتب کیا

اور

منشی فضل محمد صاحب پیر سالہ شہرہ و زبان برادرین مراد آبادی پر اسکا مندرجہ
مطبوعہ شمس المطالع مراد آباد

| ۵۶ | ایک عیب واقعہ۔ | فہرست مضامین تیار جنگ دوم دیوان |
|-----|--|---|
| ۵۷ | جنگ مانی اور کریشی کی تفصیل۔ | جنگ سے پیشتر سلطنت عثمانیہ کی نسبت اربعہ پانچ |
| ۶۱ | کربا میں قبل از وقت داؤد ملا۔ | یونان کی حفاظت اور دل خوش کن امیدیں۔ |
| ۶۲ | بھار کے متعلق ایک نہایت دلچسپ داستان۔ | جنگ دوم دیوان کی جنگ برقی و فرائض نہایت |
| ۶۹ | یونان اور اپنے ہاتھوں اپنا نقصان۔ | یونان کی فوجی بزدلی۔ |
| ۷۰ | عاقبتہ محاربہ ٹرناؤ۔ | یونان اس جنگ کے محرک اور ذمہ دار ہیں۔ |
| ۷۱ | صوفیہ یون کے ساتھ ترکی افہر کا سلوک۔ | پیش قدمی کس نے کی۔ |
| ۷۲ | یونان کے نامہ نگار کی ادھم پاشا سے ملاقات۔ | یونانی لوگوں میں غمی جوش۔ |
| ۷۳ | یونانی تربیت کی دلچسپ کیفیت۔ | یونان کا جوش۔ |
| ۷۴ | یونانی کرنل احمد لیسکی۔ | زرانی چھر جانے کی وجہ اور اعلان جنگ۔ |
| ۷۸ | فتح ٹرناؤ اور مال غنیمت۔ | سفار سے دوم دیوان کی دلچسپی۔ |
| ۷۹ | فتح ٹرناؤ و جبل احمد خطی پاشا کا تار۔ | اعلان جنگ پر یونانیوں کا جواب۔ |
| ۸۰ | دہانہ دار افسان ترکی دیوانی متعینہ سرحد۔ | گوشت کی یادداشت برقی سفارتوں کے نام۔ |
| ۸۱ | جبل احمد پاشا کا ارشاد۔ | ترکی افسان ہی یونانی رعایا سے سلطان۔ |
| ۸۲ | افسان افواج۔ | آغاز جنگ۔ |
| ۸۵ | فتح زربا اور وسیعہ کی فرائی۔ | بندر گاہ و دلو اور یونان۔ |
| ۸۶ | ترکی فوج کا شہر میں داخلہ اور جن انتظام۔ | قریب اور انالیس کے گرد زرائی کی شروعات۔ |
| ۸۷ | ترکوں کا جن انتظام۔ | معرکہ درہ ملونا۔ |
| ۸۸ | یونانی فوجی اپنی رعایا سے نالائقی حرکات۔ | تونس آفندی کا حملہ۔ |
| ۸۹ | ترکی سپاہی۔ | مقتول دشمن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ۔ |
| ۹۰ | نامہ نگار ڈی ٹیل کس کا مبارکین و دنیا۔ | حفظ پاشا کی شہادت۔ |
| ۹۱ | سلطانی فرمان کا داخلہ زربا میں۔ | ادھم پاشا اور اس کے ارشاد کا چشمہ حال۔ |
| ۹۲ | مارشل ادھم پاشا کا تار۔ | درہ ملونا کے معرکہ کا اختتام۔ |
| ۹۳ | مارشل ادھم پاشا اور اس کے مصاحبین پر اسلطان۔ | وکیل و نمازی عثمان پاشا کا میدان حربہ جان۔ |
| ۹۴ | سہ سالہ ادھم پاشا کا دہانہ کربا میں۔ | رہبر فتح ابتدائی پنجاب مارشل ادھم پاشا۔ |
| ۹۵ | آئل غنیمت۔ | جنگ گریز والی۔ |
| ۹۶ | شہر زربا۔ | فوائد فوجات درہ ملونا۔ |
| ۹۷ | فیلڈ مارشل ادھم پاشا کی سوانح عری۔ | محاربہ ٹرناؤ۔ |
| ۱۰۰ | جمہور کی زرائی کی دلچسپ کیفیت۔ | افواج قاہرہ کا میدان تسلی میں ٹرنا۔ |
| ۱۰۱ | آئینہ شہرین نماز کی حالت پولیکل۔ | جنگ کریشی اور بلال پاشا کی شہادت۔ |
| ۱۰۲ | قدیدہ جائے وزار۔ | کربا میں دانشمندیوں کا دہانہ۔ |
| ۱۱۰ | جنگ ایپائرس۔ | گریز والی کا ترکوں کے ہاتھ سے نکلنا۔ |
| ۱۱۱ | صوبہ ایپائرس۔ | ترکوں کی دہانہ دیوانی رعایا میں بھارٹ۔ |
| ۱۱۲ | یونانی بحری طاقت۔ | ترکی فوجی پیش قدمی کا غلط۔ |
| ۱۱۳ | سلطانی بیڑہ جہازات کی کارروائی۔ | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۱۴۴ | فتح تر قیالہ کا مار کھنہ سلطان اعظم | ۱۲۰ | سردار سائرس بر طرفین کی افواج کا شمار |
| ۱۴۵ | تھا دیکھ اور تر قیالہ کی رہائی ملے | ۱۲۱ | سواج عری احمد خفی پاشا۔ |
| ۱۴۶ | آغا ز جنگ ولسٹینو۔ | ۱۲۲ | سعید الدین پاشا۔ |
| ۱۴۸ | مارش اومہ پاشا کا مار کھنہ وزیر جنگ | ۱۲۳ | عثمان پاشا۔ |
| ۱۴۹ | جنگ ولسٹینو | ۱۲۴ | یونانی افواج متعینہ اسپارس کی استعداد |
| ۱۵۰ | ولسٹینو پر ۳۰ اپریل احمدی سے قبل کے معرکہ | ۱۲۵ | معا کریت میں یونان کی خبر دہی برزنی نوکری |
| ۱۵۱ | فتح ولسٹینو اور ترکوں کا نقصان۔ | ۱۲۶ | یونان کی مختصر تاریخ قدیم اور اس کی تعلقات |
| ۱۵۲ | ایمپری سمیون کی کار فرما ہونا | ۱۲۷ | جزیرہ کریت کے مختصر تاریخی حالات جو دراصل بنا رہا تھا |
| ۱۵۳ | حق پاشا فاتح ولسٹینو۔ | ۱۲۸ | فروری ۱۸۳۰ میں مصر پر داری کا شور اور یونان کی مخالفت |
| ۱۵۴ | فرانس کی یونان سے طرفداری۔ | ۱۲۹ | مسلات کریت میں یونان کا جوش و خروش۔ |
| ۱۵۵ | دار الحکومت یونان کی نازک حالت۔ | ۱۳۰ | سلطین کی یادداشت پر یونانی گورنمنٹ کا جواب۔ |
| ۱۵۶ | دو لو پر حملہ اور یونانیوں کی فراری | ۱۳۱ | پانچ کے اخیر میں مہسائیون کی مسلمانوں پر سخت زبانی |
| ۱۵۷ | دو لو کا قبضہ | ۱۳۲ | آبریل کی کارروائی۔ |
| ۱۵۸ | دو لو کے تھیں ووض کا حال۔ | ۱۳۳ | یونانی فوج کا دستہ اسپارس میں۔ |
| ۱۵۹ | فتح دو لو ولسٹینو۔ دیکھ کر اس سال | ۱۳۴ | قلعہ پر یونانی گولہ باری کے احوال میں بخل خفی پاشا کا |
| ۱۶۰ | دو لوں کا قبضہ۔ | ۱۳۵ | ترکی فوج متعینہ اسپارس۔ |
| ۱۶۱ | آغاز جنگ فرسالا۔ | ۱۳۶ | جانیاس کے خرب لڑائی۔ |
| ۱۶۲ | حوالی فرسالا میں جنگ۔ | ۱۳۷ | پیشہ کر گیا یہ پر دوسرا سخت معرکہ۔ |
| ۱۶۳ | فرسالا پر اومہ پاشا کا بذات فاس حملہ کرنا۔ | ۱۳۸ | نتیجہ جنگ پیشہ کر گیا یہ۔ |
| ۱۶۴ | یونانی افسروں کا اپنی گورنمنٹ کو جھوٹا خبر دینا | ۱۳۹ | آرٹامین ای گورنمنٹ سے محالانہ خوش۔ |
| ۱۶۵ | جنگ فرسالا کے تفصیلی حالات۔ | ۱۴۰ | مغربی یونانی برہہ جہازات کی کارروائی۔ |
| ۱۶۶ | یونانیوں نے آخر کیا کیا۔ | ۱۴۱ | پیشہ کر گیا یہ پر گویا ترکی قبضہ حاصل ہوا۔ |
| ۱۶۷ | قبضہ فرسالا۔ | ۱۴۲ | مہر دین کے معنی جو چاہے کے بعد ارٹامین کی حالت۔ |
| ۱۶۸ | جنگ فارالاکسنت دارالعدلیہ یونان کو | ۱۴۳ | اسپارس کی مزید ترکی فتوحات۔ |
| ۱۶۹ | شاہزادہ احمد کا اعلان۔ | ۱۴۴ | آرٹامین کی بہادر لڑائی کی نسبت۔ |
| ۱۷۰ | دو لو کو پر ترکی حملہ کا خط۔ | ۱۴۵ | الکابینہ کے مہسائیون کا اشتہار۔ |
| ۱۷۱ | دو لو کو میں یونانی فوج کی ردی حالت اور یونانی | ۱۴۶ | حصہ دوم |
| ۱۷۲ | یادداشت سفلرے دول بنام وزیر خارجہ یونان | ۱۴۷ | شہر اسپا کیونکر تخریب کیا گیا۔ |
| ۱۷۳ | یونانی گورنمنٹ کا فوری جواب۔ | ۱۴۸ | آرٹامین کی بربادی خود اپنی محفلوں کے ہاتھ سے |
| ۱۷۴ | فرسالا کے کریت۔ | ۱۴۹ | یونانیوں کو خود اپنی بیٹا بھلی کا استاد۔ |
| ۱۷۵ | دو لو کی حالت ایک نامہ نگار کی زبانی۔ | ۱۵۰ | کیراز جنگ یونانی فوج کی حالت۔ |
| ۱۷۶ | مال غنیمت | ۱۵۱ | سلطانی آمار برقی دربارہ فتوحات ٹرناؤ۔ |
| ۱۷۷ | افسران خود یونانی میں تغیر و تبدل | ۱۵۲ | فتح تر قیالہ |
| ۱۷۸ | یونان اور گورنمنٹ یونان کی نازک حالت | ۱۵۳ | یونانیوں کے طریقہ جنگ کی مختصر کیفیت |
| ۱۷۹ | آرٹامین کی حالت۔ | ۱۵۴ | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۲۳۰ | انعامات مقامات مفتوحہ۔ | ۲۳۰ | تسرا شمشیر ہارٹ اور ایک مصری بھاری گڑھی ۲۳۰ |
| ۲۳۱ | جنگ ابراہیم بارہ سو۔ | ۲۳۱ | سلطان المغلوکی نسبت سرشمید کی تحریر۔ |
| ۲۳۲ | پیر پور کے قریب سخت جنگ اور یونانی فوج کی | ۲۳۲ | سلطان المغلوکی علیہ اور شاہانہ اخلاق۔ |
| ۲۳۳ | ڈو کو کو کی لڑائی اور جنگ دوم یونان کا فتح | ۲۳۳ | شہزادہ گلگیر یا کا قسطنطنیہ میں ورود۔ |
| ۲۳۴ | مفتوحہ یونانیوں کا تفتاب۔ | ۲۳۴ | شہزادہ گلگیر یا کی آمد پر وزیر گلگیر یا کا بیان |
| ۲۳۵ | اختتامِ عہدہ آرائی۔ | ۲۳۵ | وزیر کی رائے پر یا وزیر کی رائے۔ |
| ۲۳۶ | منتقمہ یادداشت۔ اطمینانیت درجہ شش | ۲۳۶ | سلطان المغلوکی نسبت پرنس ہسار کی رائے |
| ۲۳۷ | زار روس کی درجہ پندرہم تا برقی چہ | ۲۳۷ | عقبات سلطان کی سبب سالاران ترک۔ |
| ۲۳۸ | عقد سلطان کی سفیر کی اہمیت اور جد | ۲۳۸ | وزیر کے شہ اسے سلوک۔ |
| ۲۳۹ | خاصی شہر شہرت جنگ مقام آرمنا۔ | ۲۳۹ | سیاہ پروری کی ایک مثال۔ |
| ۲۴۰ | ۲۴۰ لکھنے کے لئے موفقی جنگ کا اختتام بقلم | ۲۴۰ | نیمہ پوری یا پریچھالانی کا نامہ دار۔ |
| ۲۴۱ | اختتام جنگ کی اضافہ اطلاع۔ | ۲۴۱ | ارشا و سلطان زبانی ایک جاگ عین سے زبان کی |
| ۲۴۲ | خدا قاصل۔ | ۲۴۲ | سلطان اسیر کا اردو ترجمہ۔ |
| ۲۴۳ | ذیلی واقعات۔ | ۲۴۳ | یونان کے حاکم۔ |
| ۲۴۴ | والندون سے سلوک۔ | ۲۴۴ | شہنشاہ جرمن کا راکشہ۔ |
| ۲۴۵ | حضرت سلطان کا ہسپان حاکمہ فرمانا۔ | ۲۴۵ | ایکے دار و شاہ کی تعلیم۔ |
| ۲۴۶ | سلاطین کا اتفاق۔ | ۲۴۶ | وجہ ناراضی شہنشاہ جرمن۔ |
| ۲۴۷ | جموعی یادداشت پرنس کا عرض لدر سلطان کا | ۲۴۷ | عثمانیہ شہر کی کارروائی۔ |
| ۲۴۸ | وزیر اعظم ترک کے استقامت۔ | ۲۴۸ | بازار لیدر سے قسطنطنیہ و ہمدانی۔ |
| ۲۴۹ | شاہ یونان کے خیالات در بارہ جنگ۔ | ۲۴۹ | یونان آغا اسباز کا استقبالیہ۔ |
| ۲۵۰ | ٹوکی کا جواب۔ | ۲۵۰ | زار روس کا تار و عین سلطان المغلو۔ |
| ۲۵۱ | یونان کا عقد آغاس۔ | ۲۵۱ | کمر بن و شیر خور کی بہادری۔ |
| ۲۵۲ | جواب کو بے محتاجت سفیران۔ | ۲۵۲ | آپل شمشیر اور تار کان دوم کا مخلص۔ |
| ۲۵۳ | رعایتی حقوق یونان (کیمی پوس) | ۲۵۳ | دینہ اور کمر مخلص فتح پخت مستقیم۔ |
| ۲۵۴ | کیمی حق پرہیز و قلم کی تحریر۔ | ۲۵۴ | قطعات وجہ از جناب خیر طرزی۔ |
| ۲۵۵ | سلطان کی نسبت اخبار کرانیکل کی رائے۔ | ۲۵۵ | آبیر خدی کی خدمت منشی۔ |
| ۲۵۶ | تفصیل واقعات بعد از جنگ متعلق مصر اور یونان | ۲۵۶ | قطعات قیام فتح منشی۔ |
| ۲۵۷ | تا ۱۸۹۴ء | ۲۵۷ | نقشہ جات و تصاویر |
| ۲۵۸ | استخفاہ سلطان و شہنشاہ آسٹریا۔ | ۲۵۸ | ۱۔ نقشہ سلطنت عثمانیہ |
| ۲۵۹ | نقدی جو بادشاہ بعد گورزی کرپ۔ | ۲۵۹ | ۲۔ نقشہ صوبہ ابراہیم |
| ۲۶۰ | جواد پاشا پاشا سے نیو فری پرنس کے ایک نگرانی کا نام | ۲۶۰ | ۳۔ نقشہ آسٹریا و یونان |
| ۲۶۱ | واقعات حکمت سدرہ سلیمانہ ابتدائی۔ | ۲۶۱ | ۴۔ نقشہ فریو کرپ |
| ۲۶۲ | سلاطین کی طرف سے سپاہ کبادیان۔ | ۲۶۲ | ۵۔ نقشہ قسطنطنیہ و آسٹریا |
| ۲۶۳ | وزیر اعظم یونان کا استخفاہ۔ | ۲۶۳ | ۶۔ نقشہ حضرت عثمان |
| ۲۶۴ | آبدائی شہر سلطان پر لیاٹ برلین سے۔ | ۲۶۴ | ۷۔ نقشہ غازی اوج پاشا |
| ۲۶۵ | | ۲۶۵ | ۸۔ تصویر غازی خان پاشا |
| ۲۶۶ | | ۲۶۶ | ۹۔ تصویر خیرل نفا پاشا |
| ۲۶۷ | | ۲۶۷ | ۱۰۔ تصویر خیرل صوح پاشا |
| ۲۶۸ | | ۲۶۸ | ۱۱۔ تصویر خیرل خیر پاشا |
| ۲۶۹ | | ۲۶۹ | ۱۲۔ تصویر رکن خیرل پاشا |
| ۲۷۰ | | ۲۷۰ | ۱۳۔ تصویر ولیمہ یونان |
| ۲۷۱ | | ۲۷۱ | ۱۴۔ تصویر باغی سرور وینڈی |



مفصل تاریخ جنگ روم و یونان ۹۷۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۷۷ء اسلامی تاریخ میں یہ مبارک سال ہے جس کے بابرکت دور میں سلطنت عثمانیہ کی لاجپناہ
ایکجہ اندر ترک نے ایسے سنگناخ چٹان پر رکھی جو جسکو نہ اندرونی سازشوں کے خطرناک طوفانی
جھوٹے کوئی صدمہ پہونچا سکے نہ متعصب مہایہ سلطنتوں کے بیرونی حملوں کی خوفناک
انقلاب انگیز لہریں اوس کے حق میں مضر ہو سکیں جس شیردل عثمان ذیشان سے ۹۷۷ء میں
اول مرتبہ اپنا ظفر نصیب پھر براسر زمین اناطولیا پر اڑایا اوسی فتح مند غازی کی اولاد آج ۹۷۷ء
تک جسکو پورے چھ سو برس کا عرصہ گزرتا ہے اپنے موروثی سریر خلافت اسلامی اور اورنگ سلطنت
پر جلوہ گر ہے۔ تاریخ عالم دیکھنے سے معلوم ہوگی کہ ایسی کئی سلطنتیں قائم ہوئیں جن پر ایک ہی نسل اور
ایک ہی خاندان کے بادشاہوں نے چھ سو برس ایک ہی تخت پر جلوس کیا اور ایسا کون دارا سلطنت ہے
جو ہر دوسرا اور قسطنطنیہ کی طرح آفات ارضیہ سے ایک صدی بعد اور مدت مزید تک محفوظ اور پائیدار
رہا ہو۔ اور ایسی کونسی نسل ہے جس میں چھ سو برس کے زمانہ میں باوجود پیش کارانی کوئی انقلاب
عظیم واقع نہوا ہو۔ خلافت عباسی نے اگر کوئی صدیان نبھادیں لیکن خلیفہ مامون رشید کے بعد جو
اس سلطنت غلطی کا مال ہوا وہ پوشیدہ نہیں۔ مملکت ہندوستان میں

شائع سے لیکر سن ۱۸۵۷ء تک جو آٹھ سو برس کا زمانہ ہوا جس میں تخت ہندوستان
 مسلمانوں کے قبضہ اقتدار میں رہا کتنے شاہی خاندان جاگیردار اور جہانداری میں ناکام رہے
 اور کس کس نسل کے ہاتھ میں کیے بعد دیگرے عنان حکومت آتی جاتی رہی آج اگر غلاموں
 کا خاندان بربر حکومت ہو تو کل خلیجیہوں کے نام کا سکا خطبہ جاری ہے صرف تیس برس
 اس خاندان کو سلطنت کرنا نصیب ہوئی تھی کہ تعلق خاندان دعویٰ ماتحت ہوا اور اس کے
 آٹھ بادشاہ سو برس تک تخت دہلی پر شکن رسہ علی ہذا سید اور لودھی خاندان سے گزیر کر
 سلسلہ حکمرانی مغلوں کے ورثہ میں پہونچا اور یوں کہنے کو تین سو برس تک سارا ہندوستان اور
 زیر نگین رہا لیکن بیچ پوچھو تو لائق اور جلیل القدر بادشاہ چھ سے زیادہ نہ پیدا ہو سکے اور
 سلطنت جس شو کا نام یہ وہ عالمگیر کے دم کے ساتھ ختم ہو گئی اور پھر جو بادشاہ ہوئے وہ تیس
 عشرت میں پندرہ تنگ خاندان ہی نہ ہوئے بلکہ اپنی نالائقی سے سو برس کی قدسیت میں اس
 تناور اور عظیم شان و رخس کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکا جس کا ختم سلطان محمود غزنوی نے کیا کا سب
 حملوں کی لاثانی کو شش کے بعد خاک ہند میں لگا باغیا پس ان عتباک مشائخ کے غور کرنے اور
 دیگر ممالک ایشیا اور یورپ کے تاریخی حالات پر نظر متفق دلانے کے بعد قیام اور بقا دولت عثمانیہ
 پر مبنی مضبوطی بھی رشک حسد کریں بجا ہوا اور اہل اسلام خداوند کریم کی شکر گزاری کے ساتھ
 جس جہ تک اظہار مست کریں زیبا ہو۔ خدا کی قدرت پر کہ سلطان عثمان کی اولاد میں جو بھی بادشاہ
 نہ آیا اسے ایک بڑھ چڑھ کر سونا رہا ہے۔ باپ سے جو کام رہ گیا وہ لالین۔ اوالعزم بنے اور
 تمام کر لیا۔ دو سلطانوں نے اپنی تمام زندگی قسطنطنیہ کے سفر کر دینے میں صرف کردی لیکن تواتر
 نا کامیوں سے ہمت نہ رہے۔ یہاں تک کہ تیسرے سلطان یعنی سلطان محمد الفارسی نے اپنی بنیظیر
 شجاعت اور جوانمردی سے قسطنطنیہ، محفوظ اور محفوظ شہر جو ایک مدت سے سرفی سلطنت
 رومۃ الدیہی کا دار السلطنت اور دین مہی کا بڑا بھاری مذہبی مرکز چلا آتا تھا لے کر دم لیا

اور اس کے بعد ہر سلطان نے سلطنت کے وسیع کرنا حتی المقدور کوشش کی۔ حالانکہ اس غریب
 بین سلطنت نے طرح طرح کے انقلاب کیے بارہا اہل مخالفت پر یورپ کے سلاطین نے اتحاد قائم کیا اور
 جرمنیوں کو مسووح و غلام یا بھڑایا۔ اس کے فرمانبردار باشندوں کو فساد پر آمادہ کیا۔ وفادار فوج کو
 بغاوت کے لئے بھڑکایا۔ عیسائی رعایا کے دلمین تعصب مذہبی کا زہر ملا اثر سو طرح کی حکمت عملی سے
 پہنچایا۔ اہل مالی حالت کو خراب اور نینامی کو برباد کرنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا لیکن
 فضل الہی سے ہمیشہ اس سلطنت عظمیٰ کی اہل شان یورپ کے دلمین سے بھیڑی ہی کہ کبھی اولمپ سے ایکٹا
 دوئے مھن اپنی بوئے پر تابقا دست پائی بلکہ جیسا نظام کیا ہی کیا کہ سب کے سب متفق ہو کر اس
 سلطنت کی طرف نظر بد سے دیکھیں لیکن چونکہ مختلف یورپین طاقتوں کے باہمی تعلقات ایک
 دوسرے کے نفیض بنتی ہیں۔ اس لئے کسی سلطنت کا محض حکمت عملی کے زور سے اس سلطنت کو نقصان
 پہنچانے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور نہ وہ جب تک کہ روس برطانیہ اعلیٰ ترین ترقیات اور افزونی جاہ
 جلال کو دیکھ دیکھ کر اس کی طرف حسدانہ نگاہ رکھنا شروع کرے۔ جب تک کہ جرمنی اور فرانس میں سلامت
 عداوت جاری ہے۔ جب تک کہ ہینس آف پاور کے مسئلہ سے سلطنت ترکی کی خیالی تقسیم قابل اطمینان نہ آتا
 ہو سکے اور جب تک کہ ملک شام اور قسطنطنیہ کا قبضہ ہر سلطنت اپنے لئے تجویز کرتی رہے اس وقت تک
 ممکن نہیں کہ سلطنت عثمانیہ کا بال بھی بٹکا ہو اور چونکہ برابر اسی طرح چھ سو برس گزر چکے ہیں اس لئے آئندہ
 بھی مشکل ہے کہ سچا اتفاق اور یکجا اتحاد سلاطین یورپ میں قائم ہو سکے۔ خصوصاً اس وقت میں اس سلطنت
 نقصان پہنچانا اور بھی زیادہ مشکل کام ہے جبکہ زمانہ کارنگ دیکھ کر اس سے بھی رنگ بدلنا شروع
 کر دیا ہے وہ سائیس جدیدہ سے فائدہ اٹھانے لگا ہے وہ فوجی عزت و قارتین یورپ کی افواج سے
 کم نہیں بلکہ برابر ہے۔ اسکی مالی حالت پہلے سے بدتر ہے اور اس کے ہر صنعتی بھری و بھری میں برابر بنایا
 ترقی کا سلسلہ جاری ہے اسکو امید ہے کہ رومانیہ، سربو، بلغیریا، ہونیا، ہنگو، نائچی، یوگوسلاویہ
 آسٹریا اور یونین کے نقصانات کا معاوضہ اسکو ملے گا اور عہدے ملے گا +

جنگ سے پیشتر سلطنت عثمانیہ کی نسبت اہل یورپ کا خیال

۱۰۔ اپریل ۱۸۹۷ء سے پیشتر یہ ایک معمولی بات تھی کہ ترکوں کے شاہنشاہ اور ترکوں کی فوج اور ترکی انتظام مانی و ملکی پر ہزار ہزار طرح کی تمثیلیں رکھی جاتی تھیں سکتا میں نے یعنی مرد تیلے " تو انکا عام خطاب تھا جو سب کر دگی زار روس تمام یورپ سالہا سال سے اونکو عطا کر چکا تھا۔ بغاوت آرمینیا کے نتائج اور عیسائی باغیوں کی سزایافتگی کی وجہ سے بعض عیسائیوں نے محض مذہبی دیوانگی سے جو گستاخیاں حضرت سلطان المعظم کی شان میں دور بیٹھے بیٹھے کیں اور جو کچھ ناگفتہ بہ خیالات اور جو ناشایستہ کلمات نہر اپریل مجبھی کی جناب میں بعض متعصب لوگوں نے بنی زبان سے نکلے وہ ضرور بونی شایستگی اور مغربی تہذیب کے محاط سے ایک شرمناک اور نازیبا الفاظ ہیں جنکی یاد باغیرتہ ۱۱۔ ۱۸۹۷ء جنسلیہ یون اور مغز شریفوں کے لئے ایک مدت دراز تک سوانح بنی رہے گی۔ قاضی ظالمہ مذاک۔ خوشنواز عظیم۔ قصاب سیرت۔ سنگدل۔ "عبدال" کوئی ایسا لفظ نہیں جو ایذا، مادل باخذ سلطان کے حق میں استعمال نہ کیا گیا ہو۔

کون سلطان ؟ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین ! جسکی ذات سے ۲۷ کروڑ مسلمانوں کا روحانی تعلق قائم ہے۔ کون بادشاہ ؟ عالمی دین مصطفیٰ جو بقابلہ اپنے ہم مذہبوں کے عمل پسند اور فرمانبرداری غیر مذہب رعایا کے حق میں کمین زیادہ ملائم ہے جو سلام کا عالمی اور اہل اسلام کا پشت و پناہ ہے۔ حرم شریفین کا خادم بیت المقدس کا وارث۔ اور ممالک عرب و عجم غلبی ایشیا۔ شمالی افریقہ۔ اور یورپی روم کا شاہنشاہ جسکی خلافت صحیحہ کی نسبت اکثر مومنین

بمنفق و یک زبان ہیں کہ خلافت عباسیہ کے دورِ اخیر میں سب سے پہلے بادشاہ محمد المستول علی اللہ نے مسلمانوں کو مطابق اسلام میں خلافت محمدی اور خلافت حرمین شریفین بخوشی تمام خاندانِ ہاشمیہ میں منتقل کر دی۔ جس خاندان میں عثمان حکومت بجائے موجودہ سلطان کے بیٹے کے اس شخص کے ہاتھ میں پہنچی ہے جو سب سے بزرگ اور عزمین بڑا ہو اور یقیناً یہ عہد خلافت ہی کا اثر ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان اس قدر گہری محبت ترکِ سلطان کی ذات والا صفات سے رکھتے ہیں اور ان کو مذہبی پیشوا اور دینی سرمدار مانتے ہیں ورنہ کوئی اور وجہ نہیں کہ عموماً سب سے زیادہ اپنی تمام دینی اور عمومی سترین اسی خاندان کے ساتھ وابستہ رہیں حالانکہ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں ایک قوم ہونے اور کلمائے کے لئے صرف تہذیب ہونا کافی ہے۔ اور خواہ کوئی سعادت چھانوں کی ہو یا ملعون کی عربوں کی ہو یا ترکمانوں کی ہر مسلمان اس کے ساتھ فطرتی ہو رہی کہ ہمیشہ ضرور رکھتا ہے۔ لیکن میں خصوصیت سے مسلمانوں کا روحانی تعلق بے انتہا شدت اور غیر محسوس و آئینہ محبت کے ساتھ ترکوں اور ترکوں کے سلطان سے رہنا آیا ہے صرف وہی اس بات کا شائبہ اس امر کا مسلم ثبوت ہے کہ خلافت اپنے برگزیدہ نبی کی خلافت ہے۔ آل عثمان کو قبول فرمایا ہے۔ ورنہ غور فرماتے تو کوئی دنیاوی مفاد ترکوں سے ہمیں کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ جسکے عوض ہم اخلاقی طور پر ان کے مشکور ہوں۔

اس ملی شکر یہ کی مستحق تو علیا حضرت حسن و ملکہ معصومہ زبیرہ ہند کی وہی عادل اور عظیم الشان گورنمنٹ ہے جسکے زیر حکومت ہندوستان کی ہر قوم و ملت اپنے اپنے دین و مذہب کے لحاظ سے ایسی آزادی اور امن و امان سے زندگی گزار رہی ہے جسکی نظیر عارفانگ عالم میں دنیا میں ہے کیونکہ اشرافین کی صفت جو حکمران قوم کے لئے ایک نہایت ہی بے بہا اور قابلِ تحسین جو ہر ہے تاج بریطانیہ میں کوہ نور سے زیادہ تابان اور درخشان ہے۔

ترک فوج کی نسبت جنگ سے قبل عام اسے یعنی کہ مثل سوشل انتظامات کے وہ بھی

ہچکارہ اور ناقص ہو۔ اس کے سپاہی غیر قواعد دان اس کے خبرل فنون جنگ سے بے خبر
 انتظام پوچ اور ناکارہ۔ رسد ندارد۔ سامان بار برداری غیر کفایتی۔ جہاز بھڑے اور
 نامکمل۔ خزانہ خالی۔ غرض عام حالت ملک مال نہایت نازک ہو اس کی پلٹنیں اور رسالے
 نہایت بوسیدہ حال۔ فائدہ کش۔ غیر تنخواہ یاب۔ اور محض ناتربیت یافتہ عوام کا ایک غلہ ہے
 جس کے بدن پر نہ وردی ہے اور نہ پائون میں جوتی۔ ترکی تو بچانے کا حال یوں بیان ہوتا تھا کہ
 اس میں دنیا دہی نہ تھی۔ نہ ان کو وہ توپیں بھری ہوئی ہیں جن میں سے شاید اکثر وہ توپیں ہیں جن سے
 حضرت داؤدؑ نے جالوت کو شکست دی تھی۔ گھوڑے تو بچانے میں نہ کوئی گھوڑا نہیں بلکہ
 مزدور اور شہر دیہات کے لوہے۔ نہ وقت کے وقت اس کو کچھ کر ایک دوسرے مقام کو
 منتقل کر دیتے ہیں۔ ہتھیار وغیرہ بالکل پرلے زلمے کے محض خراب خدمت میں اور غالباً
 بیانتناک خیال گذرتا ہوگا کہ جو کچھ سنگین اور تلواریں سپاہیوں کے پاس ہیں وہ جی ہی ہتھیار
 کی ہونگی۔ جو اسٹون لچ میں بنا کر تھیں۔ سپاہیوں کا دو دو وقت تک رہائی نہ ملتا۔
 اور چھ چھ ماہ کی تنخواہ گورنمنٹ کے ذمے چڑھ جانا معی العوم قیاس کیا جاتا تھا جب ترکی
 فوج کی یہ زبون حالت سمجھی جاتی تھی تو یونان پچارے کا کیا قصور ہے۔ جس نے بذات خود یا
 دول اجنبیہ کے بھروسے پر سلطنت کو صدمہ پہنچانے اور اسپر حملہ کر کے کاسیاب ہو جانے کا
 ارادہ مصمم کر لیا۔ ایسے ایسے پوچ حالات سکڑا دئے اور اس کے صدر کارون نے یونان کے
 ساتھ ان لیا کہ ساتھ ہزار فوج اس ہم عظیم کے سر کرنے کے لئے کافی دوائی ہو۔ ترکی کو اعلیٰ
 اپنی بھڑے اور گروہوں کا جمع کرنا ہی مشکل ہے اور اگر اس میں ناکامی بھی نہ ہوئی تو اس کی رسد رسانی کا نظام
 اور سامان جنگ کے بہم پہنچانے کا اہتمام کون کریگا۔ فوج کی آمد رفت کیونکر جاری رہ سکے گی
 جبکہ یونان کا عرضہ کہ بیرو جہانات سمند میں بہرہ دے رہا ہوگا بلکہ جسو سامان ہر کے تمام شہر
 اُچار کر رہا ہے داؤد بنا۔ پر قبضہ کیا ہوگا اور جبکہ یونانی مجاہدین کے گروہ دگر وہ قسطنطنیہ اور سائونیکا

عہد عثمانی

نیل کی پیران اُٹھا رہیں گے تو ترکوں کی رہی ہی ہوتی کو بھی بہت کر دیا ایک ہین اٹھ کا
 کرتب ہو گا چنانچہ ترکی جنگی قوت کا صحیح اندازہ نہ کر سکتے۔ اُسکو قریب الگ بجار سمجھ لینے اور مختلف
 اخباروں کی غلط بیانی اور یورپ کی غلط فہمی پر جب یونان کی شامت آہی گئی اور ایک دفعہ یونانی
 بیکار جنگی قہقیر کا پردہ اٹھادینے کی نوبت آہی پہونچی تو دنیا نے معلوم کر لیا کہ اوہ ”کوی مقتول“
 اس پردہ زنگاری ہیں۔ یہ تو کچھ تماشائی نیا نکلا ترکی مرد ”مرد عاقل“ نہ تھا بلکہ جس عینک سے
 یورپ کے پولیٹیکل اشخاص کو اس کے چہرہ پر آثار علالت نظر آتے تھے درحقیقت وہ عینک ہی دھوکے
 کی ٹٹی تھی۔ اس میں اونکا تصور نہیں اس آلہ کا تصور سمجھنا چاہیو جسے ہر دہ کرنا یونان بیکار
 پولیٹیکل دائروں کو جوان ترکی کے مرد عاقل ہونے یقین پہنچاتا تھا مگر معرکہ جنگ شروع بھی ہو
 پایا تھا اور صبار قتار۔ سب خام و عربی۔ اور برق و ش ترکی گھوڑے اپنے سواروں کو لئے
 ہوئے امی رن سے کوسوں دُور تھے کہ پانچ بڑے سے بڑے اخباروں کے نام نہ لگا رہے
 جو صحیح اور معتبر خبریں تار پر دوڑانا شروع کیں اُن نے یورپ کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔
 معلوم ہوا کہ بہادران ترک اب بھی ایسے دلیر۔ جنگ جو۔ ذمی بہت۔ اوالو الغرم۔ چٹ جالا
 اور شجاع ہیں کہ جیسے دلاور۔ جو المزد۔ صاحب استقلال۔ اور پُر زور اوکے بزرگ
 بزرگ اور نامور اسلاف تھے دو ہفتہ کے امتحان میں ثابت ہو گیا کہ اس وقت تک جو غلط
 بیانیان بعض یورپین نامہ نگاروں اور یورپین اخباروں کی ترکوں کی بنیاد شجاعت اور انکی
 فوجی عظمت کے برخلاف چھپا کرتی تھیں وہ محض ایک کذب افترا کا شرمناک دفتر تھا جسکی نقلی
 اسوقت ٹھٹھائی گئی جبکہ ترکوں کو کمالات جنگ دکھلانے کا موقع ملا۔ اول ہی حملہ میں ظاہر ہو گیا
 کہ ترکوں کا کچھ زنگ ہی اُڑ ہی۔ اور معاملہ خلاف قیاس طور پر طوری ہے۔ وہ نامہ نگار
 ترکی کمپوٹن میں داخل ہوئے اوکے سپاہیوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اوکے ہر کا ب۔ زمگا۔
 میں ہے اونہوں نے غافلوں کو متنبہ کیا کہ ترکی فوج کی نسبت تو کچھ کہ انکا نہایا دیکھا

تھا اور فقط افسانہ تھا۔ ترکی فوج یکسر زمانہ مال کی کوہستانی باڑدین۔
 فیلڈ مارشل اور گھوڑی توپوں سے بالکل آراستہ ہی۔ گھوڑوں اور توپچیوں کی
 حالت نہایت ہی احسن اور اعلیٰ پائی جاتی ہے۔ جو نو ایجاد اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہترین سے
 بہترین توپوں کو اس خوبی اور ایسے ٹھیک قاعدہ سے کام میں لاتے ہیں اور
 ایسے مہی مشائے نگاہتے ہیں جس سے مدافعت ثابت ہو کہ وہ بہت ہی ہوشیار ہی سے
 سکھاتے گئے اور بہت ہی محنت اور صرف کثیر سے تیار کئے گئے ہیں وہ ایسے
 کامل درجے کے قواعد کے ساتھ کام کرتے ہیں کہ جس سے بڑھ کر کسی قوم سے امید نہیں ہو
 وہ عجیب و غریب نو ایجاد اختیار اور طرح طرح کے آلات حرب جنہر تمام سلاطین یورپ کو ناز تھا
 ترکوں کے مقابلے میں مہینے بچوں کے کھلونے تھے وہ جنگ جو محاسبہ اور جو انداز
 یونانی جنگجو سب نے مرد میدان تسلیم کر کے سلطان غنیمت قوم کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔
 عساکر قاہرہ کے مقابل ہوتے ہی بھگوت۔ بودے۔ اور بزدل ثابت ہوئے۔

پیدل فوج کا ہر حصہ میں سپاہیہ و فوج۔ بہادر و روش۔ اور ہر خیال سے اٹھنے
 جنگ کے بدلے ہی دن یکے بعد دیگرے یونانی مورچوں پر بزور نوک تلخیں قبضہ کیا اس سے
 صاف ظاہر ہے کہ عثمان پاشا کی نمودار مگر غیر شہر فتح یونان میں ترکوں کی جو بیباکی اور ثابت
 ثابت ہوئی تھی اور انہیں سے کسی بات میں اب تک کمی نہیں آئی۔ درہ بلونا کی لڑائی میں ترکوں
 کی فوج کی کامیابی کا ثابت ثبوت صورت سے آغا ہوا اور اس کے بعد کی سرکار آلبان دنیا پر
 کو عموماً اور یونانیوں کو خصوصاً بتیسویں صدی عیسوی میں یار رنگی۔ ترک لوگ بوجہ نامہ دار ملک
 کے ضرب چیل سپاہ کو ہتلی تو سپاہ کو کام میں۔ سبکیاں پاتا غنائیوں کے پس چونکہ کافی تو ہوتا تھا
 اور خواہ جھک مارنے آئے تھے اس لئے سخت ہمت اٹھا کر پڑی طرح سے ہاتھ بٹا اور ان کے ہتھیار آدمی کام
 حالانکہ یونانیوں کی تعداد ترکوں سے کہیں زیادہ تھی۔ اور اس لئے شکست کے ہوتے ہی درہ بلونا پر

قبضہ ہو جانے سے یونانی صدر مقام آلب اور وہاں سے واولو اور شہر سلیمانہ اس
ایجنڈا جانے کے لئے بھی نظریات فحش ترکوں کے لئے سیدھا راستہ ٹھکانا اور یہی وقت
انگلستان کے فوجی مبصرین کا یہ خیال ہو گیا کہ جنگ کا خاتمہ صرف چند روز کی بات ہو۔

یونان کی حماقت اور اسکی دشمنی

(رشتے بعد از جنگ)

برخلاف ترکوں کے (لڑائی کے بعد معلوم ہوا کہ) یونان کے پاس کوئی فوجی سامان نہ تھا فوج کا
میسٹور میسر جو زیادہ تر طلبیدہ مجمع سے پُر تھا اور جنگ ڈرا بھی لڑنے مرنے کا سابقہ تھا
بالکل قابو سے باہر اور نہ سرداران فوج تو عجم جنگ سے ماہر تھے بلکہ کہا گیا کہ جنگجو
اور جنگ آور اشخاص میں جو جو قابلیتیں اور صفات ہونی چاہئیں ان سے قطعی بے بہرہ تھے
ضروری سامان جنگ اور رسیدیں بالکل کمی تھی اور جو کچھ سرجنرلین نے ہم پہنچی وہ بالکل ناکارہ
تھی اور کا بھروسہ تو بلگیر یا کی رعایا اور مقدونیہ کے عیسائی باشندہ و غیر تھا جنہوں نے کان تک
تہ ہلائے اور وفادار رعایا سلطانی بنے رہے۔ انہوں نے شیخ چلیوں کی طرح ہوا میں قلعے
بنائے تھے۔ انکی امید یہ تھی کہ ادھر ہم مقدونیا اور ایپائرس کو اپنی ساٹھ ہزار جرار فوج
فتح کرنے ہونگے ادھر بلگیر یا۔ سرویا اور مانتھی لکرو ترکوں پر عقب سے حملہ آور ہونگے اور
پھر جو کچھ گذریگا دیکھا جاوے گا۔ پھر اس طرف سے انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ بلجیم۔ امریکہ وغیرہ
اگر کھلم کھلا تو چین دینگ تو انکی وردیاں یعنی فارم اتر و اتر و اکر اور وائٹینا اور تروند
لمک کریں گے لیکن معاملات نے اور حکم الحاکمین کے بہترین حکم نے جو چاہا وہ کیا اور جو چاہا
وہ کر گیا اگر اسکو منظور ہے کہ دنیا میں اس کے مقبول مذہب اسلام کے فدائی اور اسکو
بلا شکرانہ غیرے ماننے اور پرستش کرنے والے زندہ ہیں تو اسی طرح اس کے دشمنوں کے

جو صلے پست ہوتے رہیں گے۔ اور اسی صلح سے ہر جنگ و طائف کو تمام رشتہ دار حکمرانوں کی
 طرف سے بلحاظ قانون مابین الاقوام بے بسی اور مجبوری کے عالم میں عین وقت پر مایوس
 ہونا پڑے گا۔ بعد کو خیر یہ جنگ کے طلب کرنے سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ قریب قریب یوولہ
 تھی۔ پھر ایسی سلطنت نے جو ترکوں کے مقابلہ میں جنگ شروع کی (تو بعد کو معلوم ہوا) کہ یہ
 ایک محض منافقت تھی۔ اور اس سے زیادہ اٹلی کے مجاہدین اور پوپ صاحب دم اور پاپسٹ
 کے ان چند پیشروں کی کھوتہ اندیشی تھی جنہوں نے پرائیوٹ طور پر شاہ یونان کو ابھارنے اور
 جنگ کے لئے درغلانے میں اپنے اپنے بڑے بڑے موافق کو شش میں کمی نہ کی اور جلی گزرنے
 لایا۔ دوسری صاحب وزیر اعظم انگلستان منصفانہ طور سے ان نقصانوں کا بوجھ رکھتے ہیں
 جو کہ معرکہ جانا جنگ میں اٹھانے پڑے اور اب ملائیت کے لوگ کہتے ہیں کہ ایسی حماقت کسی
 نہ ہوئی ہوگی۔ حالانکہ فرانس نے سنہ ۱۸۷۰ء میں یونان کی طرح اندرونی ملک کے جوش اور
 خواہش جنگ سے تنگ آکر جزئی سے لڑائی مول لی تھی اور اسکی پاداش میں وہ مونہ کی کھائی
 کا بتک فراموش نہیں۔ تاہم اس حماقت اور اس بیوقوفی میں یہ فرق ضرور تھا کہ پھر وہ یونان
 سلطنتیں مقابل کی تھیں اور ایک دوسرے کی ٹکڑے نہ ہال سکتی تھیں۔ یونان جو سلطنت
 عظمیٰ ترکی کے مونہ لگا اور اس سے جنگ چھیڑ دی یہ صرف حماقت ہی نہ تھی بلکہ بہت بُرائی
 قصور اور سخت گستاخی تھی۔ البتہ اگر یونان خاموشی سے صورت معاملات کو بھانپنے جاتا اور
 اس صدمہ میں فوجی ضروریات کو سمجھتا اور اپنی طرف سے فوجی پیشقدمی نہ کرتا تو اسکی فوج
 آٹو انفرمیوں میں رتی بھر فرق نہ آتا لیکن اسنے پہلا اعلان جنگ قبول کر کے دوسرا اعلان
 بھی شائع کر دیا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ اسکی تباہی کا دین قریب ہے اور وہ خود اپنے
 ہاتھوں اپنے پاؤں میں کھڑائی مارتا ہی اور اس دوسری کارروائی سے یورپ نے مان لیا
 کہ گورنمنٹ یونان ہی اس غلطی کی ذمہ دار ہے۔ ترک تو پہلے ہی سے تصور وار نہ تھے اور اب تو

جنگ لڑنا اونکی فطرتی ضرورت تھی۔ یونان کی اس جنگ کا پہلے ہی سے نتیجہ قرار دیا جاتا تھا اور یہ سمجھ کر کہ ترک باسانی اتھنز میں داخل ہو جائیں گے یہ مہیا بھی کر کوئی نہ کوئی صورت جنگ جو ختم کو خواہموش کر دینے کی نکالی جائے گی لیکن یہ کارروائی اس وقت تک نہ ہوئی جب تک ترکوں نے ڈوٹو کو فتح کر کے یونانیوں کو آتھرس پہاڑوں میں شکار نہ کر لیا۔

۱۱۔ اٹلی کی جنگ فرانس جرمنی اور جنگ دوم یونان سمیت

۱۱۔ اٹلی میں فرانس اور پریشیا کی لڑائی سے جو حال ہوا تھا وہی کیفیت اس لڑائی کے نتیجے میں ظاہر کی۔ دونوں میں اگر کچھ فرق تھا تو یہی کہ اس معرکہ میں طرفین کے بہت سے لوگ شہید ہوئے اور اس میں کم۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے پیرس میں عوام الناس کے جوش کا یہ حال تھا کہ وہ برکن دار سلطنت جرمن کا نام لے لے کر پلٹتے اور شور مچاتے ہوئے گلیوں اور شہر کی سڑکوں پر گزرتے تھے اور طرح طرح سے جنگی جوش کا اظہار کرتے تھے اسی طرح اتھنز میں بھی عام شہروں اور بازاروں میں تمام یونانی اپنے شہر اور غرہ ہائے جنگ سے ترک ترک چلا کر زمین و آسمان ایک کئے دیتے تھے اور پیہم ہی شور تھا کہ تھسلی میں جا کر جمع ہوں اور یکبارگی حملہ کر کے سلطنت ترکی کا تباہ پانچا کر دیں۔ یہاں تک کہ اوسکے غروں سے ترکوں کی ہلاکت اور اونکی موت کی صدائیں بابت تھیں۔ لیکن ترکی سپاہیوں نے ایک ہی وار میں ثابت کر دیا کہ حرب ضرب کے کاموں میں وہ بہتر سے بہتر درجہ کی قابلیت رکھتے ہیں اور نہایت ہی گرفتار اور پیش بہا پایا ہیں اور اگرچہ بھیاں یورپ اونکا مہینوں سے تنخواہ ملی ہوگی اور اونکی کسٹ کا انتظام نہایت بدتر ہوگا اور فوج میں تو گروٹ سال ہونگے لیکن انکی حب الوطنی۔ قومی سرگرمی۔ اور مذہبی جوش ان سب باتوں کے شکر کے ٹھہرے بڑی کامیابی سے اپنے موروثی دشمنوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور جہان و نون تباہ ہوئے

ترک ہی غالب آئے۔

یونان کی فوجی بزدلی

سلطنت ترکی کی نسبت جو عام رائے تھی وہ مہمیدی باب میں ذکر کی گئی اب سنئے کہ یونان اور یونانیوں کی نسبت یورپ میں عام خیال کیا تھا وہ یہ تھا کہ یونانی جب وطنی اور خوش میں سے زیادہ قابلِ تعریف ہیں۔ فن جنگ سے ایسے ماہر کہ باید و شاید پورے ہمارے اور پورے قواعد و انہیں بلکہ فصحاء یورپ یونان کی فوجی قوت کو جاپان سے تشبیہ دیتے تھے اور اس کے مقابلہ میں ترکی کو چین کی سلطنت بتلاتے تھے جس کے صاف یہ معنی تھے کہ جاپان سے یہی سنی چین جیسے پٹاڑ کو پس ڈالا ایسے ہی یونان چاہے اپنی عنایت و کرم سے بچو لیکن اگر چاہے تو سلطنت ترکی کے حصے بخرے کر سکتا ہے۔ ماثراشہ۔ دل میں کیا کیا ادا بھرنے تھے کیسے کیسے حوصلے جو مولج کی طرح سینہ میں جوش زار تھا اسکی ناس میں پہلے سال کے اخبارات کا لوٹنا اور غیہ مطلب شہادت ہم ہو چکا تو ذرا وقت کا کام ہے اور گویا نوے کے لئے یہ وقت کوئی چیز نہیں کہ اسکی تلاش کرنے میں دریغ کرے لیکن جو بات بالآخر غلط ثابت ہوئی ہو اسکی نسبت دیوانوں کی بڑ اور وقت کش لوگوں کی چھینی جھوٹا تلاش کرنا فی الحقیقت بیکار ہے اس لئے لندن کے اخبار مارنگ پوسٹ کے چند فقرے جو اسے ۲۸۔ جن ۱۸۹۷ء یعنی دو ہفتہ قبل از جنگ لکھے تھے یورپ کے خیالات عام کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہیں آپ رقمطراز ہیں کہ :-

یونانی گروہوں کا سرحد میں فساد کرنا اور شاہ یونان کا یہ کہہ کر کہ ہم سے ایسی باتوں کا انسداد ہونے نہیں سکتا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے یونانی ہمیشہ سے اپنے ملک کے جان نثار رہے ہیں۔ انھیں جوش آگیا ہے جو مشکل ہے کہ کسی کی دلداری سے ٹھنڈا ہو سکے شاہ یونان چاہے نہ لڑے مگر ملک ضرور لڑے گا اور قوم ضرور جنگ کرے گی اور ترکی کو کریش کے نظام شدید کا

فرہ چکھا رہی تھی۔ اور کوئی دن گزرتا ہی کہ ہم اوسکے آپس۔ سیکونیکا اور تم مجھ پر پڑے
 و متصرف ہو جانے کی خبر سن گئے۔ “ اب وہی اخباری کہ ۳۰۔ اپریل کے پرچہ میں بجاہ
 اپنا سامونہ نیکرٹین لکھنے پر مجبور ہوا کہ ” یونان کو شکست تو خواہ مخواہ ہوئی ہی تھی یہ یونانیوں
 کی فطرتی بات ہے کہ وہ بہادر ہیں لیکن ناقابت اندیش ضرور ہیں اور قواعد جنگ سے اونہیں
 بہرہ نہیں۔ نہ قواعد میں اپنے مخالفین کی سی شجاعت ہے نہ استقلال۔ اور اوسکے افسر دارا
 ترک کے سامنے بلحاظ تجربہ فنون جنگ ہنوز طفل کتب ہیں وہ آخر کس برتے پر ترکوں کے مو
 آئے جنکی نبرد آزمائی کا تمام یورپ چھ سو برس سے قایل رہتا آیا ہے۔ “

یعنی لڑائی کا بازار گرم ہوا تھا کہ یونانی اس سے کسے اس سرے تک بھاگ نکلے اسکے
 فوجی افسران نے اپنے آپ کو محض تالایق ثابت کیا اور گواہین فوجی جوش بے انتہا پائے
 جانے کی خبریں موصول ہوئیں لیکن کسی موقع پر وہ سیدھے اپنے غنیم پر حملہ نہ کر سکے اور
 اوسکی فوج پر ترکوں کا اس قدر خوف و ہراس طاری ہو گیا کہ اوسکے قواعد دان اور غیر قواعد دان
 اور مجاہدین اور قومی الفیئر ہر قسم کی فوج کی نسبت ثابت ہو گیا کہ وہ کوئی فوج نہیں بلکہ محض
 عوام کا ایک جھوم اور بازاری لوگوں کا ایک غول تھا۔ افسران فوج سپہ سالاری نہ کر سکے
 اور اکثر ہتھیار نہایت باقاعدہ طور سے سب سے پہلے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ترکوں کی دلدادہ سینیونین اسطرح بیٹھی کہ ایک لڑائی میں منجھا گیا رہ ہزار سپاہیوں
 کے صرف ایک ہزار پر ترکی باز پڑتی تھی اور باقی دس ہزار سپاہی ارزاہ دور اندیشی نہایت
 خوبصورتی سے خطرہ کے مقابلے سے دور ہٹ گئے تھے۔

فوج کی حالت مختصر بھی بیان کیجاوے تو کچھ سی سے خالی ہونگی یعنی یہ کہ بند و قین جو کوئی
 فرانس نے مدت ہوئی خارج کردی تھیں اوسنے اکثر حصہ فوج کا مسلح تھا اور ہنسروں کی حرکت
 سے ثابت ہوتا تھا کہ اوسکو فوجی کنابوں کی شاید الفبے بھی پوری نہیں آتی اور آتی تو

کیونکہ نئی سپیکن ممبر اور قاعدہ دان ترکی عساکر کے سامنے فی الحقیقت وہ طفل مکتب ہی تھا
 جو سب سے مورچہ بندی اور پٹھانوں کا سلسلہ اسے قایم نہ ہو سکا تاکہ اگر ایک مورچہ مصیبت میں پھنس
 ہو تو دوسرا اس کی دستگیری کر سکے۔ یورپ کی وہ رائے کہ ایک ایک یونانی کمیٹی ترکوں کی برابر
 ہے ایک قابل تسخیر اور لائق تفحیک بات نکلی۔ اطاعت شعاری جو فوج کے لئے بلا کھینچن چڑھ
 کے نازمی اہر ہے یہ جو ہر فوجی اُن یونانیوں میں بالکل کم پایا گیا۔ خیر قواعد ان فوج جو پرائیویٹ
 اشخاص سے نئی جبری کمیٹی تھی اُس نے اکثر موقع پر احکام افسران میں دیلیں اور محتبین کہیں اور
 فوجی گھوڑوں کو گانوں کی چوہاں بنا دیا۔ اور ہر سہجائے اسکے کہ تجلیانہ اور دوسرا نہ لہجہ میں انکی
 دلائل کو قطع کر دین منطقی بحث میں پڑ کر از روئے علم و عقل اپنے احکام کے کارآمد ہو نیکا ثبوت
 پیش کرتے تھے کہ اتنی کم کمیٹی شخص بول اٹھتا ترک آئے اور وہ بہادری فوج کو کم بھال کر سب
 اپنے اطمینان کی جگہ دم لینے کو ٹھیرنے تو بقیہ بحث کو ختم کرنے کی جرأت کرتے جس سے ثابت
 ہو گیا کہ کوئی ملک بجز اپنے قواعد دان فوج کے ہرگز نئے رنگ و ٹون یا قومی پرجوش نالایق
 و اندیشہ بین پر بھروسہ نہ کرے بلکہ ایسے وقت میں دشمن سے زیادہ اس کے جوش فرو کرنے میں
 مستعدی دکھلاوے کیونکہ دانا دشمن وہ نہیں کر سکتا جو یہ نادان دوست کر بیٹھے ہیں۔
 سلطان اس اندیشے سے واقف تھے اور خون نے اپنی قومی جان باز و نکو جلا اعداد و پٹھانوں
 جنگ میں جانے کے لئے مستعدی ہوئے بجز ایک خاص صورت کے نہایت تناسل اور دلاری سے
 شکر یہ کے ساتھ یہ کہ خاموش کر دیا کہ فضل الہی سے سرکاری فوج کی اعداد دلاری کے لئے کافی
 سے زیادہ تیرہ لوگ امن سے جبراً ہتے آئے ہیں ویسے ہی رہیں۔ لیکن یونان نے اسکے
 خلاف نہایت درجہ کی بداندیشی سے محض اس قسم کی بیردنی اور پرائیویٹ امداد پر بھروسہ کر کے
 اپنے آپ کو ایک کم خطرئی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ جس سے نہ صرف آگ میں گرنے والے ملک ہوئے
 بلکہ اذکار نام و نشان اپنی فوجی عزت اور قومی حیثیت بھی خاک میں مل گئی جو مسئلہ بریں میں جی ماں ہو گئی۔

بے قاعدہ فوج

باقاعدہ فوج میں کچھ انتظام ضرور رہا لیکن بے قاعدہ کی ہر ہونگ نے جو ہر وقت خوف کی وجہ سے اونٹ کے گلے میں پٹی بنی رہی اپنے ساتھ انکو بھی لے ڈبویا لوگوں نے دیکھا کہ سید کا رزار میں جب وہ دشمن کی زد سے دور چٹاؤنگی آ رہی ہوتے تھے تو بڑے اطمینان کے ساتھ سگریٹ پیستے اور پتا کھڑکتے ہی جو چیز اونکی نظر کا نشانہ بن جاتی اور سپر فیکر نے میں فیلڈ بھی لنگ لکرتے اور خدا جلنے اس بے سربانٹا نیا نڈازی نے کتنے ایک پڑھی آدمی ہلاک کر ڈالے۔

یونانی اس جنگ کے محرک ذمہ دارین

(کرٹ)

ترک ایک مدت سے آرمینیا کی بغاوتوں کے فول کرنے اور یورپ کے اعتراضات اور دھمکیوں کا چھوٹا شایستہ جواب دینے میں مصروف رہے اور شروع سال ۱۹۱۵ء سے نہایت ہی اہم اور عمیق معاملات متعلق بغاوت کرٹ میں اُبھے ہوئے تھے اور حتیٰ القدر اس کو شش میں مصروف تھے کہ بطور مناسب پندیدہ باتفاق جملہ سلاطین یورپ کوئی ایسا من سمجھوتہ ہو جائے جس سے آئے دن کی بغاوتیں بھی فروغ و حادیں اور سلطان کی شہنشاہی اور انکا اعزاز بھی اس جزیرہ قریطش یعنی کرٹ پر قائم رہے۔ دھنوں نے یہاں تک گوارا کیا کہ سلاطین عاضی طور پر اپنی حمایت سے جیسا کہ وہ چاہتے ہیں بغاوت کا اسناد اور کر کے کشت و خون بند کر آئیں۔ چنانچہ روس۔ فرانس۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ اور برطانیہ کے چند جہازات مع بحری سپاہیوں کے آپہنچے اور جزیرہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں سے یہ کہہ کر تنہا ہارے لئے گئے کہ اگر ایسا ہو گیا تو عیسائی کشت و خون سے باز رہیں گے اور انکا اشتعل طبع جاتا رہیگا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اسکی نہیں کی اور ننھے بن بیٹھے۔ چونکہ کرٹ میں آبادی کا ایک چہارم مسلمان ہیں اور باقی یونانی عیسائی ہیں یہ موقع پا کر دھنوں نے وہ کشت و خون کا بازار گرم کیا کہ الامان۔ اسکی زیادتیان مسلمان

مرد عورت بچوں اور ضعیف العمر اشخاص پر اس شرمناک طریقے سے ہونے کا اذکار کفایت
 بہ ہے۔ اُن مظلوم کا قصور جو مسلمانوں پر عیسائیوں نے کئے ایسا ہولناک ہے جسکے سنے
 سے بدن پر رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے۔ دل کا پٹنے اور انھیں آنسو بھلے لگتی ہیں۔ افسوس
 رمضان شریف کے ایام جس میں ہر روزہ دار مسلمان بخیال حصول برکات و وصول
 حسنات عبادت خداوندی میں مشغول تھا کہ تکمیل کیش اور سفاک باغیوں نے اپنے تعصب
 اور جوش مذہبی سے نہایت بے دردی اور بے رحمی کرتے ہوئے بچ کیا۔ اونکی پردہ نشینوں
 کی بے حرمتی اور پردہ دری کی۔ پیارے پیارے بچوں کو گاجر مولیٰ کی طرح ہوا میں اوجھلا
 اور چمکتی ہوئی سنگینوں پر لے لیا۔ اچھل اور انصاف پسند یورپین سلاطین کو کال فیڈل
 یعنی خفیہ طور پر ادنیٰ ادنیٰ حرکات کی پوری پوری خبریں پہنچتی رہیں اور وہی دریائے ہمدردی
 جو آرمینیا کے معاملہ میں جوش زن ہوا تھا یہاں اسوقت تک ساکت رہا جب تک کہ ایک پور
 بیڑہ جنگی جہازات نے سلاطین یورپ کی طرف سے سو اہل کرٹ کو بند کر کے ٹرکی کی سہمی
 امداد کو بھی بند کر دیا اور امن کی امید سے مسلمانان کرٹ کو غیر مسلح کر دیا جس سے باغیوں
 کو کشت و خون کا خوب موقع ہاتھ آگیا۔

دنیا بھر کے مسلمان یہ جان کر صدمات اور دلگداز حالات میں گریہ کر رہے ہیں کہ آسمان کو کتے
 اور متفقہ حقیقی کے انصاف پر چشم پراہ تھے اور خود بغیر کامل تھا کہ بے بس عورتوں اور معصوم
 بچوں کا خون ضرور جلد رنگ لایگا اپنے بیگناہ ہندوئی وادیل اور فریاد سے دریائے
 غیرت الی ضرور جوش میں آئیگا چنانچہ رعایا اور شاہ یونان کے دل میں سلطان سے بھری
 اور برابری کا خیال سما یا جو ایک زمانہ تک حلقہ گوش اور مطیع فرمان بارگاہ سلطانی رہے
 وہاں یورپ نے کسی مصلحت سے اچھی طرح سمجھا یا اور ایک ایٹمی میٹیم بھی یونان کی گورنمنٹ کو دیا
 لیکن جوابات خدا نے دل میں ڈال دی ہو وہ بندہ دیکھنے کے کب ٹل سکتی ہے۔ یونانی گورنمنٹ نے

یہ عثمانیہ قوت کا محاذ کیا نہ المی میٹیم یورپ کی کچھ پرواہ کی جس میں سنجیدگی اور صفائی کے ساتھ اس کو آخری مرتبہ سمجھایا گیا تھا کہ کریٹ سے اپنی فوج واپس بلا لے اور سرحد ترکی پر کوئی فساد نہ کرے بلکہ برخلاف اسکے ناجائز قومی جوش سے شتمل ہو کر اور دیگر خفیہ امداد کے وعدوں پر بھروسہ کر کے یہ کیا کہ قسطنطنیہ کی سرحد ترکی پر فوج جمع کرنی شروع کر دی اور خود شاہزادہ وادی یعنی ڈیوک آف اسپارٹا اور شاہزادہ ثانی پرنس نکولس فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لیکر سرحد کی طرف بڑھے اور تھار اور صلیب دونوں کو شال کو کے جوش کو اس لئے اور ترقی دی کہ وہ مذہبی لڑائی سمجھی جائے۔

پیشقدمی کس بنے کی؟

تاریخی حیثیت سے اس بات کا طے کرنا مشکل ہے کہ بعد عثمانیہ مخالفت کے پیدا ہونے کے حملہ کرنے میں پیشقدمی کس نے کی اور باقاعدہ فوجوں میں کس کی گولی اول فیر ہوئی لیکن اس میں کچھ کلام نہیں رہا کہ یونان کی بے قاعدہ فوجوں نے اول پیشقدمی اور سرحد روم پر حملہ کر کے ترکوں میں وہ اشتعل پیدا کیا جس کا نتیجہ اس کے حق میں تباہی اور بربادی اور سیاہی و المی بدنامی کا ہوا۔ یہ سچ ہے کہ باضابطہ اعلان جنگ ترکی نے اول دیا لیکن جب یونانیوں کی شرارتیں حد سے متجاوز ہو گئیں اور اونگی شورہ پستی سے افواج عثمانیہ کے برہم ہو جانے اور بگڑ بیٹھنے کا پورا اندیشہ ہو گیا تو سلطان روم کو بجز اسکے اور چاہ ہی کیا تھا کہ وہ اپنے صاف صاف اعلان جنگ سے یونانیوں کو اپنے دل کو چھوٹا کر دیتا۔

یونانیوں کا جوش اور ان کے خیالات قبل از جنگ

جنگ سے پیشتر یونانیوں میں عام خیال نہایت جوش و خروش کے ساتھ ہی پھیل رہا تھا کہ جس طرح یونان پر سے ترکی سے جنگ کی جائے۔ ہر کہ وہ کی زبان پر لڑائی کے تذکرے سنا

اور کوئی ذکر ہی نہ تھا وہ یوہین طاقون سے جاہتے تھے کہ اس موقع پر ترکی حمایت سے قطع نظر کر کے علیحدہ رہیں۔ دعویٰ کیا جاتا تھا کہ یونانی بیڑہ جہازات متعینہ بحر اربعین نامہ ترکی حسد اور کوفت کر لیا اور اسکی فوج باغیان مقدونیہ کی مدد سے بہر حال متغیر نہ ہو سکتی تھی بلکہ یہ اور سروریہ دونوں ملکہ سلطانی فوجوں کو ادھر متوجہ رکھنیگی۔ ترکی جہازات ناقابل ہونے کی وجہ سے دلی امنگ کے ساتھ یہ لولہ پیدا ہوا تھا کہ جزیرہ بحر اربعین کے شیخ کے بعد سارا جزیرہ آبنائے ڈارڈنیلز میں اتر پڑے گا اور سواحل کے قلعہ بجا کو خاموش کرنا ہوا بحر مارمورا سے گذر کر شلخ زرین کے مقابل بسکرانڈاز ہوگا اور پھر تو سین اسٹیفنڈو کی طرح جسطرح یونان چاہیگا امن نئی شرائط صلح پر اکتواے جنگ کرے گا۔ بعض یونانیوں کو جنگ کے باقاعدہ چھیرے کی غرض سے حیلہ بہانہ کی تلاش تھی سو مخبرین یونان ان کو صلح دیتے کہ یہ کتنی بڑی بات ہے۔ ترکی نے جو بموجب عہد نامہ برلن نشہ حصہ ملک کے دیے سے انکار کر دیا جو دفعہ ۱۳۱۱ عہد نامہ مذکور کے ذریعہ سے یونان کو تقاضا کرنا لازم تھا۔ یہ کافی وجہ اعلان جنگ کی ہو سکتی ہے بلکہ اسکی شکایت کل سلاطین سے ہو سکتی ہے کہ عہد نامہ برلن جزیرہ کارفو کے مقابل کا کل علاقہ دمانہ دیاس کلمہ سے لیکر جھیل بانینا اور شہر مشرووا سے گزرتا ہوا کوہ اولمپس تک پہنچ کر خلیج سلونیکا جاتا ہے اور چیمین الاسونا جانیٹا پر یوینا زیمو وغیرہ کل شہر شامل تھے یونان کو دیا گیا تھا لیکن دول یورپ بھی اس اپنے فیصلہ پر ٹکی کو مجبور نہ کر سکیں اور اسکی کار فیض قسطنطنیہ کے بموجب یونان کو صرف اس قدر حصہ تھلی پر قلعہ ہونا پڑا جس پر وہ ۱۷۱۶ء اپریل ۱۷۱۷ء تک قابض تھا۔

ترکوں کا جوش

یونان کی عجاوہ گرفتارانہ حالات اور پردہ مظالم کر سٹ ترکوں میں بھی جو دھجی

پیدا ہوا وہ بھی تہذیب کی جھلک سے خالی نہ تھا گو اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے ایک ترکی فہر علی
 تو پچانہ نے ایک قرابت دار کو جو مصر میں سکونت پذیر تھا اس کے طور پر ایک خط میں یوں لکھا کہ :-
 خردمندان یورپ حیران ہیں کہ سلطنت علیہ سے ایک عرصہ قبل میں کہہ کر اس قدر سامان حرب
 اور ذخائر ہیم پونچاے اور کیونکر ایک کثیر القوادفوع کی فراہمی میں اس قدر چابکدستی عمل میں لائی گئی
 کہ سرحد پر پانچ دن میں تمام جہاز و نیاں عساکر عثمانیہ سے پہنچ گئیں ۔ لوگوں کے فوجی جوش کی
 کوئی انتہا نہیں رہی صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ ہر ایک شخص جس کو مہنہ یاد دھانے کی طاقت
 ہے ہر وقت موقع کے انتظار میں مستعد اور تیار بیٹھا ہے کہ ادھر حکم سلطانی پہنچے اور ادھر
 میدان رزم میں جامو جو ہو ۔ اور اپنے اُن بھائیوں کا انتقام لے جو بد معاش اور شورہ بشت
 یونانیوں اور ان کے طرفداروں کے بوجہ ظلم میں گرفتار ہو کر اور سو سطوح کی عقیبت میں مبتلا کر
 قہر کئے گئے ہیں یہاں کے بوڑھے ۔ جوان ۔ بچے حتیٰ کہ عورتیں تک ایک زبان ہو کر جنگ
 کی خواہاں ہیں ۔

” بعض اعلیٰ خاندانوں نے تو یہاں تک کیا کہ اپنی طرف سے کئی کئی والذیہ تیار کئے ہیں وہ
 فوج جو الاسونامین داخل ہوئی ہر دوسرے چہرہ وں سے ہناست اور مسرت کے آثار نمایاں ہیں
 اور وہ اس خیال سے بے حد مسرور ہیں کہ خلیفہ وقت یغور اپنے سلطان کی خدمت گزاری کے
 فرض کو فخر کے ساتھ ادا کرنا چاہتے ہیں ۔ میں بحیثیت خلّی شخص کے اپنی رائے ظاہر کئے بغیر نہیں
 رہ سکتا کہ مجال چھڑ جانے جنگ کے یونان میں صرف اس قدر دیر ہوگی جبکہ کہ شاہی
 افواج کو اپنے حریف کے مقابل کی جگہ پہنچ جانے میں عرصہ لگے گا ۔

ترکی چھڑ جانے کی وجہ اور اعلان جنگ

مارشل ادھم پاشا جو ترکی سرحدی فوج کے اعلیٰ سپہ سالار ہیں نہایت صبر و تحمل کے ساتھ یونانیوں
 کی تمام کارروائیوں کو دیکھتے رہے ۔ یہاں تک کہ یونانیوں کے مسلح گروہ درگروہ اپریل ۱۸۹۷ء

کے دوسرے ہفتہ میں سرحد کی طرف بڑھنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ تسلی اور مقدونیا کی ترکی سرحد کو عبور کیا اور وہ ایک جنگل میں گھیر لئے گئے چونکہ ان لوگوں کے پاس فوجی یونی فارم اور سرکاری نشان ایسا نہ تھا جس سے وہ گروہ یونان کی رگرفوج کا دستہ شمار کیا جاسکتا۔ اس لئے ترکوں نے نہایت تحمل کے ساتھ یہ بات کھرا مالہ باکہ جب تک کوئی سپاہی یونانی پلیٹن کا کسی گروہ میں شامل نہ دیکھا جاوے گا تب تک ہرگز وہ جنگ کا خیال نہ کریں گے یہ دن جمعہ کا اور تاریخ ۱۶۔ اپریل ۱۹۱۷ء تھی جبکہ یونانی گروہ جو قواعد دان سپاہیوں سے مرتب تھے سرحد پار اور ترے۔ نامہ نگار لندن جو موقع پر موجود تھا لکھتا ہے کہ یونانی غیر قواعد دان سپاہیوں کے جو ریلوے کے ذریعے چلے آئے تھے ان کے مقابل میں اپنی خطا کے متعلق ترکوں نے بے انتہا تحمل اور بردباری ظاہر کی اور بری مسخ فوجی سے صرف اتنی شرط جنگ نہ چھڑ جانے کا اقرار اور وعدہ کیا کہ یونان کے قواعد دان سپاہی انہیں نہ شامل ہوں اگر ایسا ہوا تو جنگ قرار دیکھا دے گی لیکن یونانی مذہبی دیوانگی کے باعث آپس سے باہر اور ہوش سے بیہوش ہو رہے تھے انہیں نصیحت کی کب پر فائدہ ہو سکتی تھی انکی ساتھ ہزار فوج صوبہ تھسالیہ میں سرحد کی برابر مغرب میں آڑھ سے لیکر مشرق میں ساحل سمندر تک پہنچی ہوئی تھی انھوں نے ایک نہ مانی۔ پہلے حملہ آور گردہ میں سے جو لوگ گرفتار کر کے فوجی صوبہ مقام الاسودان میں لائے گئے تھے انھوں نے اقرار کیا کہ ہم لوگ بسرکردگی یونانی قواعد دان فوج کے حملہ آور ہوئے تھے گویا یہ علم اعلان جنگ کے لئے کافی وجہ تھی لیکن بہادر ترکوں نے اسکو وجہ مخالفت نہ ٹھہرایا اور آئندہ واقعات کے منظر رہے اور بالآخر یونانیوں کی پے درپے پیش قدمی سے مارشل ادیم پاشا کمانڈنٹ افواج ترکی نے ۱۶۔ اپریل کو تار روانہ کیا کہ اب سرحد پر محض ڈیفنس یعنی محافظت کا سلسلہ قائم نہیں رہ سکتا اور نہ ہی زور دیکر الجھائی کہ سرحد یونان پر پیش قدمی اور حملہ کی اجازت دیجائے تاکہ وہ آگے بڑھ کر آریا میں

موجودہ قائم کریں۔ اس درخواست کو کونسل دھڑلے سے منظور کر لیا لیکن سلطان العظم نے اپنی معمولی جھڑپ سے منظوری جنگ میں کچھ دیر کی اور آخر کار ۱۷ اپریل ۱۹۱۳ء کو وہ فرمان جکا جید انتظار تھا پیش گاہ حضرت ظل الہی سے جاری ہوا جسکی کڑ سے روم یونان میں باقاعدہ جنگ کا اعلان ہو گیا اور اسکے اعلان کے لئے مقدونیا اور کریش میں یونانیوں کی پیش قدمی کی کافی وجہ قرار دیدی گئی۔

سفیر روم و یونان کا اپنی اپنی سفارتوں سے واپس آنا اور اعلان جنگ کی کیفیت

عالم بے ترکی سفیر متعینہ ایجنٹر واپس طلب کئے گئے اور پرنس مسپر و گورڈ سے ٹو کے لئے حکم دیا کہ وہ پروانہ راہداری لیکر قسطنطنیہ چھوڑ دے۔ تار پونچھے ہی عالم بے نے وزارت دول خارجہ پہنچ کر ایم اسکوزیز وزیر کو رخصتی سلام کے ساتھ فرانسیسی زبان میں ہندرجہ ذیل نوٹ پیش کیا۔

”یونانیوں نے جو پیش قدمی کا برتاؤ کیا ہے اسکی وجہ سے سلطنت مذکور اور سلطنت عثمانیہ کے باہمی سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ اور یونانی کونسلوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سلطنت عثمانیہ سے روانہ ہو جائیں اور اس طرح ترکی سفیران یونان متعینہ ایجنٹر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قسطنطنیہ کو پہلے آویں۔ اس اعلان کے بعد یونانی رعایا کو دو ہفتہ کے

اندہ سلطنت عثمانیہ کو چھوڑ دینا چاہی اور اسی طرح سلطنت عثمانیہ کی رعایا جو عہداری یونان میں رہتی ہے انکو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی اسی عرصہ میں عہداری یونان سے واپس چلی جائے۔“

۱۷ اپریل ۱۹۱۳ء کو ترکی سلطنت کے قائم مقامان بیرونجات کے نام مفصل حالات کا ایک سرکلر جاری کیا گیا اور اس میں بیان کیا گیا کہ ایک ہفتہ پیشتر یونانیوں نے کرینیا کے قریب ترکی عہداری پر حملہ کیا اور فریدیہ رآن یونانی فوج نے تازہ حملے کو ناشروع کئے ہیں۔ سرکلر میں یہ امید بھی ظاہر کی گئی ہے کہ دول یورپ بنظر انصاف بالاتفاق اس جنگ کی ذمہ دار

یونانیوں کو قرار دینگے اور یہ کہ بلاخیال افتتاح ملک صرف صلح پسندی کا کافی ثبوت
ہو چکا ہے۔ غرض سے سلطان ترکی یہاں تک تیار ہو کہ اگر یونان اپنی فوج کو سرحد خلی اور جزیرہ
کریم سے ہٹائے تو وہ بھی اپنی فوج کو واپس بلا لے۔

ترکی سفیر کے نام اعلان جنگ پر یونانیوں کا جواب

برخلاف ترکی جنگی قرارداد کے یونانی وزیروں نے جواب میں یادداشت تیار کی کہ ”شاہ یونان
کے وزیر خارجہ نے ترکی سفیر متعینہ ایجنڈے سے آجکی تاریخ میں ایک یادداشت ملنے کی
عزت حاصل کی۔ جمیع اطلاع دی گئی کہ بوجہ یونان کے کھسکے کھلا ترکی سے مخالفت ظاہر کر دینے
پر دونوں ملکوں کے واپس لوٹنا (سفارتی تعلقات منقطع کر دے گئے ہیں۔“

اور بجائے خیال سراسر کے ساتھ اس قدر اور اضافہ کیا گیا کہ شاہنشاہی گورنمنٹ نے اس خیال
سے کہ باہمی سفارتی تعلقات کی شکست کا فائدہ یونان پر ہی اس امر کو نظر انداز کر دیا کہ یونان
بجائے اسکے کہ ترکی سے بھی نصرت پیدا کرے چند روز سے وہ متواتر نقصان اٹھا رہا ہے جو ترکی

فوج سرحدی لائن پر اپنی پیش قدمی سے کرتی رہی۔ ۲۸ مارچ شہر علی اس جنگی کارروائی پر جو
الیاس آبادی کے تہانہ پر واقع ہوئی۔ شاہی گورنمنٹ نے اس طرح کو مناسب سمجھا کہ زبانی یادداشت
ذریعہ سے شاہنشاہی گورنمنٹ کو اس زیادتی کی طرف متوجہ کرے جو اس کی طرف سے ہوئی اور

ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی کہ عثمانیہ گورنمنٹ جلد اس طرف توجہ مبذول فرما کر ایسی کارروائیوں کا نو تر
موقوف کر دیگی۔ لیکن بجائے اسکے کہ شاہنشاہی گورنمنٹ اعتدال کام میں لائے اس نے فوجی
کارروائیوں کا اظہار کیا۔ (اس عرصہ کی اپنی زیادتیوں صاف اُڑا دیں) یہاں تک کہ صرف

پرسونل ہی یہ واقعہ نہ کہ عثمانیہ فوج بغیر اسکے کہ شاہی فوجوں نے (یونان) بھڑکلنے کا کوئی کام
کیا ہو آگے بڑھی اور نابلس کے سرحدی تہانہ پر قبضہ کرنا چاہا لیکن بوجہ فراغت یونانیوں کے

وہ اس مقصد میں ناکام رہی۔ نیز شاہی گورنمنٹ اس واقعہ کو بھی خاموشی سے قیام انداز نہیں کر سکتی کہ پیشتر اس کے شاہی گورنمنٹ کی سفارت نے باہمی دوستانہ سفارتی تعلقات کے منقطع ہونے کا باضابطہ اعلان کیا اور جبکہ رات گزرتے پر شاہ یونان کے سفیر متعینہ شطرنجیہ کو اس کی اطلاع ملی تھی۔

پریولس (اداسپرس) اسٹیشن پر کو یونانی مورچہ مقام انتہائی اہم پہنچ چکے کے وقت گولہ باری کرنا شروع کر دی اور جہاز تندرست و تندرست ہو چلا۔ اس شہید سے روانہ ہوا تھا گولی مار کر ختم کر دیا۔ ان واقعات پر غور کر کے معلوم ہوتا ہے کہ باب عالی نے جو فریادی یونانیوں پر رکھی ہے اور جس کے وجہ سے یہ کہہ میں اور اس نے جو غمناک نتائج موجودہ کارروائیوں سے ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری شاہ یونان کی گورنمنٹ پر نہیں آسکتی۔ اور ایہ اسکوتیزر قائم ہے کہ اس کی اعتراف کرنا ایک غیر متوقع بات ہے۔

گورنمنٹ یونان کی یادداشت بیرونی سفارتوں کو

گورنمنٹ یونان نے غیر ملکی سفارتی قائم مقاموں اور کانسول کے نام جو یونان میں متعین ہیں بدین مضمون ایک یادداشت جاری کی کہ چونکہ یونان نے مسیحیوں کو تجاویز برلن کانگریس ۱۷۵۰ء اپریل آئینہ سے اتفاق کیا تھا لہذا یونانی فوجی فلسطین بحری و برستی کو حکم دیا جاتا کہ مختلف سلطنتوں کے قانون میں جو سائیر قرار دئے گئے ہیں ان کے اور ان کے اور ان کے ہونے جو تجاویز مذکورہ اصد میں مندرج ہیں بابت ہی مد نظر رکھیں۔

یعنی (۱) بذریعہ جہازات گردآوری کی ممانعت رہے گی۔

(۲) بے تعلقی کا نشان غنیم کی تجارت کا محاذ پر بیٹھا اس صورت میں کہ جنگ کو کچھ تعلق نہ ہو۔

(۳) وہ مال تجارت جسکو جنگ سے تعلق نہ ہو گرفتار نہ کیا جائیگا گو غنیم ہی کے جھنڈے کے زیر حفاظت کیوں نہ ہو۔

(۴) رسمہ روک دینے کی کارروائی اس صورت میں جائز ہوگی جب وہ کارگر اور مشین طریقے کی ہوگی۔

ساتھ ہی یونان نے یہ سید ظاہر کی کہ سلطنتوں کی کوشش سے ان کی رعایا بے تعلقی اختیار کرے گی۔ روس نے سلاطین کے نام جو نوٹ بھیجا اور سین زور دیا گیا کہ کرپٹ کے معاملات کی وہی حالت قائم رہے گی جو طے ہو چکی ہے اور یہ کہ اعلیٰ پیشقدمی کرنیوالی سلطنت کو فائدہ حاصل نہ کرنے دیا جائیگا۔ نیز اس سرکار میں یہ بحث بھی تھی کہ بشرط ضرورت سلاطین دست اندازی بھی کر سکتے ہیں اور یہ سہمد عالی گئی کہ تا وقتیکہ دونوں جنگ آوروں سے کوئی ایک فریق درخواست نہ کرے اس وقت تک کوئی فراہم نہ ہوگی اور جو کچھ کارروائی مداخلت کی ہوگی وہ بالاتفاق اور بحیثیت مجموعی ہوگی نہ کہ جداگانہ اور فردا فردا۔

ترکی اعلان بحق یونانی رعایا کی سلطنت

ترکی اجازت میں یہ اعلان سرکاری شکل کیا گیا کہ یونانیوں کے مفادات متاثرہ اس وقت تک ملتوی رہیں جب تک کہ ڈپلومیٹک تعلقات دوبارہ قائم نہ ہوں۔ جو یونانی مقروض ہیں اور دیگر ملک چھوڑنے سے پیشتر اپنے قرضوں کی معقول ضمانت داخل کرنی چاہتے۔ جو یونانی ملک میں رہنا چاہتے وہ صرف قانون ملک کی پاسداری اور بعض شرائط کے ساتھ رعایا کے غمانیہ بنکر رہ سکتے ہیں اور ان کی فہرست علیحدہ مرتب ہوگی۔ جو یونانی دفاتر کاؤنسل۔ بینک۔ حفظانِ صحت اور ریلوے وغیرہ میں ملازم ہیں وہ بھی ترکی رعایا بنکر رہیں یا ملک چھوڑ دیں۔ جو یونانی اپنے وطن کو واپس جانا چاہتے وہ اپنے عیال و اطفال کو بھی ساتھ لیں۔ جن جہازوں پر یونانی جھنڈا ہوگا وہ ڈارو نیلز اور آبناسے ہاتھوں میں ہرگز داخل نہ ہو سکیں گے اور جن یونانی جہازوں نے اس اعلان سے پہلے یورپی بندرگاہ اس آبناسے کے اردے سے چھوڑے ہیں ان کو سیدھا ختم ہونے پر بعد معاینہ ترکی حکام کے پیشتر کوئی شہر نہ داخلین ہوگی سفر کی اجازت دیجائے گی۔ یا ترکی جہازوں کو بھی یونانی سمندر چھوڑ کر اپنے بندرگاہوں میں آ جانا چاہیے اس لحاظ سے کہ قسطنطنیہ میں یونانی باشندے کثرت سے رہتے ہیں اور وہ ہفتہ کی مباد گز چکی ہیں ان کو ایک ہفتہ کی حلت اور پوجائی ہے۔ یونانی

اور ان کے تجارتی جہاز وغیرہ اگر اس عرصہ میں خود نہ کھلے تو پھر وہ اس ملک سے خارج کر دے جائینگے وزیر عدالت بحریہ ممالک غیر داخلہ پولیس اور توپخانہ کو اس حکم سے مطلع کیا گیا بابائی نے بلگیر یا اور مصر کو بحیثیت باجگذار صوبوں کے فرمان صادر کیا کہ وہ اپنی اپنی رہت میں متعین یونانی سفیروں اور قوضوں کو پروانجات راہداری دیدیں۔ گوئیٹ مہر نے یونانی سفیر متعین قابہ کو پروانہ راہداری دیدیا مگر چونکہ ایک لاکھ کے قریب یونانی مہر میں تھے ہیں اس لئے لارڈ کریم وغیرہ کے زور لگانے سے ان کے نکالنے کے جائیکا انتظام ملتوی کیا گیا اسمعیل پے گورنر کریت نے دستخطی احکام کریت میں مشتمل کئے ان کا مضمون یہ تھا کہ روم و یونان کے سفارتی تعلقات منقطع ہونے کے باعث تمام یونانیوں کو لازم ہے کہ پندرہ دن کے اندر بحیرہ سے چلے جائیں۔ یونانی سفارت خانہ پر سے نشان سلطنت اتار دیا گیا۔

اس کے بعد سفیران سلطنت نے جمع ہو کر بابائی سے سفارش کی کہ یونانی رعایا جو صیغہ خارجہ اور محکمہ خزانہ صحت اور کونسلوں اور کلیساؤں میں ملازم ہیں ان کو سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت ملے اور اگر ان کا خارج کرنا ہی مقصود ہے تو تیزی اور رحم کو کام فرمایا جائے اس لئے کہ صرف قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور سلطنت میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں اس پر حضرت سلطان رحم آگیا اور پرلے منقولہ والکاظمین الغنیمین العنین من الناس کے مصداق کو تازہ کر نیکے لئے قسطنطنیہ میں اعلان کر دیا گیا کہ جو یونانی ان پسندی کے ساتھ رہنا چاہے اس سے ضمانت ملے کہ وہ جنگ و فوجوں میں محدود ہے جو سرحد پر کام میں مشغول ہیں۔

آغاز جنگ

اور یونانی فوج اور عوام الناس کی خواہش جنگ کی کچھ حد و غایت نہ رہی تو ہر ترکوں کی رگ حیت دشمن مقابل کا مال کر جو میں ہیں آگئی۔ سپاہیں کوسا کر سلطانی تمام سرحد

اصطلاح کر سبتہ اوما مادہ جنگ تھے کہ چشم زندن میں دہاوا کر کے میدان کارزار کو دیوان دہار کر کے
تا آگ ۹۔ اپریل کو یونانی فیلڈ سپاہی کے سپاہی سرحد عبور کر کے مقدونیہ پر حملہ آور ہوئے اور
ترکی مورچوں الیاس پرافٹ پر تھار بھی چلی گئی تب اس کے دو سو کروڑ یعنی ۱۰۔ اپریل کو مارشل اوم
پاشا کو رسیا پر پڑنے کے احکام ملے لیکن کسی وجہ سے تین گھنٹہ کے بعد یہ انتظام منسوخ ہو گیا اس کے
پانچ روز بعد چار لاکھ کی فوج نے قسطنطنیہ میں بہت دیر تک مشورہ کیا اور طریقہ جنگ کی بابت تجاویز

نوٹ اس موقع پر جبکہ آئرش جنگ مشینل ہوئے کو بھی سلطنت عثمانیہ ملے اور یونان کی فوجی اور
تری فوجوں کا مقابلہ نہایت مزیدار ہوئے بغیر اس زمانہ کی فوجی کے محاسبات مارشیل نامکمل سمجھی جاتی ہیں۔
عساکر عثمانیہ۔ جو جب توہین سلطنت ظہور کی تین تمام مسلمان مرد جنگی عمر میں سال سے متجاوز ہو
فوجی خدمات کے تیار ہیں اور جنگی دستہ میں سالانہ ایک ہفتہ کے دوران فوج میں جو مسلمان نہیں فوجی خدمات کے
تاری ہوئے کے لئے ۶ لاکھ سالانہ کی فوج میں اور کرتے ہیں۔ کل فوجی کے دو حصہ میں بکری اور برقی
بری فوج میں تین حصہ میں منقسم ہے۔ اول نظام یعنی باضابطہ نظامی فوج اعدالان۔ دوسرے دلف۔ تیسرے
مستقل نمونہ سمک۔ ان تین میں کا پیادہ فوجیوں کی تعداد ۶۴۸ ہے جن میں ۵ لاکھ ۸۴ ہزار سپاہی ہیں۔

سوار فوجی ۲۰۲۔ اٹلی اور ان جن میں ۵۵ ہزار میں سو سو ہیں۔ توپخانہ میں ۱۳۵۶ توپیں ۴۵ ہزار سو
۲۰ سپاہی۔ انجنیر فوجی ۳۹ لکھ ہیں جن میں ۲۴ ہزار سو سو ہیں اور ۱۵ ہزار سو سو فوجی، لاکھ
۱۸ سو ہے۔ اس میں عساکر سمیدی اور رائیفر فوجی کو نشان شامل ہیں۔ علاوہ سالانہ حرب و ضرب جو
سالانہ دینے چاہئے ہیں ۵ لاکھ سوار فوجی سرکاری میگزین میں ہمارے گئے ہیں یہ وہ بند فوجی
جس میں کار فوجوں کا ذخیرہ رہتا ہے اور بے دیوان کی بارود سے چلائی جاتی ہے۔

بحری طاقت۔ بحری فوج کی اطلاع براہ راست ترکی فوج سے نہیں ملتی جو حسب ذیل ہے۔
جنگی جہاز: درجہ اول ایک۔ درجہ دوم دوسرے ۸۔ جنگی جہازات محافظہ بناد ۹۔ درجہ اول کے کروڑ چوبیس
۹ درجہ دوم کے ایک سو ۱۲۔ درجہ سوم ۲۹۔ درجہ اول تار، جیڈ وکشتیاں ۱۹۔ اور درجہ دوم کی ۷۔ یعنی
میزان تمام جنگی جہازوں اور جنگی کشتیوں ۹۵۵ اور بحری سپاہی فرائڈ اربارہ ہزار ہیں۔
دور جو تعداد فوج کی کھی گئی ہے وہ مستقل اور دائمی ہے۔ جنگ کے وقت اگر فوجت پڑے تو ۱۸۔ لاکھ فوجی دست
کے ایک اشارہ پر میدان جنگ میں کھڑی ہو سکتی ہے۔

یونان کی بحری طاقت۔ یونان میں تمام سندسٹ مرد جنگی عمر ۲۱ برس سے زائد ہو فوجی
خدمات کے پابند رہتے ہیں۔ یا سبھی ۱۹ برس تک ہر ایک شخص کے ذمہ ہے جس میں دوسرے بھی کے ملاتے
ہیں اس کے وقت یونان کی فوجی فوج حسب ذیل ہے۔
محکمہ جنگ ۲۴۰ پیادہ فوج ۱۹۰۳۹

نے بحباب، پل شنگ، فی حدو کے خرید کی تھیں اور انکے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ دروی کے لئے بڑا روٹ
سے قرض کپڑا طلب کیا لیکن ایٹھنمین کپڑا موجود نہ تھا۔
ایٹھنمین غدر۔ اس خبر کے گوہنٹ یونان زنگروٹوں کو اسلحہ بھی ہم نہیں پہنچا
ایک شوش براہوتی۔ زنگروٹ کا خانہ ہاس اسلحہ اور دکاناں اسلحہ میں جا گئے اور جو ہتھیار

احکام صادر ہوئے کہ فوج رولف کی ۱۱ پلٹین سرحد یونان پر جانے کے لئے تیار ہوں اور ایلیا کے کو جا کے
براہ روڈ وسٹو اور شارلو سلونیکا (سلانیانک) کی طرف روانہ ہوں۔ انتظام کیا گیا کہ شارلو سے ایک سو نوویز
ان افواج کو سلانیانک پہنچا دیں۔ ۲۵۔ دروی کی شہر کو دو پلٹین سرحد بلگیرا سے جھکے براہ سلانیانک
کیڑنا کو روانہ ہوئیں کہ پلٹین ۱۸ توہن بذریعہ اسپش ٹرین بھی گئیں۔ اناطولیہ سے فوج رولف کو پہنچانے
میں ۱۸ ٹرینیں سامو کی گئیں جن میں ۵ ہر ایک میں ۴۵ گاڑیاں تھیں۔ بھاری توپخانہ مع فوج اور سامان
سنگین براہ روڈ وسٹو اور سلانیانک سرحد کی طرف بڑا۔ باپ کے جیسے من قسط علیہ اور دیگر ایٹھنمین افواج
کی تفریق حرکت نہایت رفتہ رفتہ سے ہوتی ہی کوئی ریل ایسی تھی جو فیج سے خالی ہونے صرف ریل بلکہ بنا دھند
سے جہاز راجہ افواج قاہرہ لے لے کر سلونیکا میں آنا تارا۔ اوہر سرحد یونان پر بلحاظ دور اندیشی یہ
کارروائی کی گئی۔ اوہر سرحد بلگیرا اور سروایسے بھی بے پرواہی نہیں کی گئی بلکہ اس سرے سے اس سرے
تک شکر بھیجا اطمینان کر لیا گیا کہ اگر کبھی سروایسے کا امنین سے کوئی راست خیال کہے تو وہیں کل
دی جائے۔

اس سرچ الاٹھالی سے سلطان نے ثابت کر دیا کہ اگر وہ جاہن تو اپنے ملاک جو پلٹین ہا اور اوقیہ سے
تمام فوجیں ایک ہفتہ میں جنگ پر لا سکتے ہیں۔ رسد رسانی کا انتظام اس سے بھی عیب نہ تھا جسے
ٹرینیں کی ٹرینیں اور جہاز کے جہاز لے پھرنے سے سرحد کی طرف پہنچے جاتے تھے۔ بھی فیج میں تری سے
زیادہ تیاری کی کہ ہوم سے تمام جنگی جہاز بھی آڑش افکی پریڈ اور معین کو مرمت ہونے لگی۔
یکم اپریل ۱۹۱۵ تک ۱۹ پلٹین اسپش ٹرینوں کے ذریعہ سے سلونیکا پہنچ گئیں۔ بلڈ گد اور گیسو
رسائل جنوبی جبرامورا کی پلٹین بھی سلونیکا کی طرف روانہ ہوئیں اور بذریعہ پارکسٹیمون کے فوج کا ایک
حصہ مع سامان جنگ اسد (سامان جنوبی جبرامورا) سڈوسٹو (سامان شمالی ارمورا) لوگیا۔
کسٹین پلٹین کو بھی جبرامور میں غلام ہوتی روڈوسٹو کی راہ سے سلونیکا جانے کا حکم ملا۔ تین جہازوں کا
موسوم بدینہ۔ طاقت اور سخاوت سمجھو فیج کے پلٹن لیکر روڈوسٹو پہنچے جہاں اس سے دیگر سپاہ

جسکے ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ بیاننگ کہ تیراس کے مقام پر فرائسی کسی کشتی کو جسین ہتھارکے
 پورے تھے پکڑاؤ سکے ہتھار تقسیم کرے گئے اس روز بغاوت کا پورا سامان تھا شہر کے
 تمام کاروباری حصہ بند ہو گئے اور جا بجا لوٹ مار مچی ہوئی تھی۔ مہموت لوگوں کا بڑا مجمع
 شاہی دیوان کے سامنے جمع ہو کر دیوانہ وار چلنے اور شور مچانے لگا۔ شاہی خاندان اور شاہ
 بادشاہ کی تقصیر ویر جان جسے ملین اونکی بے حرمتی کی اور علی دوس لاشہ اود کو چھڑا
 کر پانوں میں مسلکرا۔ اور دو کانات کے سامنے جو جو شاہی نشانات آویزاں تھے ان کو
 آتار کر بھاڑ ڈالا اور خالی بندو قین سر کرنا شروع کیں اور عام بغاوت قریب فنی کی چھوٹی

براہ مرادی سلونیکا روانہ ہوئے۔ شاہی بار برداری کے جہانات۔ کلیان اور بابل ایندلی سے غلط
 فوج لیکر سلونیکا میں منگرا انداز ہوئے۔ سیمر تیریاٹ کر عثمانیہ کو سلونیکا سے کشتی بنیا میں لپکا کر انہیں
 معروف ہوا۔ برگیدہ پرنسپل سلیمان شکر پاشا ساہ کو سرحد پہنچنے کے انتظام کے لئے پرلپ (سلونیکا سے شمال
 میں براہ ریل) سے سلونیکا پہنچنے کے بیان سے کئی تو سخاۃ الاسوائیا بھی گئے جو صدر مقام جنگی کارروائیوں
 کا مقرر ہوا۔ سلونیکا کے اطراف پھری کی حفاظت کا بندوبست کیا گیا۔ چار جمیٹ سواروں کی مناسرت سلونیکا کے
 شمال مغرب براہ ریل الاسوائیا کو روانہ ہوئے۔ مخصوصی کمپنی کا آئیمبر مہموت۔ علی صائب پاشا ہر چکلیہ راسل
 براہ ریل سے ۵۲۔ اسپای سامان گولہ بارود کے دو صندوق اور ۳۴ گولہ بکروڈو وسٹو کی جاب
 روانہ ہوا۔ ازمینہ جنگل کے دس ہزار آٹھ سو اسر سافض روانہ کئے۔ جنگی کارخانہ میں نہایت سرگرمی
 سے کام شروع ہوا۔ خصوصاً آہن پوش جہاز اتر توفیق اور آہن پوش جہاز سے بار برداری موسم
 مقدم خیر اچالی اور تار پیدہ جہاز شاہین درلکے واسطے سے ہمار (انجن کا وہ حصہ جس میں پانی پک
 کر بجایا جاتی ہے) تیار ہوئے۔ حمیہ یہ ذرہ پوش جو درجہ اول کا جہاز ہے بحری کاموں کے لئے تیار ہوا
 کرین کو جاننا لا بحری ڈورینا جس میں آہن پوش جہاز مسعودیہ بھی شامل تھا سامان جنگ کے بالکل
 تیار ہو گیا۔ شروع ہفتہ اپریل میں مارشل اوچ پاشا کی اندر نجف افواج ستینہ سرحد دیوان مقرر ہو کر جنگ
 کی طرف روانہ ہوئے۔

اونکے بہائی اجمینٹ میجر ڈاکٹر احمدیہ اور برگیدہ پرنسپل طلعت پاشا ایڈیٹنگ امپریل فنی سلطان
 ارفنسٹ کرنل کھانن ہے۔ کرنل فوری ہے۔ اور احمدیہ اونکے مجرہ کے گئے۔
 ۵۔ اپریل کو آئیمبر طلعت کمرشیں پلٹن کے علاوہ کمیونیف۔ آسمد کی فوج روین لیکر۔ دو دستہ

کہ ایم رلی سفر نے فریق مخالفت کے سمجھنے پر خاموشی پیدا ہوئی جسے وعدہ کیا کہ میں بھی بادشاہ سے لکرا سکا انتظام کر آتا ہوں اور اسی کے کئے پر مجلس وزرا دوسرے روز صبح کو جمع ہوئی۔ غرض ایک ہر وہنگ کے عالم میں اور تمام والیہر ملک اور غیر ملکی امدادی فوج اور ایک حصہ ایجنٹ کے مقامی سپاہ کا جنگی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی تو آئندہ گاہ و روز کو روانہ ہو گیا تاکہ وقت پر سرحد پر بڑھے۔ اونچی دوائی کے وقت ایک ہر جوش جابج ہو گئی۔ غور ہائے تحسین بلند کئے گئے۔ نالمان محبائی گئیں۔ اور پیچھے اور بندوبست ہو گئے۔

اور دوسرے تین شہر میگزین کے ۳۰ اسندوق ۴۰ گھوڑے اپنی مقام کولاس۔ دوسرے دستہ فوج کے واسطے ۶ ہزار ماسو ایض (دُخو واربندوق) پانچ تو سنانہ کے افسر کے ساتھ بھی گئی تاکہ اہل علی برین باغی تھی۔ ڈیوٹیکا۔ فریجک۔ (یہ سب مقام درمیان دیکھو) میں تعمیر کیا ہیں۔ مخصوص دیکھنے والی اسٹیمر خود سامان فوراً لے کر دوڑوٹو کی جانب روانہ ہوا۔ پھر مارمول کے ساحل شمالی پر روڈ و سٹو اور بعد روٹ آیل فوجی بندر گاہ مقرر ہوئے۔

قراولی اور تونیکا کے درمیان روڈ پانچ ٹرینوں کے بیچے کا انتظام کیا گیا۔ جہاز قدیمہ اسمان کی نوٹ فیکر روڈ و سٹو کو روانہ ہوا۔ حکم ہوا کہ چونکہ دوسرا ڈوٹین فوج کا ماسر بندہ توں سے مسلح کیا گیا اس لیے اونچی بستی مارشی بندہ توین فوج دیکھنے کے لئے سیلونیکا بھیجا ہیں۔ تارشل اہم پاشا ہ اپریل کے سونیکا ہو چکے سلامی کا بندہ سجا اور ایک پلیٹس فوجی خزانہ کے ساتھ اونکا اسٹیشن پر آتا۔ بعد چند سے تخت فرما کر سلونیکا سوا منٹرل کے ذلیعہ سے قریب ترین اسٹیشن پر آکر آلا سونا کو روانہ ہوئے اور اپریل نو ایسے ہیڈ کو آڑیں پہنچ کر تمام سپاہ کا معائنہ کیا۔ سمت یونان کی تمام شہروں کی مرمت ہونیکا کے ساتھ سلاویک کو حکم ہوا۔ بحر مدعہ جانے والی پہلی ڈوٹین کی تارپیڈ وکی کشتیوں کی آڑیں کاسیابی کے ساتھ شاخ زمین میں کی گئی۔ اسٹیمر بائی پچھرا سو سے سات سو فوج۔ دلیف میگر مارمدا کی طرف روانہ ہوا۔ نہہ پوٹن جنگی جہاز مسعودیہ مرمت کے لئے کارخانہ میں داخل ہوا اور آئندہ جہاز سے روڈ و سٹوٹن ایک پلیٹن ۴۰ گھوڑے اور بہت سا جنگی سامان آتا۔ ماسر پل کے کاروسن کی دو گاڑیوں ایڈر اپریل پہنچے ہیں۔ کرنل جمال نے ایک جمہت کا اور جنرل عمر شادی پاشا چوٹی ڈوٹین سرحد یونان کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ تختہ محمد دین آفندی دلیس ایڈمرل حسن ردی پاشا امیر البحر اعلیٰ جہانہ کے

بندر گاہ وولو اور نیروزا

نقشہ پر نظر کرنے سے آپ کو معلوم ہو گا کہ مالاک بینان میں خلیج وولو ایک نہایت ہی عظیم الشان فوجی بندر گاہ اور شرقی جزیرہ جازات کا نہایت زبردست بحری منکر گاہ ہے اسکے جواب میں مغربی جزیرہ جازات کیلئے نیروزا اور اسکے قلعہ جات سلطان محمد ای میں ہیں۔

ممکن ہے باعث موجودگی جہازات ہونان سمندر پر اسکی قبضہ دخل حاصل ہے۔ بندر گاہ وولو بہا ننگ کا راہ ہے کہ متوسط درجہ کے جہازات خلیج کے اندر آسانی آجائیں۔ یہ خلیج ایک چھوٹی سی کھاڑی ہے جو خشکی میں دودھ تک چلی گئی ہے اور بنو ایک سمت کے جھڑپ وہ سمندر سے ملتی ہے باقی ہر سہ اطراف قدرتی چٹانوں سے محصور ہیں اسکی کنارے پر شہر وولو آباد ہے جسکے ہر سمت سایہ دار سرسبز گنجان درخت اور دہنی جاب

اڑیا جاگ مقرر ہوئے۔ کپتان انڈیہ بحری فوج کے افسر اور کپتان جی بی بھی بحری فوج کے افسر اور کپتان جنرل جی پاشا سرحدی فوج کے ایک ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے۔

موجودہ قیدیہ - تعاون - طائف - اور اماناجاز - صوری - حصار - اور کجور سو و غیرہ کی سپاہ کور وڈ و مسدود ہیں۔ میں معلوم ہے کہ ماسٹر ایفیل کے کارٹوس کے چار ہزار تین سو صدوق دوسری ڈویژن فوج کے واسطے براہ ریل علی پر گس اور ڈیوٹیکار مانے کئے گئے۔ انجمن حسن پاشا مع دعوتاریہ و کشتیوں کے بغرض بہت کاغذ زمین دفن ہوا۔ سفینیاں، کنبیاں، سلونیکلے، الاسونا کور وڈ ہویں۔ ۹۔ اپریل تک دوسرے درجہ کے اس اس ہزار اسٹی مسرندہ میں بیچ گئیں اور سرحد ہونان پر ہر درجہ سے اس قدر فوج روانہ کر دی گئی کہ جبکہ کئی روز تک قسطنطنیہ سے لیکر الاسونا تک تاننا لگایا اور خوبی یہ کہ جن ضلعوں میں یہ لشکر پہنچا گزیرے اور کچھ چیز کم نہ ہوئی۔

جنرل احمد علی پاشا محمدی حکم حفظان محنت کے اسبک پر جنرل جیت سے ڈاکٹروں اور دوا سازوں کے ساتھ الاسونا کور وڈ ہوئے۔ کتھان ہے۔ جیتی ہے۔ اور ابن بے پلین اور سرکون کی تعمیرات کے افسروں کو مواسرہ سلونیکا اور جانیٹا ملنے کا حکم ملا کہ بحاری جنگی سامان بھیجنے کا انتظام کریں۔ فقط

کوہ المپس کی تیج بستہ چوٹیاں وہ بہار دیتی ہیں جس سے اس شہر کے منظر کو خوش سوا اور پر کیفیت کمناداجب ہوتا ہے۔ یہاں سے کوہ پنڈوس جو گھنٹہ گھر کی طرح ۶ ہزار فٹ بلند چلا گیا ہے اور جس پر شہر ٹرناؤ واقع ہو نظر آتا ہے۔

قریہ اور اناطیس کے گرد لڑائی کی شروعات

۱۶۔ اپریل کی شام کو ترکوں نے اناطیس کو قبضہ کر موریہ کرنے کی غرض سے حملہ کی ابتداء کی لیکن یونان کے اسٹس سٹیفجے جو نیزیروس سے پہونچی اس ارادہ کو روکا اور دونوں بین نہایت سخت معرکہ برپا ہوا۔ ترکوں نے پھاڑی پر سے دشمن کے حملوں کو بخوبی روک لیا۔ لیکن مانیانوں کے زبردست دباؤ سے کوئی التوا تیرہ روک سکے اور تھوڑی دیر کے لئے شاہ جاج کے سپاہی۔ کانٹرونی۔ قرا دیہ ہجیاس۔ ایٹینے یاس اور الیاس پر منحرف ہو گئے۔ یہ تمام مقامات نیزیروس کے گرد واقع ہیں۔ تھوڑی دیر لڑائی بند ہو کر صبح کو پھر شروع ہو گئی۔

۱۷۔ اپریل ۱۹۱۷ء روز شنبہ کو صبح ہوتے ہی مارشل ادھم پاشا نے سلطان کو بذریعہ اطلاع دی کہ کوہ المپس جو نیزیروس کے مغرب میں واقع ہے افون مقابل میں سخت لڑائی ہوئی اسکے بعد ہی پرنار اور ویلیکو کی بند بیاں ترکی فوجوں نے سکین اور الاسونا کے گرد گرد دور تک مخالف سپاہ میں معرکہ آرا کیاں ہیں گو یہ جنگا مے دس میل سرحد پر برابر پھیلے ہوئے تھے اور بن کی آگ کی طرح برابر پھیلے جاتے تھے لیکن زیادہ زور اس لڑائی کا قریہ رھا حمدی پاشا کمانیر جھٹی ڈورین اپنے اسٹاف کے ساتھ موقع مناسب سے فوجوں کی نقل و حرکت کا انتظام کرتے تھے اور نہایت خوش اسلوبی سے دشمن کی چالوں کا جواب دیتے تھے۔ دونوں حریف مقابل دو پہاڑیوں کی ڈھال پر آمنے سامنے ایک میل کے فاصلہ پر برسر

پیکار تھے۔ ۸۔ صبح کے یونانی رگڑ فوج نے سرحد سے گذر کر گھائی میں بڑھنا شروع کیا کہ ترکوں کی صرف چار لہٹنوں نے چشم زدن میں ان کو اسطرح لیا کہ جیسے شیر بکریوں پر گرنے لگا۔ حمادی پاشا کا تو بچا نہ ایک چھوٹی سی پھاڑی سے یونانی توپوں پر دو ہزار گرنے کا حملہ سے غضبناک گولہ باری کرتا رہا حتیٰ کہ یونانی تاب و مقاومت نہ لاسکے اور کافی سے بھینکر جسطح بن پڑا سرحد پار بھاگ کر جان بچاتی اور اسطرح اس معرکہ عظیم میں یونانی فوج کے حق میں پہلی بسم اللہ تھی جو سرسبز غلط ہوتی۔ بھگوروں نے پہاڑوں کی پشت پر پناہ لی اور گھنٹہ دم لے کر پھر از سر نو ترکی مورچہ پر حملہ کیا۔ ترکوں نے باوجودیکہ اس محاربہ میں نقصان اٹھا لیکن اونچی بہادریوں نے اس موقع پر جو استقلال ظاہر کیا وہ مستحق داد اور قابل یاد ہے۔ گولہ باری اس شدت کے ساتھ کچھ عرصہ تک قائم رہی اور یونانیوں نے اپنا مورچہ ایسے ہیست موقع پر قائم کیا کہ ترک اسوقت آگے بڑھنا خلاف مصلحت سمجھے۔ لڑائی بڑھتے بڑھتے نیز یروس کے مغرب میں دور تک پہنچ گئی یہاں تک کہ مورچہ جات ریفیوسی ریحوسی۔

ایجنسی سب اس۔ حسن سیلو۔ گریز دیلی اور بوزغازی نے ایک دوسری فوج مقابل کرتی تھی سے جواب دینا شروع کر دیا لیکن دوسری دور سے یہ تمام کارروائی جاری رہی تا آنکہ درہ بوزغازی کے دہانہ سے واہنی جانب کے ایک بلند چٹان کے دہسہ کو یونانی گولہ باری نے صدر پہونچایا۔ اسی طرح ہنگامہ کارزار زور شور سے گرم تھا اور صدائے توپ و تفنگ سے زمین زلزلہ کی صورت کا بن رہی تھی کہ دوہم پاشا نے عام اعلان کر کے اپنی فوجوں کو مطلع کیا کہ کل صبح یونانیوں پر عام طور سے حملہ کیا جاوے گا۔ اس حکم کا اس جوش و خروش کے ساتھ سپاہیوں نے خیر مقدم کیا اور یکدم لغو ہائے جنگ اس شدت سے لگائے کہ قریب تھا آسمان ٹوٹ پڑے۔ ہر سپاہی دوسرے سپاہی سے دوڑ دوڑ کر یہ خوشخبری پہنچا رہا تھا کہ اب آگے بڑھنے کا حکم ہو گیا ہے۔ گو موسم صاف اور گرد و غبار سے پاک تھا

لیکن جاڑے کی بے انتہا شدت تھی۔ رات چونکہ شب ماہ تھی اسکی صاف روشنی میں جہاں
 ہو سکا خوب آگ برساتی گئی جسکا پورے زور آدھی رات کے وقت کمال پر تھا۔ دونوں فوجوں
 کے درمیان ایک دریا جا مل تھا اور تمام رات میدانِ کارزار معمول سے زیادہ گرم رہا
 رات ہی رات میں نشاۃِ پاشا کا نیزہ ڈوئزن دوم نے کوہِ پازار پر قبضہ کر لیا اور منیر پاشا
 کا نیزہ ڈوئزن دیگر نے درہ تہ حصار میں داخلہ کی تدبیریں کیں۔ حیدر پاشا کا نیزہ ڈوئزن
 چہام نے ملونا کو قریب قریب مسخر کر لیا اور انا لیس کے گرو ترک اور یونانیوں کے متواتر
 حملے نہایت ہی تیزی اور چالکدستی سے ہوتے لیکن صورت حال سے کسی قدر یہ ترشح ہوتا تھا
 کہ یونانی ترکوں سے اچھے رہیں گے۔

قریب کے عارضی ہسپتال عارضی ترکی ہسپتال اس موقع پر ایسا عمدہ کام کر رہے تھے اور ادنا کا
 ایسا احسن انتظام تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا انہیں تمام کام نہایت ہی تحسن طیفی سے
 انجام پذیر ہوتے تھے ڈاکٹر لوگ ہمہ تن مصروف۔ پلنگ موجود۔ بستر صاف اور بکثرت تھے۔

معرکہ درہ ملونا

سینچر کی چاندنی رات قیامت خیز گولہ باری میں بسر ہو کر ۱۸ اپریل یعنی اتوار کی صبح نماز
 ہوئی اور آفتاب عالمتاب نے خونِ شفق سے ابھی آسمان نہ رنگا تھا کہ مارشل دھم پاشا گھوڑے
 پر سوار ہو کر لڑائی کا حکم عام دینے کے لئے اپنی فوجوں سے گزرتے اور دنگے دس نہ بجھے پائے
 تھے کہ حیرتناک تیزی سے پاشا کے موصوئے اپنی محفوظ فوج کا ایک سہ درہ ملونا کے دھن
 میں جا بھایا جسکے کا نیزہ حفیظ پاشا پر گئی یہ تھے جنگو جنگ کر لیا اور جنگ روم دروں پہ
 تجربہ تھا۔ مقام ایکسپا میں جو مغرب کی طرف واقع ہے بڑی سخت معرکہ آرائی رہی۔ تو پوجانے
 اس موقع پر ایک منٹ میں چھ فیر کرتے تھے لیکن سپاہی لوگ گولے بارود نہایت افراط سے

اڑاتے رہے جسکا گمان بھی تھا تاہم مقتولین کی تعداد نہایت کم ہی تھی۔ یعنی جانین کے قتل
 ڈیڑھ سو آدمی کا کم ہے۔

یونانی فوج کی بہادری کے صلہ میں شہر کے پیسے لُٹھائے جاتے تھے اور فوج
 میں گلاہس پر گلاہس جل رہا تھا بڑے بڑے افسر بڑا دوسکے نعرے لگا کر سپاہیوں کا
 دل بڑھا رہے تھے کہ اسی جوش خودشن میں شیردن کا شیر مارشل ادھم پاشا پانچ
 رہنمون کو آگے رکھ کر اور اپنے دونوں طرف سواروں کا رسالہ لئے ہوئے زور زور سے الکے
 کا نعرہ لگاتے ہوئے دامن کوہ میں جا پہنچا جسکے مقابل یونانیوں کی ٹیمنا پندرہ ہزار دیر فوج
 اپنے سردار کی اتنی میں صف بستہ ڈٹی ہوئی کھڑی تھی۔ ادھم پاشا اس جگہ اپنے
 گھوڑے سے اتر کر شل معمولی سپاہی کے زمین پر بیٹھ گئے اور انکا اسٹاف اپنی اپنی جگہ
 چار طرف استادہ رہا۔ سپہ سالار موصوف کے بشرہ سے آثار استطلاع و احوال غری صفا
 نمایان تھی انکے چہرہ سے بشارت اور فتح مندی کی امید ٹپکی پڑتی تھی۔

ہلالی نشان فتح و نصرت کی خبر دے رہا تھا۔ یونانیوں کے لئے یہ موقع جان لڑا دینے کا
 تھا کیونکہ اس دہے سے گذر کر پھر ترکوں کی روک تھام کرنا ناممکن بات تھی اور یونانیوں نے
 کیا بھی ایسا ہی اوفھون نے موت کی مطلق پروا نہ کی اپنے ساتھیوں کے گرنے پر ذرا
 دھیان نہ دیا اور اس گھسان لڑائی میں وہ دل کھول کر مقابلہ کیا کہ اس سے زیادہ سپہ
 نہیں ہو سکتی۔ تو چونکہ فیر اور بند و خونگی باڑھ پر باڑھ دغے سے تمام جنگل میں ایک
 شور قیامت برپا ہوا جو سپاہیوں سے گرا گرا کر اور بھی ہولناک ہو گیا تھا آواز باز گشت کے
 باعث ایک فیر کے چار فیر اور ایک نعرہ کے چار نعرے سنائی دیتے تھے۔ سالار اسیدان کا زور
 دھوان دھار ہو رہا تھا۔ اسی اٹھنا میں یا ایک رضا پاشا سپہ سالار تو پانچ نہ جنگی جو نہایت
 شکیل اور قوی الجسم تھیں کچھ تو میں لیکر عین وقت پر آ پہنچے۔ رضا پاشا نے اول سے

آخر تک تو سچانہ کے سر انجام میں وہ کہاں دکھایا جس سے زیادہ کسی یوہین جنگی تو سچانہ سے امید نہیں ہو سکتی۔ اوصوفیوں نے موقع پر ثابت کر دیا کہ تو سچانہ کے کام میں اب تک ترک یوہین فائق ہیں۔ اگرچہ میدانِ بیشمار پہاڑیوں کی وجہ سے نہایت ہی نامہوار اور ناقابلِ گذر تھا۔ تاہم حتمی ممکن ہوا تو یوں کو کنج تان کر موقع مناسب پر جادیا اور ڈھائی میل کے فاصلے سے وہ وہ نشانے لگانے شروع کئے کہ ایک گولہ بھی بیکار نہ جاتا تھا اور ٹھیک صفوں میں جا کر گرتا تھا حتیٰ کہ یونانی تو سچانے سر ڈپر گئے اور تمام فوج منتشر اور پریشان ہو گئی۔ چار بلین ترکوں کی جو اُس ڈویژن سے متعلق تھیں جنگی کمانیر مروج پاشا تھے سرحدی تھانوں پر بڑھیں جو اسی وقت چھین لئے گئے۔ گولہ باری نے وہ زور دکھلایا کہ یونانی فوج کو ایک لمحہ کے لئے ٹھہرنا مشکل ہو گیا اور چند منٹ نہ گزرے پائے تھے کہ تمام میدان سپاہیوں سے خالی نظر آنے لگا جو بھاگ لئے وہ تنگ گئے جو ٹھہرے وہ کٹ گئے۔

ادیم پاشا نے فوراً وہ پرقبضہ کر کے اُن مفورین کا تعاقب کیا جو وہہ کے اس طرف ایک چھوٹی سی بھاری کی آڑ میں پناہ گزین ہوئے اور پورے وہہ پر تسلط کر کے دہ بجے شام کو فتح و نصرت کا پر رعب ہائی چرپم بھاری کے سب سے اونچی چوٹی پر اڑا دیا جس کے عظمت سایہ میں تمام لشکر کو دھچکا دشمنان ترک ایک دوسرے کا مونہ یاس ہر س سے، تنگے لگے اور باوجود اس شرمناک ہزیمت کے حرمان نصیب یونانی پھر چند ترکی موجوں پر حملہ آور ہوئے لیکن ترکوں کے بینظیر نشان اندازوں نے پھر اونکو پس پا کیا اور کمالِ خرابا اُفتان و خیزان جہان جبکا سینک مایا جان بچانے کی خاطر جاگھسا۔

ترک باوجود اس کے کہ کامل ۶۳ گھنٹے سے بھوکے تھے اور مارتے مارتے اونکے ہاتھ اور پلٹے چلتے اونکے پاؤں شل ہو گئے تھے مگر ممکن نہ تھا کہ خزن و ملال کے آثار اُنکے دلیر چہروں سے ذرا بھی ظاہر ہو سکیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی برات ہو اور خوشی خوشی سپاہ

براتی دلوہن کے بیاہنے کو جا رہے ہیں مگر اس دوبارہ چھٹی خانی نے انکو اور بھی آزمائش
 تازہ کر دیا اور شل شیر خوان نشہ جنگ میں مست اور جوش مذہب اور شوق جہاد میں
 محو ہو کر دھواور جذبہ کی حالت میں بیاختہ اللہ اکبر کے نعرے مار کر دشمنوں پر حملہ چرسلہ
 کرتے اور انکے حملوں کا جواب دیتے رہے جب تک کہ یونانیوں کو قطعی ہریمت نہ دیکھتے۔
 نقصان جانہیں کا زیادہ ہوا۔ غیر سرکاری رپورٹ سے صرف اس قدر ظاہر ہوا کہ ترک میں
 ہوتے اور پچاس نخی۔ لیکن یونانیوں میں ایک سولاشین صرف ایک پہاڑی پر پڑی ہوئی
 تھیں۔ ترکی رپورٹ کے بموجب یونانی ایک ہزار اور ترک دوسو کا آہستہ۔ زخمیوں کی تعداد
 ٹھیک نہیں معلوم ہوئی۔ شام کے وقت الاسونا سے تازہ جمیعت سوار اور پیدل اور اونچا
 کی کمک کے لئے آہنچی اور آخری مرتبہ پھر یونانی ترکوں سے اس قدر قریب آکر مقابل ہوئے
 کہ دونوں فوجیں دست و گریبان ہوئیں۔ یونانیوں کے سرو پر قضا کیلئے لگی اور بہادر ترکوں
 نے انکو سنگینو پر رکھ کر اس سرے سے اس سرے تک وہ خالی کر لیا۔ درہ کے علاوہ جب
 چھوٹی چھوٹی گھاسیاں جنہیں دشمن بڑا گہرے ابھی فتح کرنا باقی تھیں۔ اور ۳۳ گھنٹہ کی
 پیہم لڑائی سے فوج بے انتہا تھک گئی تھی لیکن دباوا کرتے وقت دیکھنے والوں کو کسی قسم کا
 اضمحلال مطلقاً محسوس نہ ہوا تھا وہ علی التواتر اپنے کمانڈر بن کے احکام کی نہایت خوشی اور
 جوش کے ساتھ تعمیل کرتے تھے ان گھائیوں کو بھی لگے ہاتھ پیلنے کی عرض سے تین ترکی
 توپخانے میدان میں لائے گئے چونکہ پہاڑیوں اور شب فرانکی وجہ سے زمین نہایت ہی ناہوا
 اور سمجھتی تھی تو پین سپاہیوں نے اپنے ہاتھوں سے پھینچیں اور بلند سے بلند مقامات پر
 چڑھ کر فوراً گولہ باری شروع کر دی گئی ہم کے گولوں نے جو یونانی فوج پر پھٹ پھٹ کر قیامت ڈھا
 ہے تھے باوجود انکے صبر و استقلال کے اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور اطلاع اور نقصان کے
 ساتھ اونکو ہریمت پہنچی۔ اس وقت ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا جس سے ترکوں کی لاشانی بہادری اور

جنگ آوری اور اونچی متانت اور قواعد دانی کا میں گرمی ہنگامہ کارزار کے وقت قابل یاد ثبوت ملتا ہے یعنی یہ کہ اسی معرکہ میں کس طرح چار ترک پیدل پلٹن کے دھاوے کے وقت آپ فائل سے جدا ہو گئے اور انھوں نے اپنی تمنائی اور علیحدگی کا مطلق ہارس نہ کیا اور برابر اپنی مسولی حیرت انگیز استقلال فراہمی اور دلیری سے ہولناک گولیوں کی ٹوچھار میں بقاعدہ اسکر مشن گھستے پلے گئے یہاں تک کہ ایک سپاہی گولی کھا کر گرائیوں کی پیش قدمی میں فرق نہ آیا۔ پھر ایک اور موت کا نشانہ بنا دو نوں اسی طرح دشمن کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ تیسرا بہادر بھی ان کے سامنے ڈھیر ہو گیا۔ چوتھے باقی ماندہ نے جہیز متواتر تین ہولناک صدمے گزر چکے تھے ان واقعات کی مطلق پرواہ نہ کی اور برابر اپنے جنگی جوش میں بڑے استقلال اور عمل کے ساتھ دشمن پر زور سے فیر کرتا ہوا بڑھتا ہوا گیا وہ خود سب کو ہلاک کر دیا۔ حتیٰ کہ ترکی فوج نے دشمن کو زیر کیا اور فاتحانہ من یہ جنگجو بہادر بھی جا شریک ہوا۔ اس لڑائی میں ترکی بہادروں نے بے انتہا گولہ بارود صرف کیا جس کی وجہ سے نہ تھی۔

یونس آفندی کا حملہ

مغرب کے وقت یونس آفندی کی دو پلٹنوں کو حکم ہوا کہ یونانیوں سے دست و گریبان ہو جائیں اور کلہ بکلہ لڑ کر ان کو مقابل سے ہٹا دیں اور حال یہ تھا کہ پلٹنیں پیچھے بے خورد نوش لڑنے اور گھسٹوں نہ سونے سے مضمحل۔ زخمیوں سے چور اور گردوغبار سے خستہ ہو رہی تھیں۔ یونس آفندی جو ترکوں میں نہایت ہی ہر دل عزیز افسر میں اس جنگی سے ناواقف نہ تھے کیونکہ وہ خود اسی حال میں مبتلا تھے مفضلے وقت سمجھ کر اپنے خود پیش قدمی کی اور با آواز بلند نعرہ مار کر فوج سے مخاطب ہوئے کہ ”اے اللہ العزم بہادریاں ترکوں میں تم کو حکم نہیں دیتا کہ دشمن پر حملہ کرو مگر ان جیو دل میں خدا کی محبت ہو وہ خود ان کفار کے مقابلہ میں آگے بڑھے

یہ آواز تھی یا بجلی کا کرڑا تھا سننے ہی ایک عظیم حرکت دلون میں پیدا ہوئی اور اس شور اور نشہ شجاعت سے چور ہو کر جھومتے اور حمد الہی کے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھے کہ کوئی اس حادثے کو نہ روک سکتا تھا۔ حملہ نہ تھا بلکہ برقی بلا تھی جو یونانیوں پر گری۔ وہاں نہ تھا بلکہ ایک عوفان خیز سمندر تھا جو زور شور کے ساتھ دشمن پر ہڑا۔ نہ صرف سپاہی بیکار جوش میں آگئے بلکہ حمیت و غیرت اسلام اور اس سچی محبت نے جو ان نیک بندوں کو اپنی مالک برحق کے ساتھ مسلمان ساربان کاڑیاں اور مزدوروں کو جوش مردانگی کی مسرت کر دیا اور سب سب اس زور میں بڑھے کہ اگر پہاڑ بھی ہوتا تو ٹکڑے نہ بن جاتا۔ یونانیوں نے مٹی اور پتھر کے ڈیفنس بنائے تھے جو کافح کرنا نہایت ہی دشوار امر تھا۔ لیکن ترک بقاعدہ اسکرش آگے بڑھے اور ان کے پیچھے توپخانے رہتے نکالا۔ بہادر حملہ آور گرد کے تیرہ تار بادل اور تیر دھوپ میں برابر بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ یورپوں کے قریب پہنچ کر دست بدست لڑائی شروع کر دی اور یونانی فوج سگڑ بھی نہ بٹنے پائی تھی کہ ترکی تواریں اس کے سرو پر سر رفتانی کرنے لگیں۔ ایک ایک فارین پیدل دوا اور عمار چار ٹکڑے ہو ہو کر گرے لگا۔ ترک نہایت عمدہ تیراکی سے حملہ تھے اور دھوپ و غیر لغز فوج مار کر گاتے ہوئے اور جھومتے ہوئے چڑھتے تھے۔ اب ترکی تو پہلے بند ہو گئے لیکن سگین نے اپنا خطرناک کام انجام دیکر یونانیوں کو تباہ کر ڈالا پس اونچی فوج کے پیر اٹھ گئے یونانی الامان و الحفیظ بچار کر چین بول گئے گو انھوں نے چندے اس حملہ کے روکنے میں بہت کچھ استقلال اور ثابت قدمی دکھائی اور تمام دن اس کے آس پاس لڑتے رہے مگر یہ ادنیٰ ادنیٰ مددگاروں کے بس کا روگ نہ تھا جو دفع ہو سکتا۔ آنا فانا سارا میدان اونچی منتشر فوج سے بھر گیا اور جہان تہاں ہر یونانی سپاہی اپنی جان بچانے کی فکر میں بھاگتا نظر آیا۔ رہی سہی گھائیاں قبضہ میں آگئیں اور تمام مورچہ پر ترکی پرچم لہرانے لگا۔ تہ کی توپخانہ نے اس موقع پر نمایاں کام کیا۔ دشمن کی توپیں سرور دی گئیں۔

بیان یہ اختیار حاصل تھا کہ شل کا گولہ جہان چاہتے اُتارتے اور دشمنوں کے پُرانچے اُڑاتے تھے
 تین مورچے بزرگ گولہ باری لے لئے گئے اور دو خاک سیاہ کر دئے گئے۔ اس محاربہ عظیم میں سولہ
 ترک شہید اور ۱۷ زخمی ہوئے۔ دشمنوں کے مردوں اور زخمیوں کی شمار نہ تھی تمام پہاڑیاں اور گھاٹیاں
 خون سے لبریز تھیں جا بجا لاشوں کا بچھنا تھا۔ یونانی اس گھبرائے سے بھاگے کہ اپنے ہتھ
 مڑے بھی دین چھوڑ گئے جنکے ساتھ ترکوں نے اپنی دربادلی سے قابض تین بڑا دکایا۔

دشمن کے مقتولین کے ساتھ رحمتِ ترکوں کا سلوک

سامنے یونانی لوگ شہداء ترک کے ساتھ باسلوکی کرتے تھے انکے کپڑے اور وردی اُتار کر
 برہنہ چھوڑ دیتے تھے لیکن ترکوں نے عیسائیوں کو دکھایا کہ اسلام میں باوجود غمِ غم کے
 انسانی ہمدردی قائم رہتی ہے وہ کبھی ایسی کارروائی جو فطرت انسانی کے خلاف ہو کر نہیں کرتے
 انہوں نے ان دشمنوں کی لاشوں کو جنگو خود انکے ہندوب حریم طمع کی وجہ سے برہنہ کر دیا
 تھے اور سوائے ایک پتلون اور کرتے کے سب وردی اُتار لی گئی تھی خدا سایہ میں جمع کیا اور جلاد
 سے ڈھک کر بے حرمت نہونے دیا اور جیسا سلوک اپنے شہیدوں کی لاشوں سے کرتے تھے
 وہی بڑاؤ ان مقتولوں کے ساتھ برتتے تھے۔

برگیدہ ریحیظ پاشا کی شہادت

اس لڑائی میں ترکوں کا عظیم نقصان یہ ہوا کہ انکے پرانے تجربہ کار افسر نے جیسے ہرگز
 کر پایا۔ اور دوم روس کی لڑائیوں میں بڑی ناموری حاصل کی تھی شہادت نوش
 فرمایا۔ یہ اپنے جوش میں ننگے سر سپاہیوں کے آگے جا رہے تھے اور باوجودیکہ ان کا سن دو
 انتی برس کا تھا اگر انکی گرجوشتی اور ستقدی بن ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا تھا۔ انکے ارادے
 آئے بڑھکر عرض کیا کہ گولیاں برس رہی ہیں اور دشمن اپنی ہندو فوج کو انکی طرف چھیناتے

ہوئے ہی حضور گھڑی سے اتریں پاشا مدوح نے جواب دیا کہ میں :۔ جب میں رسول صبی
 لڑائی میں گھوڑے سے نہیں اترتا تو اب بھلا کیونکر اتر سکتا ہوں۔ بڑھو میرے بچو آگے
 بڑھو اور یہ لکڑہ آگے بڑھے یہاں تک کہ اونکی پٹن بازو پر گولی لگی۔ پھر اسٹاف نے عرض کیا
 کہ آپ گھوڑے سے اتر لیں اور فوج کے عقب میں چلے جائیں اسنے میں ایک دوسری گولی نے
 شانہ کو توڑا۔ بزرگ بہادر اب بھی نہ رکا اور اپنے آدمیوں کو جوش دلاتا اور بڑھتا ہوا چلا گیا
 یہاں تک کہ تیسری گولی جو پیام اجل تھی آپکا حلقوم توڑ کر نرغہ کے پار بھونکی اور اس دلیری
 سے گھوڑے سے گر کر نہ کہ اتر کر وہیں جت ہوئے کہ ساری فوج بلکہ تمام مسلمانان دنیا کے رب کو کئی
 درجہ بڑھا دیا۔

معمر کہ کارزار میں ادھم پاشا اور اونکے

اسٹاف کا چشمہ دید حال

ایک نامہ نگار جو ترکی فوج کی ساتھ تھا ادھم پاشا کا لڑائی کے وقت یوں حال بیان کرتا ہے کہ
 جس جگہ میں اپنے اسٹاف کے پاشاے موصوف کھڑے تھے وہ جگہ تھیں کہ ساغرہ دے ہی
 تھی مختصر یہ کہ پاشا موصوف مع اپنے اسٹاف کے ایک حیرت انگیز اور لطف خیز مریض بنے ہوئے
 تھے۔ اسٹاف افسرین کی زرق برق دیان سلو مختلفہ سے راستہ دہیرا ستہ وہ لطف کھا
 رہی تھیں کہ دیکھنے سے شعلو تھا۔ بہادر ترک سپاہ نگہی تلواروں کا حلقہ باندھے ہوئے
 اسٹاف کے ارد گرد جان نثاری کے لئے مہذب ایستادہ تھے۔ ڈولی بردار آدمی کام میں مشغول
 اور اڈولی کے سپاہی براہمیدان جنگ سے خبریں لالا کر دے رہے تھے اور اپنے سپہ سالار کے
 احکام لڑائی میں افسروں تک پہنچاتے تھے۔ اس متواتر آمد و رفت نے اس سین کو ادب بھی
 دلکش بنادیا تھا ادھر رزمیوں کی مددگار فوج اور حال نہایت انتظام اور خاموشی کے ساتھ

زخمیوں کے لانے میں مصروف تھے جبکہ چہرے گرد و غبار اور بارود کے دھوئیں سے یا تو کھلس کھلس سیاہ ہو گئے تھے یا غلن آلودہ تھے۔ ادھم پاشا نہایت صبر و استقلال گوہے انتہا خجور کی ساتھ دوہرین سے میدان جنگ کی کیفیت ملاحظہ کرتے اور باقاعدہ احکام صادر کرتے جاتے تھے جنہیں آخر تک ایک ہی عیب و سقم ثابت نہ ہوا اور جبکہ بہادر رادوں اور باقاعدہ تنظیم نے یورپ کے جنگی حلقوں میں ایک نئے سب سے عثمان کی موجودگی کی دل بٹھادی۔

حکم باری کرنے میں جو تیزی اور ذہانت اور جنگی قابلیت کا اظہار کرتے تھے حالانکہ ہر ایک نقشہ جنگ اور ہر مجوزہ نقل و حرکت کی منظوری قسطنطنیہ سے منگانی پڑتی تھی وہ غیر ملکی نام نہانوں کو جنھوں نے مد بالرائیان دیکھی ہیں حیرت میں ڈالتا تھا۔ نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے بہت سے کاغذوں کی ایسی چھیاں دیکھیں جنکو اردل کارنار کے دفتر کے پاس سے لائے تھے کہ جنہر خلق دیکھتے پڑے ہوتے تھے یہ صرف سپاہی بلکہ تمام فسر بھی دو دن سے برابر جاگ رہے تھے انکو کپڑا بدلنا اور منہ تک دھونا نصیب نہ ہوا تھا اسلئے اونکے گوہے چہرے سیاہ پڑ گئے تھے۔

درہ ملونا کے معرکہ کا اختتام

غرض شام کا حملہ یونس آفندی کا کامیابی کے ساتھ ختم ہو کر سپاہیان کو آرام کے لئے حکم دیا گیا جو دونوں سے برابر میدان میں کام لے رہے تھے۔ تنکے ماندوں نے نئے فتوحات سے مست ہو کر رات بھر ٹپے سرد کر کے ساتھ آرام کیا۔ باقی لشکر نے خوشی میں رات بھر حمد الہی کے پرجوش آڈر اسے احساس انتظار میں کہ کس وقت حکم آگے بڑھنے کا ملنا ہی گاتے بجاتے رہے۔ نہ بجے رات کے ترکی دھمکے علاوہ ان تمام راستہ کو پہرہ فاضل تھو جولا ریسہ اور ٹرناؤ کو جلتے ہیں تمام سپاہ اور خصوصاً تو پخانہ تمام سامان سے اس قدر لیس تھا کہ جو وقت حکم ملے فوگ کو لہ باری شروع ہو جاتے۔ یونانیوں نے اپنے دیہات چھوڑ دئے اور ترک اونکے ڈیر و زمین مقیم ہوئے جس کو

زرکوس پر حملہ کر نیکا ارادہ کیا گیا۔ مغرورین یونانیوں میں سو گیا رہ گرفتار ہوئے جن میں ایک اٹلی کا باشندہ تھا جو یونانی زبان تک نہ جانتا تھا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ اس معرکہ میں ایک ہزار یونانی قتل ہوئے۔ زخمیوں کی تعداد معلوم نہ ہو سکی ترکوں کا بھی کسی قدر نقصان ہوا لیکن دشمن کے مقابل وہ پیچ نہا۔ یونانی لڑائی کی جانب پاموئے میدان جنگ اس خونریز لڑائی کے بعد نہایت کریہ منظر ہو گیا تھا۔ جہاں تک نظر مانی ہو جواں قتال کے مدد سے زمین بھری ہوئی تھی خالی اور بھرسے ہوئے گارتوں۔ وادیوں کی دیوچیاں اور ہم کے گونگے ٹرے جا بجا پڑے ہوئے تھے زمین گونگے پھٹنے سے خراب ہو گئی تھی ترکی تو پختانہ نے بعد نقصان پہنچایا وہ اندازہ میں نہیں آ سکتا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ایک عمارت کا گاف طوفان تھا یا کوئی موج بلا تھی جو یونانیوں پر سے گزری اور سب کو ان کی آن میں زیر و زبر کر دیا۔ میدان جنگ میں جہاں تک نگاہ کام کرتی یونانی پٹین (خوشناترقیہ) لڑائی کی طرف بدحواس بھاگتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ ہم کے گولے یونانی سپاہیوں کے اندر گرتے تھے اور گرتے ہی دھوئیں کا ایک خفیف بادل اٹھ پڑتا تھا انہ مغرورین میں سے افسر اور سپاہیوں کے اعضاء کٹ کٹ کر سطح گرہے تھے جیسے مینہ کی چھڑی لگتی ہو۔ اس معرکہ میں ۶۴ ہزار ترکی اور ۵۳ ہزار یونانی فوج شریک تھی۔

دولتِ غازی عثمان شاہ کا میدانِ حرب کو جانا

سردی فوج کی روانگی اور دعویٰ لڑائیاں سر ہوئے کے بعد امین ہایوں نے شاہانہ کے مشیر و وزیر غازی عثمان پاشا حضرت ظل الہی اور جنابِ خلافت پناہی کی طرف سے مفور و متعین ہو کر اور ۱۳۔ اپریل کی شام کو سرکھی ایشیوں سے سوار ہو کر سلونیکا روانہ ہوئے۔ آپ کی مدد کی کے متعلق طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں اور عموماً یونانی اخباروں کے نامہ نگاروں نے بالقصد شہر کرین جن میں سب سے زیادہ ترسور تھیں خبر جو غیر ترکی ذرائع سے ملک بلیک ہیلیائی گئی یہی کہہ چکے

دور فر متواتر بعد افتتاح جنگ ترکون کا قصد اپسا ہونا۔ اور یونانیوں کو دو پھاڑی چوکن
 اور دو ایک فوجی تھانوں پر قابض ہو جانے دینا مارشل ادھم پاشا کی نسبت شک ڈالنے
 والا تھا اس لئے غازی عثمان پاشا کو بذاتِ خود کمان لینے کا حکم ہوا۔ کسی نے لکھا کہ وہ
 اس شب کو رفع کرنے گئے تھے کہ آیا ادھم پاشا ایمان داری سے کام کرتے ہیں یا نہیں۔ حالانکہ اس
 قسم کی جملہ افواہیں محض خیالی ڈھکوسلے تھیں بلکہ اس بات یہ بھی کہ ادھم پاشا نے یحییٰ بن
 سرحد لیوان کی عام حالت سے المینان جاس کرنے اور ذخیرہ رسد کی کافی مقدار کو بچا
 اور کمانڈر انچیف مارشل ادھم پاشا اور ادھم فوج اور ادھم تمام جان نثار باحت کمان فسر
 اور نیک شہنشاہ کا سلام پہنچانے کی غرض سے تھا ان افواہوں سے بھی عجیب تر وہاں سے
 کے متعلق مجنونانہ تخیلات تھے جو ریوٹر انجینی کے ذریعے سے شہر بشہر شائع کئے اور آپکے
 محقق اور استباز نامہ نگار صاحب نہایت دقت کے ساتھ خبریں بیٹھے کہ عثمان پاشا
 کی فوری دہسی اور سپہ سالار مقرر کئے جانے کی حکم کی تسبیح اسوجہ سے عمل میں لائی گئی کہ سلو
 میں غازی موصوف کا نہایت تیاگ اور جوشِ خروش سے استقبال ہوا اور ادھم فوج
 میں اس قدر گرمجوشی کا اظہار سلطان المعظم کو دل سے ناگوار گذرا اور فوراً بذریعہ فرمان ماربر
 واپس بلائے گئے۔ اسکے یہ معنی کہ اگر غازی عثمان پاشا پر بد وقت پہنچے سلونیکا کے
 نعرہ ہائے تحقیر مارے جاتے یا اہل سلونیکا سرد مہری سے انکے ساتھ برتاؤ کرتے تو یہ
 باعثِ تفریح و مسرت حضرت سلطان کے ہوتے۔ کیا اس سے بھی زیادہ نامعقول اور
 قابلِ تفریح دیں کبھی تراشی گئی ہوگی۔ گو غازی ممدوح رستہ میں سے لوٹ آئے تاہم
 انکے فوجی اقبال نے ایسا برس کی ایک لڑائی صرف اس خوف سے سرگردی کو یونانیوں
 کو انکے سپہ سالار ہونے کی خبر پہنچی تو بہادر فوج ادھم نامہ مستے ہی نظروں سے اسی
 غائب ہوئی جسے کسی تھخیر کا ظلمی پردہ۔

مارشل ادھم پاشا کی طرف سے ابتدائی فتح کی رپورٹ نجد مت حضرت سلطان المعظم

۱۹ اپریل کی ہید کو اڈر لاسونا سے مارشل غازی ادھم پاشا سپہ سالار افواج عثمانیہ متعینہ سرحد یونان نے اپنی اقلے نامدار کی خدمت میں حسب ذیل تار روانہ کیا۔ خدا کے فضل و کرم اور غلبۂ ایزد کما قبال سے افواج قاہرہ نے یونانیوں پر نمایاں فتح حاصل کی ہے اور ٹرناؤ کے مقابل جن جن بہادر یونانیوں نے مورچہ بندی کی تھی وہ سب تباہ کر لئے گئے ہیں اور فتح عثمانیہ بے دھڑلے آگے بڑھ رہی ہے۔ میں عنقریب فتح مزید کی خبر ارسال خدمت کروں گا۔ افواج قاہرہ کی نجات اور ان کی بے بدل نبرد آزمائی سے دشمن کے چھلکے چھوٹ گئے اور انھوں نے اپنے اپنے ٹاکوں کو خالی چھوڑ کر پناہ مانا شروع کر دیا جو بقیہ مقام پاچو ایک یونانی سپاہی گرفتار کیا اور دو ہندو قسین معہ سنگین اور تیس صندوق سامان حرب ہمارے ہاتھ آئے۔ کوہ ارشاکو کی چوٹی جسر دشمن قابض ہو گیا تھا دوبارہ فتح کی گئی اور مجھے کامل یقین ہے کہ کل کے روز اور بھی نمایاں فتوحات حاصل ہوں گی۔ ورہ لوننا اور گریز دیلی کی لڑائی میں ۲۴ ہزار ترک اور ۵۳ ہزار یونانی شریک تھے۔

شکست گریز دیلی کی؟ یونانیوں کی سرکاری سرپرست

(عذر گناہ بدتر از گناہ)

اس غیر متوقع شکست حاصل ہونے پر شاہزادہ ولعبد و لیک آف اسپارٹانے سرکاری طور پر حسب ذیل محنت کی درخشاں مشرباں جو گریز دیلی کے مورچہ یونانی پر تو پناہ کی لگ کر چھاپا ولعبد ہمارے کے ایک حکم کا حال اتنا سمجھا اور اس نے بڑی غلط فہمی سے سپاہیوں کا انکار دیا

* نوٹ - گریز دیلی ورہ لوننا سے دوسری جانب مقام کانام ہے جہاں یونانی مورچہ بندی نہایت مستحکم تھی اس کے منہ سے گویا ترکوں کے لئے تھکن کی ناہم ہر گز یونانیوں پر قابو حاصل ہو گیا ۱۲

اور ایسا کرنے کے بعد یونانی (باضابطہ) مجھے ہٹ گئے اور ترکوں نے اُس جگہ کو غالی پلج قبضہ کر لیا اور معاویہ نایونیکا قاقب بھی کیا۔ جس میں جب داؤدین کے مارے گئے اور دوسری ہوئے کرنیل مشرپ نے پھر ایک مرتبہ جو ہلڑی دکھائی اور دشمن کا سامنا کیا۔ ساتھ ہی شہزادہ ادا دی فرج روانہ کی اور کرنیل اسمولسکی غنیم کو پسپا کرنے میں کامیاب ہوا۔ ہزار سال ایس شہزادہ ولیم نے کرنیل مشرپ کو چشم غائی کر دی ہے۔

فتوحات درہ لوناسے ترکوں کو کیا فائدہ پہنچا؟

علاوہ اس غیر معمولی پرجوش اور فائزہ خیالات کے جو ایک فہم فوج کے دلیمن اُنڈا کرتے ہیں اس ابتدائی فتوحات سے ترکوں کو بیشمار اخلاقی اور تمدنی اور جنگی فوائد حاصل ہوئے۔ اول عام طور پر فوج کا اعتبار اور اونکا آغاز سلطنت بھر میں تازہ ہو گیا۔ دوسرے ہر سپاہی کے دل میں خواہ وہ میدان جنگ میں ہو یا اُس سے دور ایک سیاہ لولہ اور پرجوش جنگ پیدا ہو گیا جو کسی دوسرے درجہ سے ممکن نہیں۔ تیسرے اندر نئی مفرد کے باخیا نہ خیالات اور شیعانی حرکات جو وہ دوسری صورت میں کرنے کو تیار تھے یکسر دب گئے اور اونکو ذرا بھی سر ہلانے کا موقع نہ ملا۔ چوتھے سرحدی ریٹین (سرحدیہ بلگیہ یا وغہ) گو وہ بظاہر روس کے اشارہ سے غیر طرفدار ہیں لیکن اونکی خاموشی کی دہرسل وجہ ترکوں کی ہی غیر معمولی قوت اور جنگی لیاقت ثابت ہوئی۔ ممکن تھا کہ بحالت شکست وہ یون خاموش بیٹھے رہتے۔ پانچویں غیر ملکی دانیوں کے رابطہ میں نفوس آگئی جنھوں نے صلیبی جہاد کے لئے اپنی پیاری بیبیوں اور (شاید) مان باپوں سے اجازت رو انگی حاصل کر لی تھی لیکن ابھی گھر سے روانہ نہ ہوئے تھے اور دشمن دین خدا یعنی پاپے مہنے جو ایک لاکھ چاندنی امداد کا وعدہ شاہ یونان سے کیا تھا اس میں بڑی کٹھن واقع ہو گئی اور عہد غالباً ہزار سے زیادہ بیجہ سکا۔ چھ ترکوں کے لئے تمام تھیلی کی شاہراہوں اور

سُزکون کا رستہ کھل گیا۔ تین تمام کو ہستانی مورچوں پر قابو حاصل ہو گیا اور بائیں دُعبہ
تمام گرد و فواج کے میدان یونانیوں کو خود بخود خالی کر دینا پڑا۔ جہانگیر کی توپوں کی زد
پہنچ سکتی تھی۔ آٹھویں۔ افسران فوج کو بلا خوف و خطر کافی موقع ملا کہ وہ دن بھر بڑی پوری کھڑکیوں
اور ٹھیک ٹھیک انتظام سڑناؤ کے حملے کا کرلین اور اپنی صحت ہمیشہ فاسح کو از حد مفید پڑا کرتی ہے
تو تین قریب کی شکست سے یونانیوں کو اب بھی موقع نہ رہا کہ وہ دیو یا گھاٹی کے ذریعہ سے آلاسنا
پر کسی وقت میں چڑھائی کر سکیں۔ دسویں۔ افسرانِ ترکی کو یونانی سرداروں کی قابلیتوں کا پورا
اندازہ ہو گیا اور یونانی فوج کے دل میں سُزکون کی شجاعت اور دلیری کی ایسی دہل مچ گئی کہ وہ دلوں
میں ناہولی تک ضرورت سے زیادہ کام آتی رہی اور یونان کے صدر مقام آیتھنز میں عام رعایا کے
خیالات برہم ہونا شروع ہو گئے۔

محاربہ سڑناؤ

دردہ ملونا اور اوس کے اندرونی جانب کے تمام مورچہ بند چوٹیوں پر قابض ہو جانے کے بعد
سُزکون کا ایسا خوبصورت نقشہ چاہوا تھا جیسے بعینہً اُس سطح کا ہو تاکہ جسکی ایک فریق شاطر
مات کی۔ صرف تین چار علاقہ چالیں چل کر شہر بولدی ہو اور بادشاہ سلامت کو سب سے ایک
پہچھے ہٹ کر نکال جانے کے اور کوئی صورت نہ بنے کی ہنو حالانکہ اُس کے بیا دون فیصل۔ اسب بخ
اور وزیر نے سباط کے تمام خانوں کو گھیر رکھا ہو۔ اس سطح ایک ایسا تصویر نما لطف اور عجب
مکر پر کیفیت سہان میدان جنگ اور اوس کے اطراف و جوانب میں بند ہوا تھا جسکی نظیر صرف
اسی حالت میں ملنا ممکن ہے جب ترک پھر سے ہی کو ہستانی دشوار گزار درون کو فتح کرن اور
دشمن کی فوج پھر اسی طرح سنگینوں کے زور سے نوک دم بھگائی جاوے اور عایا مورخ کی طرح
فاسح کے خوف سے گھر چھوڑ چھوڑ کر تمام جنگل میں منتشر ہو اور ترکی ہلالِ بلندی جو تین
ہر چوٹی پر اُڑ رہا ہو اور ترکی طویل القامت اور قوی الجثہ افسر زرق برق فوجی لباس میں

اپنے اپنے مورچہ پر دو بیٹین ہاتھ میں لئے ہوئے صد و احکام اور عالم تظام انصر میں
مصرف ہوں اور اونکی دلیر فوج اپنے اپنے نشان کے گرد جان نثاری کے لئے صف
بستہ تیار ہوا اور توپوں کے موذی دشمن کے ملک کی طرف پھرتے ہوئے ہیں اور ان کے
خوف سے اسکی فوج اور عام باشندے بدحواسی کے عالم میں بال بچوں کو نشان کشان سے
ہوئے چہا طرف بھاگتے ہوئے نظر آتے ہوں۔ یہ ایک معمولی سین نہیں ہے جو فتح مند
ہر لڑائی لینے کے بعد میسر ہو سکے اگر مقابل کی ایک چارٹی پر بھی دشمن کا قوی سوچہ باقی ہوتا
تو اس منظر کا نقشہ بالکل ہی مختلف نظر آتا۔

فاسکر ٹرناؤ پر حملہ کرنا دو وجہ سے زیادہ ضروری سمجھا گیا۔ اول یہ کہ اس کے فتح ہونے
سے یونانی سپاہ کو خواہ مخواہ ڈمکی اور نیز روس کا چھوڑنا ایک امر لازمی ہو جاوے گا
اور دوسرے یہ کہ ٹرناؤ خود ایک ایسا ضروری اور سرسبز چھوٹا مضافہ الا قوم باشند و کاشتکار
بسمین باغات انگور کبھرت اور اشجار میوہ دار باغ اطراف موجود تھے۔ دریائے یونیس اسکی سرسبز
کا باعث ہے اور طح طرح کے تجارتی کارخانجات اس میں ہیں رہتے تھے۔ یکایک ترکی حکما نے
سرکاری چٹھی شائع کی کہ ٹرناؤ لے لیا گیا۔ لیکن یونانی ہبیہ کو اڑنے اسکی تردید کی کہ بعض
وہ مقام یونانیوں کے قبضہ میں ہے اور ان متضاد خبروں سے یورپ بھر میں نہایت اضطراب
کے ساتھ تشویش پھیل گئی۔ لیکن جلد اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ یونانی جھوٹے اور فریبی ہیں
اور ترکوں کی روایت فتح حرفاً صحیح ہے۔ ٹرناؤ تصدیقاً فتح کر لیا گیا۔ مارشل ادھم ہاش
حرفیں ایک نام حضرت سلطان کی خدمت میں بھیجا جسکی خبر انجمنستان میں ۲۳۔ اپریل
جمعہ کے روز صبح کے وقت پہونچی امد و ان اس خیال سے کہ ترک لریا کو لینے والے
یہیں سخت تشویش اور بے چینی پھیل گئی۔ تارکامضنون یہ تھا۔

اب ہم لریا سے صرف ایک گھنٹہ کی راہ پر ہیں۔ ہم نے ایک نہایت خوشحال جنگ

کی ہے۔ ۳۵ ہزار جرار ترک چلیں ہزار یونانیوں کے مقابل صف بستہ ہیں۔ سہا
 سپاہی نہایت تعجب خیز بہادری کے ساتھ لڑائی لڑتے ہیں۔ اور ہماری تمام
 موضع ہمارے حق میں نہایت سودمند اور کارآمد ہیں۔ مجھے خدا کے فضل کہ ہم
 امید ہے کہ بہت جلد کسی ائمہ عظیم کی اطلاع خدمت عالی میں بھیجے گی عزت حاصل کروں گا۔“

افواج قاہرہ کا میدانِ قسلی میں ٹھہنا

۲۰۔ اپریل ۱۸۸۱ء کو درہ لوناکے کامل تسخیر نے ادھم پاشا کو بہت جلد موقع اس بات کا دیا
 کہ وہ اپنی فوج کو ٹرناؤ کی طرف بڑھے اور اس میدانِ قسلی کے فتح کرنے کا
 حکم دین جو لوناکا اور ٹرناؤ کی سڑک سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ چنانچہ فوج کے چند دستوں نے
 مقام لگیو یا اور کارلا سولی پر جو سڑک سے دو مشرق کی طرف واقع ہیں قبضہ کر لیا اور افواج
 عثمانیہ بحرِ مواج کی طرح اطراف الاسونا سے درہ لوناکے گزر کر قسلی میں بلا فراحت داخل
 ہونا شروع ہو گئیں۔ درہ سے گزر کر ایک ٹیلہ پر صرف ایک ترکی توپخانہ نصب تھا اور اس کے
 مقابل یونانیوں نے چار توپخانے دو میں اور ۵ سو گرز کے فاصلہ پر قائم تھے جنہیں برابر زناد
 ہوتی رہی۔ ترکی توپخانہ کا چار توپخانوں سے مقابلہ کرنا اس مصلحت سے تھا کہ یونانی
 مجبور ہو کر اپنی پوری قوت کو کام میں لا دیں اور ترک اس قوت کا اندازہ کر لیں۔ گو ٹرناؤ
 ابھی دست تھا لیکن البانیائی کی جمہنوں نے یونان کے ان زبردست مورچوں کو جو ٹرناؤ
 کے سلسلے بلند محفوظ پہاڑیوں پر قائم تھے گولہ باری کر کے اکھاڑ دیا۔ مارشل ادھم پاشا
 ہر موقع پر تجربہ اور عجیب غریب جنگی احتیاط اور قابلیت کا اظہار کرتے تھے۔ انکی کوئی کٹاؤ
 قابلِ اعتراض نہ تھی۔ انھوں نے ایک بھی ایسا موقع نہ دیا جس پر خطہ ماقدم کا پورا پورا
 بندوبست اور خیال نہ لرایا گیا ہو۔ غرض کہ انکی کارروائیاں قطعاً سہوار و سقم سے سہرا

عقین۔ وہ ہرگز حملہ کا حکم اسوقت نہ دیتے تھے جب تک یہ نہ کیجھ لیتے تھے کہ فوج کا ہر کس
اور ہر مرکب سامانِ حرب سے بخوبی ایس ہو گیا ہو۔

۲۱۔ اپریل شیع جنگ کرٹیری اور

میجر جنرل جلال پاشا کی شہادت

۲۰۔ تاریخ کو یونانیوں نے کوئی سخت مقابلہ نہیں کیا وہ برابر صبح سے شام اور شام سے
صبح تک قلعہ کرٹیری کی قلعبندی میں مضروب رہے۔ لیکن دن نکلنے ہی میدانِ جدال
قتال گرم ہونا شروع ہوا۔ ہر دو مقابل افواج میں حملہ کے گجل بجنے لگے اور آگ سے سانسے
بھاڑیں پر سے گونجی بھر مار ہونے لگی۔

ان بھاڑیوں کے درمیان ایک فراخ درہ واقع تھا اور اس لئے پیادہ افواج کا
ایک دم مقابل ہونا دو مشکل بات تھی۔ تاہم توپوں کی وہ سخت اور خبیناں لڑائی رہی کہ
الغیرہ۔۔۔ رنجاک پر رنجاک اور نے اور کئی توپوں کی آوازیں ایک ساتھ ہونے سے پورے
طوفانِ رعد و برق کا خوفناک سماں بند ہوا تھا۔ آخر کار یونانیوں نے چل چل کر پرتخت
کی پوری قوت صرف کرنا شروع کر دی اور ترکی مورچہ بندیوں کے اوڑھنے کا قصد
کر لیا لیکن وہ ترکی گولوں کی تاب لا سکے اور نقصان کثیر کے ساتھ جسکی مضیک تعداد
و شمار نہ ہو سکی اور کھسپا ہونا پڑا۔ ترکی ریزرو فوج کی ادلوکی اس نر کوئی ضرورت
نہ پڑی۔ بلکہ موجودہ متعینہ سپاہ نے مردی اور مردانگی کے حل کھو لکر جو ہر دکھلائے جو کچھ
روز تک زبان زدِ فطالین رہیں گے تاہم نظر احتیاطاً چند سوسے فوج کے ہر وقت ملک
پہنچانے کے منتظر ہے۔ یہ ڈوئیزن نشاط پاشا کی لکان میں تھا اسوقت تک
اس قصد فوج نے مباحثی کا نذر نشاط پاشا سب سے زیادہ کام دیا۔



Bugadun General Hapiz
Pasha the Smooty.

برگیا یہ خط پاشا شہید ہی ڈوزین کے ایک دن کے کمانڈر تھے جو بڑی بہادری کے
ساتھ زندہ لوٹا کی جنگ میں شہید ہوئے اور اسی جنگ میں جو کریمیری کے نام سے مشہور
ہے گی میجو جنرل جلال پاشا جو دوسرے دستہ کے برگیاڈیر تھے شہید ہوئے اور اس لئے
ان روز بہت حادثوں سے ثابت ہو گیا کہ جنرل شاط پاشا کی فوج نے کس الہامی اور
سخت ترین ثابت قدمی کے ساتھ اول سے آخر تک جنگ روم و یونان میں کام دیا۔

لریسا میں غیریملی اور ارجی گون کا خلسہ

۲۰۔ اپریل ۱۹۱۵ء کو لریسا میں ایک خاص قسم کا جوش خروش پھیلا ہوا تھا وہ اس لئے کہ جارج
غیریملی وائسیر مجاہد جن میں یورپ کی اور قوموں سے علاوہ ۲۶۔ انگریز بھی شامل تھے بارادہ

استعانت و امداد افواج یونانی لریسا میں آ پہنچی۔ انکا استقبال نہایت دہم و دھماکے سے ہوا اور اُس سے بڑھ کر پرجوش سین وہ تھا جب وہ مجاہدین ہسپڈ کو اُس سے اجازت پا کر سرحد کی طرف روانہ ہوئے۔ انگریز و ایٹریا نے جنگی گیت گاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور ایسے ہی دوسری قومیں بھی اٹھ کر جوش کرتی تھیں۔

گر نیر و والی کا ترکون کے ماتھے سے نکلیا نا۔ ۲۰۔ اپریل

جبکہ ترک اسطرف مشغول تھے یونانیوں نے کوی موقع پا کر ان پہاڑیوں پر جو سینٹ جارج نامی شہر سے جانب شرق واقع ہیں چڑھ کر ترکوں کے مہمہ پر حمایہ کر دیا۔ ترکوں نے بعد کئی گھنٹے کے سخت مقابلہ اور مفاہکے کے ہسپڈ کو اٹریا لاسونا سے ۸۰۳ سیرکیشین سواری اپنی ٹماک کے ڈھلے۔ یہ بہادر سواری ان تھلی کی طرف کو اور ترک بڑھنا چاہتے تھے کہ یونانی کرنیل مسٹر ایما کے خونخوار تیجنا نے انکو آگے قدم بڑانے سے روک دیا اور کیشین سواری نقصان عظیم اٹھا کر لگیں یا کی طرف پسپا ہوئے اور دہان سے لاسونا واپس گئے۔ اسطرح سے مقبوضہ مقام گر نیر و والی عارضی طور سے ترکون کے قبضہ سے نکل گیا۔ یہ معرکہ تمام دن جاری رہا اور یونانی فوج پیدل سے جو ٹرناؤ سے براہیلی تک برابر نیم دائرہ کی شکل میں پہیلی ہوئی تھی اپنی تیجنا کے سہارے سے ترکون کے پسپا کرنے میں بہت بڑا کام دیا۔

(ایڈٹ ہولڈناک سیدین)

ترکون کی دہل اور یونانی رعایا میں بھاگڑ

دہ لونا اور اُس کے گرد و نواح کے معرکہ جات میں ترکون کے خلاف موقع جنگی قابلیت وہ دہوم محی کہ تمام سرحدی رعایا میں باوجود ادنیٰ فوج کے بالاستقلال موجود ہونے کے ایک عام بل چل چکی اور ہر سرحدی باشندہ نے جہتہ در جہتہ ممکن ہوا لریسا کی طرف بھاگ

جائیکا بند و بست کر لیا۔ جگوڑوں اور اونکے عیال اطفال اور اونکے اسباب خانہ داری اور
 پوشیدہ کی کثرت سے تمام سرکین کھانچ بھری چلی جاتی تھیں نہایت ترسناک نظر تھا
 بعضوں کے گلے بکریوں کے ریوڑ جلد جلد چلنے کے لئے کھدیڑے جاتے تھے۔ بکریاں گدھوں میں
 اور گدھے گھوڑوں میں پھنسے جاتے تھے اور ہر اک اپنے اپنے مرکب ہی چاہتا تھا کہ
 ان کی آن میں ربا میں جا کر ڈال دے اور ہر ایک اپنے مملوک اسباب بکریوں کے
 ریوڑ کو ہی چاہتا تھا کہ کسی کسی طرح غول بیابانی بن کر چشم زدن میں دشمن کی نظروں سے
 غائب ہو جائے۔ اس کشمکش میں عام گدھان اسی بھرپور چلی جاتی تھیں کتنے کئے کو جگہ بھی
 اسنے زیادہ قابل رحم ان عقیقہ ارضیہ عورت اور کم سن بچوں اور بیمار و عورتوں کا حال
 جنگو ساری نشے کی وجہ سے پاپا دہ بھاگنا پڑا تھا۔ کسی کی پشت پر پلنگ کے پی پائے
 کسی پر گھڑی بچے۔ کسی کے کندھوں پر دو بچے اور گلے میں اسباب منقولہ کا بوجھ۔ بیماروں کا
 اونٹنے نہٹھے گھسٹنا۔ حب الوطنی کے فطری ولولہ میں بار بار گروں پہیر کر اپنے مکانوں
 سرسبز باغوں اور مہمانے نیا رکھتیوں کی طرف مایوسانہ نظر ڈالتے جانا اور بہت سے
 دنیا داروں کا تمام اسباب خانگی باہر لاکر رکھنا اور بے قابو پاکر آنسو بھر لانا۔ بلکہ ضعیف
 عورت کے صدمہ مفارقت نہ اٹھاسکے پر بے اختیار رنج کا نکلیانا اور بچہ کو چھوڑ کر
 بقدر امکان اضطراب پریشانی میں تھوڑے تھوڑے اسباب کا سر اور کمر پر لا کر لے لینا
 بکریوں کا مہیا نا۔ کتوں کا ہونکنا۔ گدھوں کا رینگنا۔ مردوں کا اچک اچک کر بھاڑیوں کی طرف
 دشمن کے خوف سے نظر ڈالنا۔ عورتوں کا رونا۔ بیماروں کا کراہنا۔ بچوں کا چیخنا۔ پناہ بخدا۔
 وہ پردہشت اور سخت ہولناک اضطراب اور پریشانی کا سماں تھا کہ خدا کسی ملک کو نصیب
 کرے۔ براہن ملک کے فوجان لوگ جھونے آغوش مادری میں چپ چاپ راحت و آرام
 سے زندگی بسر کی ہو اور جو جنگ سے صرف اسی قدر وقف ہیں کہ وہ صرف تین حرفوں - ج -

ن اور گ سے مرکب ایک نفی جو گاسے گاسے میدان قرطاس پر نظر آ جاتا ہے۔
 لڑائی کی تمنا کیا کرتے ہیں لیکن اگر وہ کسی ملک کے انقلاب حکومت یا زمانہ جنگ میں غور
 صوبہ کی تباہی اور بربادی کے دلخیز اسباب اور خطرناک حالات کو بخیر خود دیکھنے کا
 ایک مرتبہ بھی موقع پاوین تو ضروری کہ قیام امن کو خدا کی سب سے بڑی دی ہوئی نعمت اور بڑی
 برکت سمجھ کر حاکم خفگی کا لاکھ لاکھ شکر بخالادین۔ غرض کہ تمام سرحدی دیہات اور قصبہ کے
 عام دھن باشندے گاڑیوں اور گھوڑوں پر اندھیل جھوٹے بن پڑا لڑیا کی طرف
 طے جاتے تھے۔ اس وقت کاسین بالکل اس منور کے موافق تھا جو پلینی نے پامپلیائی
 کے شہر کے کوہ وسوولیس کی بربادی بخش آتش نشانی سے برباد ہونیکا دکھایا ہے۔
 لڑیا گو شہر لیکن وہ بھی آدمیوں اور جانوروں کی کثرت سے اول پڑا۔
 چارہ ناپید اور خوراک نہایت کمیاب ہو گئی۔ شفا خانے زخمیوں کی تعداد سے بھر گئے اور
 زخمیوں کا ہر ہر گھنٹہ میں تانتا بندھ گیا۔ حکام نے دارالسلطنت آتھنز کو سخت تاکید
 عرضداشت روانہ کی کہ فوراً قابض عورت اور جراحی کے سامان اور ڈاکٹر روانہ کئے جائیں۔
 آلات اور ادویات کی کونہی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت مل سکا ہے کہ غریب خمی سپاہیوں
 کے خستہ جسم میں بلا کھور فارم نگھائے نشتر بھونک بھونک کر اندازہ زخمون میں اوگلیاں
 اور چھپٹیاں ڈال ڈال کر گولوں اور گولوں کے ٹکڑے نکالے جاتے تھے اور اونچی فریاد و زاری
 کے کم کر نیکا کوئی ذریعہ نہ تھا۔

ترکی فوج کی پیش قدمی کا منظر اور نچا چال چلن

یونان ایک ہی رنگ کے یونانی فادام یعنی وردی اور ایک ہی شکل کی بندوق تلواریں

اور پیرہہ دارنیزوں سے مسلح فوج جہان بھی صف بستہ ہونہایت پُر رونق اور خوشنما معلوم ہوا کرتی ہے۔ لیکن ترکی فوج کا بالکل نئی وردی بیٹی اور نئے نئے چمکدار نیزوں اور تلواروں اور ماسر اہیل سے مسلح ہو کر نہایت ضابطہ استقلال اور پوری فرمانبرداری کے ساتھ مسرخ ٹوپیان اور ٹھے ہوئے کوہستانی درون سے گزرنا اور میدان میں منشر ہو کر پھر رگستانی سڑکوں پر ایڈوانس مارچ کرنا دور سے ایک بڑے بھاری لہرتے ہوئے ساپ کی صورت پیدا کرنا تھا۔

سپاہی قومی اور وطنی جوش میں بھر کر اشعارِ رزمیہ پڑھتے ہوئے پہاڑوں سے اُتوتے تھے اور وقتاً فوقتاً فتحی کے گیت گاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ اونچی صورت اور وضع سے دلیری اور جنگجویی کے آثار ٹپکتے تھے اور وہ اپنے سرسروں کے احکام بجالانے میں ایسی چستی اور تیزی دکھلاتے تھے جسے یورپ کے تمام شاہستہ فوجوں کو حیران کر دیا۔ کچھ ہی منین کہ صرف حملہ اور فوج کے دستے میں جوشِ جنگ پیدا ہوا تھا۔ بلکہ ہر درجے اور ہر طبقے کے افسروں۔ سپاہیوں۔ اردلیوں اور قلیوں تک میں ایک طرح کا ولولہ اور زندہ دلی صاف صاف محسوس ہوتی تھی۔ کیا معنی کہ اردلی کے سوار جنگا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر سے کمانڈر کے احکام فوج کے بریگیڈیروں اور کمانڈروں تک پہنچا دیں۔ اور ان کے جواب یا استفساری چھپان ہیڈ کوارٹر لیا دیں۔ جب اپنا نفاذ افسروں کو دے کر ان کے جواب کے انتظام میں کھڑے ہوتے تھے تو بجائے اس کے کہ وہ گولوں اور ہندو توپ کی زد سے ہلکے کھڑے ہوں فوراً اپنے اپنے رافیل سیدھے کر کے دشمن فکر کرتے بعد جب جواب لیا جاتا تھا تب ہیڈ کوارٹر کو واپس جاتے تھے +

ایک عجیب واقعہ

۲۰۔ تاریخ کی جنگِ جدل میں یونانی توپخانہ نے بہت اچھی مشق دکھائی جسکی نشانہ باری میں ایک عجیب اتفاق یہ ہوا کہ جو قوتِ البانیہ رجنٹ کا کمان افسر اپنے سپاہیوں کو ایک یونانی مورچہ پر حملہ کرنے کو لئے جاتا تھا تو ایک گولہ جو یونانی توپخانہ سے اوسپر چلایا گیا تھا ٹھیک گھوڑے کے سر پر پڑا۔ گھوڑا فوراً ہلاک ہوا۔ اور افسر بلا کسی ضرر کے بچ گیا ایسا اتفاق کلم ہوتا ہے۔

جنگِ مانی اور کرٹیری کے تفصیلی حالات

مانی۔ یونانی حدود میں اُس رستہ پر جو درہِ لوناس سے ترناؤ کو جاتا ہے ایک جگہ کا نام ہے اور کرٹیری ایک چھوٹی پھاڑی جو قریب ۵۰ فیٹ کے بلند اور سو فیٹ کے طویل ہے اس پھاڑی کے پس پشت یونانی پیدل فوج علی الصبح اگرچھپ ہی جو حملہ آور کو نظر نہ آتی تھی۔ یہ معجزات کار و از تاریخ ۲۲۔ اپریل تھی۔ صبح نکلتے ہی ایک عظیم الشان آگ شروع ہو گئی۔ صبح کے وقت ترک ۱۲ ہزار اور یونانی ۷ ہزار تھے۔ شام کے وقت مزید کمکی فوج بقدر پانچ ہزار یونانیوں کی امداد کو پہنچ گئی لیکن وقت ضرورت پر نہ پہنچے تھے اُسکا آنا اس تاریخ پر بیکار رہا۔ پہاڑی کے مقابل یونانی پیادہ سپاہ نے قریب پانچ سو فاصلہ پر خندقیں کھود لی تھیں۔ اور ان کے توپخانے پہاڑی کے دونوں دہانوں اطراف پر قائم تھے۔ ترکوں نے اہل سواروں اور پیہلوی جمعیّت سے یحیاریگی حمہ کیا لیکن آسانی سے پسپا کر دیے گئے۔ اسکے بعد توپخانوں نے آگ برسانی شروع کر دی جو سحر ہوتے تھوڑے دھنوں کے برابر نہ بجے صبح سے لے کر پانچ بجے شام تک جاری رہی ترکی توپخانوں نے

اس قدر جم کے گون کا مینہ برسا یا کہ جس کو تمام کھیت اٹھ گئے کہ شاید اس سال
ہن چلائے کی ضرورت نہ رہی۔

یونانی تو پچانوین میں تین میدانی اور ایک پیدار کوہی تو پچانہ تھا اونکی خوش قسمتی سے
بندھی دوسفالی سے یونانی ملکی فوج سے جس میں ڈہائی ہزار آدمی اور دو کوہی تو پچانہ
اتر کر ترکوں کے مینہ پر گولہ بانی میں شرکت کی۔ گھنٹوں تک ہوا میں شاہیں گون کے
پھٹنے کی مہیب آہیں گونجتی رہیں۔ اور جس اتفاق سے ترکی گولہ اندازوں کے نشانوں نے
ایسی ہیہم خطا کی کہ ایک ہزار گون نے صرف میں پچیس آدمیوں سے زیادہ نہ ہلاک کئے۔
جن میں ایک فسر ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

تین جو ترکی تو پچانہ درہ لیگریہ میں پسپا ہوتا ہوا معلوم ہوا لیکن یونانی پیدار کوہی تو پچانہ
جو گریہرو والی کی طرف آگ برسا رہا تھا ترکی تو پچانہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور باوجودیکہ
ترکوں نے اس جماعت پر گون کا مینہ برسا دالا لیکن یونانیوں نے حیرتناک ہتھیاروں اور
ثابت قدمی سے اپنا کام جاری رکھا اور حالانکہ گولے اونکے گرد اور اونکے بیچ میں گر کر پھٹتے
تھے لیکن نہ کوئی سپاہی چونکتا نظر آتا تھا اور نہ کوئی گھوڑا اچھلتا کودتا دکھائی دیتا تھا۔
میں بچے بہر کے وقت چونکہ ترکی تو پچانہ آواز سوائے لیگریہ کے اور کسی طرف سے نہ آتی
تھی۔ اس لئے تمام یونانی تو پچانوین کے منہ بھی اسی سمت کو پھیر دئے گئے اور انھیں
سے کہ دشمن بہتیت مجموعی ملونا بہار کے اُس ٹھلاؤ پر جمع ہوگا تو یونان کی بارہین مار تیر
کروں۔ لیکن دشمن کوئی ناوان دشمن نہ تھا او کی جانوں کا اثر او کی جائے قیام سے ظفر سند
بادشاہ کے اقبال کی طبع سو سو کوس آگے بڑھتا تھا۔ گو بظاہر یونان کے اس دشمن جاننے
اپنے تو پچانہ کو محفوظ مقام میں پسپا کر دیا لیکن صرف ہی چال نے ترناؤ اور لریہ کی فتح کی
بنیاد ڈال دی۔ کیا بھی کہ جب یونانی تو پچانوین نے بہار کے ڈھلاؤ پر فوج کی موجودگی سمجھ کر اونکی

بارہین مارنا شروع کیں تو فوراً پیادہ ملین چھپ کر پہاڑ سے نیچے اوڑھ پڑی اور وہ مٹی
 گذر کر ڈیلیمیا کاؤن پڑھیک اس وقت قبضہ کر لیا جبکہ ایک یونانی کرنل دو کامیاب
 اور اسکو اڈان رسالوں کے ساتھ اس جگہ داخل ہونا چاہتا تھا۔ کرنل موصوف ترکوں کی
 صورت دیکھتے ہی یہ جاہد جا : اور بغیر ایک گولی چلائے کر ٹھیری پہاڑی کی طرف ہٹا
 گیا۔ اتفاق سے اسی وقت کمانیر لوسفا کی نے بذریعہ ہیڈ کوارٹر لیا کو تار بھا کر ترک
 علاقہ بازہ کر کے بڑھنے کا بندوبست کر رہی ہیں اور اس لئے فوراً عقب سے امدادی فوج
 نہ آئی تو راہ فرار مسدود ہو کر کل فوج یونانی محصور ہو جائے گی۔ پس ترکوں کی اس ادنیٰ
 حرکت نے مالی کے ہر دو مینمہ اور مسیرہ افواج کو دھکا ڈالا۔ اور ہیڈ کوارٹر کے افسر نے
 تمام طریقہ برقیین کر لیا کہ ترک دونوں جانب سے گھوم کر مائی کی کل سپاہ کو ضرور محاصرہ میں
 کر لیں گے۔ اس لئے صدر مقام آریسا سے جہان شہزادہ ولیعہد بہادر یعنی دیوک آف
 اسپارٹا مقیم تھے حکم نازل ہوا کہ تمام لشکر یونان مائی کو چھوڑ کر وہیں آجائے اور باوجود
 جنگی کمپنن اور مین میدانی توپخانے مع اس توپخانہ کے جسکی کمان براہ رست پر شش گوش
 کے ہاتھ میں تھی مغرب سے پیشتر ٹرناؤ کی طرف مائی کی جانب آنے نظر پڑتے تھے۔
 لیکن حکم فرار کے آنے کے بعد کون کسی کی سستاہر۔ کیونکہ جس سپاہ کو فتحندی کا یقین
 اگر ظن غالب ہی ہو گیا ہوا اور وہ صدر مقام سے کسی نامعلوم وجہ کے ساتھ فوری دلہی کا
 حکم پاوے تو خیال میں نہیں آسکتا کہ اس دشمن کا کس قدر خوف اور ہراس طاری ہو سکتا ہے
 اور سپرطہ یہ کہ شام کا چھٹیا وقت۔ تاریکی بڑھی ہوئی اور کیسا یہ مشہور کر دینا کہ ترک
 دہہ بوغازی سے داخل ہو کر عقب سے راہ فرار مسدود کرنے والے ہیں : اس قدر خوف
 اور ہشت کا باعث ہو گیا کہ بیان سے ماہری۔ یونانیوں کی معین ٹوٹ گئیں کا لمبے گئے
 تمام میدان میں فوج متتر تیر ہو کر لربا کی طرف لو کہم بھاگنا شروع ہو گئی نفسی نفسی کا

عالم تھا۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوش پوشاک باگھنا نہ ٹوٹ گیا ہو۔ حکم ہو سکنے کے وقت مختلف ہنر کی جھنڈیں کمپنیوں میں تقسیم ہو کر تمام میدان جنگ تک پہنچی ہوئی تھیں اور چونکہ حکم نہایت سخت اور عجیب و غریب واجب التعمیل تھا اس گھبراہٹ میں بجائے اسکے کہ ہر ہنر کی کمپنیاں اپنی اپنی جھنڈوں میں شامل ہو کر راہ گزیر اختیار کریں۔ ایک عام ہتھار کی حالت میں جہاں جسکا سینک سمایا اسی طرف کو ہولیا اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جب تمام سپاہ فوج اور سوار اور بار بردار کی گاڑیاں اندر بچر اور رستہ چھوڑ کر ٹرناؤ سے لڑیا کو چلے جا رہے تھے کہ یکایک شور برپا ہوا کہ ترک سوار قریب آہوئے !! اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اندھیرے میں ایک کمپنی خوف میں دوسرے کی طرف پھری اور بیشتر اس سے کہ افسر لوگ اونکو اس حرکت سے باز رکھیں اونھوں نے بیستہ اپنے عقب کی جانب بند و قونکے فیر کرنا شروع کر دے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ دوسرا ہی قتل اور زخمی ہوئے اور اس شہنشاہ طریقت سے تمام یونانی فوج مقامات مانی۔ بوسفا کی۔ اور کوہ الیاء سے اپنا اپنا مورچہ اور میدان چھوڑ چھوڑ کر ترناؤ کی طرف ہٹا ہو گئے اور ایک کثیر تعداد دشمن کی ٹرناؤ سے بھی گذر کر براہ راست لڑیا کی جانب چھبچھتی چلی گئی۔ لہذا بوجہ اس خوف کے کہ ٹرناؤ بہت جلد ترکوں کے پنجہ آہنی میں آ نیا لائے جمعہ (۲۳۔ اپریل) کی رات کو تمام سپاہ اور باشندے اس جگہ کو چھوڑ کر لڑیا کی طرف چلے گئے اور یہ کارروائی اس نیری کے ساتھ عمل میں لائی گئی کہ سینچر (۲۴۔ اپریل) کے بعد تمام سرگرمین گرد و فوج کی بالکل سسنان پڑی تھیں اور ایک تنفس بھی ادنیٰ چلتا ہوا نظر نہ آتا تھا۔

بہت سے باشندے جن کو ترکوں کی قوت کا صحیح اندازہ تھا ہفتوں پہلے سے ترناؤ چھوڑ کر معہ اپنے اسباب منقولہ کے لڑیا چلے گئے تھے اور بقیہ اس فوجی بھاگنے کے

ساتھ ایک رات میں کافر ہو گئے۔ اور اس دہشت اور خوف کی وجہ یہ تھی کہ عام یونانیوں اور نیز غیر ملکی باشندوں کا پختہ خیال اس طرف تھا کہ ترک جن جن شہروں اور دیہات کو فتح کر لیں گے انکو بغیر حلابے اور تباہ کئے نہ چھوڑیں گے۔ حالانکہ سب کمبختوں کا خیال اور وہم ہی وہم تھا۔ ترکوں نے جو کچھ اونے برتاؤ کیا اسکی نظیر تاریخ عالم میں کم سے گی۔

لریسا میں قبل از مرگ داویلا

حالانکہ لریسا فرناؤسے دور ایسا محفوظ مقام تھا کہ وہاں یونانی فوج سعدی کے ساتھ اپنے دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہا کرتی تھی لیکن کما ندرت کسی بے موقع دور اندیشی نے لریسا کے جنوب میں ایک دوسرے زبردست مقام فارسالہ ترکوں کا حملہ روکنے کے لئے بخیر کیا اور اس لئے لریسا کے باشندوں اور فوج مقیمین وہاں پر اور پریشانی اور مایوسی پہلی جو ایک بادشاہت کے لئے نہایت ہی شرمناک اور ناغیرت ہے۔

فوجیں ہر صدی مورچوں سے پہلے در پہلے جلی آتی تھیں۔ سامان بار برداری اور سامان حرب یعنی میگاریں کی گاڑیوں سے تمام شکرین اور گلی کوچے بٹے ہوئے تھے تاکہ فارسالہ کی طرف روانہ ہوں۔

باشندے بڑے بڑے گرد ہونکے ساتھ یکجا ہو کر شہر سے بھاگتے تھے اور اسکے ساتھ گاڑیوں اور ٹھوڈوں پر اسباب خانہ داری لدا ہوا چلا جاتا تھا۔ تندرست اور جوان لوگ اور نیز مسن مرد اور بیچاری عورتیں نہایت غمگین اور افسردگی کی حالت میں یا نو دو نو یا فارسالہ کی طرف اونٹے بیٹھتے اور گھسٹتے ہوئے چلے جاتے تھے۔

یہ منظر ایسا خوفناک تھا کہ سخت سے سخت تماشا لائی کا دل بھی اُن غریب الوطن حرمان :
یونانیوں کو اس خستگی بھاری اور سرسبکی کے عالم میں اپنے وطن مالون سے جدا
ہوتے ہوئے دیکھ کر بھرا تھا۔ خصوصاً انگلستان کے اُن اخباروں کے نامہ نگار تھے
ہمردہی کا کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا جو واقعات قلمبند کرنے کی غرض سے ترکون کو چھوڑ کر
یونانی فوج کے ساتھ مرگ ابودہ میں جا کر شامل ہوئے تھے اور انکا انصاف پسند
دل اس خیال سے اور بھی بیٹھا جاتا تھا کہ افسوس یہ بچا ہے یونانی ترک کی جابرانہ حکومت
سے خلاص ہو کر آج پھر سترہ برس کے بعد ان کے شکنجے میں دبے والے ہیں۔
دوسرے یہ سارا قصور افسران فوج کا تھا جنکی ناعاقبت اندیشی۔ ناجبرہ کاری اور بزدلی
فوج اور رعایا میں اس قدر بد امنی اور نشوونما پھیلا دی۔

بھاگنے کے متعلق ایک انگریز والیئر کی نہایت دلچسپ داستان اور ۲۲-۲۳ کے معرکہ کی تفصیل

ایک مضروب انگریز والیئر نے اخبار ٹائمز کے نامہ نگار کو شفا خانہ ایجنسز سے ٹرناؤ
کی جمعہ والی بھاگڑ کی نسب نہایت دلچسپ طریقے سے جو تفصیل بھیجی تھی اسکا اس
تاریخ میں نقل کر دینا خالی از لطف نہوگا۔ اس والیئر نے اسی شکش اور دور بھاگت
ایک بھاگے ہوئے کو تن گھوڑے کی لات کھائی تھی۔ جس سے اسکی ایک ٹانگ
سخت مارت ہو گئی اور وہ بچا رہے بشکل تمام لڑیا ہو چکا اور وہاں سے بدقت تمام
براہ دو لوہو ہو چکا وہاں سے براہ کشی ایجنسز میں داخل ہو کر شفا خانہ میں جا پڑا۔
اُس نے لکھا کہ :-

”غیر ملکی امدادی جماعت (جس میں انگریز و انڈیہ بھی شامل تھے) بمقام لڑیا
۲۱۔ اپریل کی رات تک بارگولن میں مقیم تھے۔ اور چونکہ اونکو لڑیا میں
خالی ٹرے ٹرے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اس لئے طبیعت میں بے صبری
اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا کہ کب حکم ہوا اور کب سرحد کی طرف بڑھیں۔
چنانچہ عداخذاکر کے ۲۱۔ اپریل کی رات کو نصف شب گزرنے وقت اونکو
کو بج کرنے کا حکم ملا اور وہ نہایت شادان اور فرمان بلا کسی خیال کے
کہ کمان جا رہی ہیں برابر بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ یونانی سپاہ
میسور پر پانی کے قریب جمع ہوتے ہی جا پونچے۔ شرک لڑیا سے
سرحد تک برابر اس قدر ناکارہ اور ناہوار تھی کہ چھوٹے چھوٹے پتھر
اور سنگریزوں پر چلتے چلتے ایک بھی ایسا نہ تھا جسکے پاؤں چھانوں سے
بھر نہ گئے ہوں بلکہ بہت سے لوگ تو ایسے پست ہو گئے تھے کہ دوسرا
قدم بھی نہیں اڑھتا سکتے تھے اور اس لئے رستہ میں کچھ بیان اور
کچھ وہان شرک کے ادھر ادھر ٹرے ہے۔

۱۲۔ اپریل روز پنجشنبہ کو دن نکلنے وقت وہ لوگ ایک مقام
پر پہنچے جو یونانی مورچہ مائی کے بائیں طرف واقع تھا اونکے پہنچنے
کے ٹھوڑی ہی دیر کے بعد ترکی نو پھانوں سے آگ برنا شروع ہو گئی۔
غیر ملکی امدادی جماعت خوش فہمی سے چند ہارٹون کے پس پشت ہما
محفوظ مقام میں متعین کی گئی تھی۔ ترکی بم کے گولے اوپر سے برابر گزر
رہے تھے اور عقب میں گر کر پھٹتے تھے۔ ۲۲۔ اپریل کو تمام دن
برابر گولوں کی لڑائی میں گذرا۔ ایک بھی فیرندوق کا ہوا۔ ہم کو توجہ ہونا

تھا کہ افسر سفدر کیون مارے جاتے ہیں یعنی یہ امر لازمی طور پر واقع ہوتا تھا کہ ہرچہ باسات مقتولین میں ایک یا دو افسر ضرور شامل ہوتے تھے شام کے وقت پیادہ پلٹنوں کی رجمنٹ نہایت مضبوط اور محفوظ مقامات میں معین کی گئی اس لئے کہ رات کے وقت ترکون کی جانب حملہ کا گمان تھا۔ اندھیرا پڑتے ہی گولہ باری بند ہو گئی۔ اور ہم کہیں میں واپس آئے۔ کہیں پہن سگریز کا قہرٹی فرش اور نیلے مریع آسان کا بہت بڑا خیمہ نصب تھا۔ سب اسی ایک فرش پر کھیل بچاؤ اسی ایک بچل خیمہ اطلسی کے سایہ میں ایسے آرام سے آکر لیٹے کہ صبح کے وقت سردی اور آٹھن کے مارے اٹھنا چاہا تو بیٹھنا تک محال ہو گیا۔ بدن بھج بی زمین پر اکر ڈگیا اور سالہ جسم سردی کے اثر سے کاسپنے اور تھرانے لگا۔ رات میں دو دفعہ الارم دیا گیا کہ ترک پیادہ فوج پر حملہ آور ہوئے۔ پہلے حملہ کے جواب میں بڑی تیزی سے کام لیا گیا یعنی ذرا دیر میں بیس ہزار کارتوس خالی کر دے گئے اور دوسری مرتبہ بھی ترکون کو سپاہ ہونا پڑا۔

جمعہ کی صبح تک ہماری موچہ بندیوں اور عام حالت میں مطلق فرق یا تبدیلی کسی طرح کی واقع نہ ہوئی تھی لیکن بقول پُرانو کے ”حبوقت شاہ خاور شعا عینک تاج سر افروز پر رکھ کر تخت مشرق پر رعبہ آب تاب جلوہ گر ہوا“ وہی کل والی توپونچی لڑائی شروع ہو گئی لیکن اس مرتبہ کی گولہ باری یونانیوں کا زیادہ نقصان نہ کر سکی اور سپہر تک ہم نے برابر اپنی اپنی جگہوں کو بدستور قائم رکھا۔ البتہ سہ پہر کے بعد ترکون نے

استقر کا مسابی حاصل کر لی کہ ہمارے مقابل جو پہاڑیان واقع تھیں ان پر کسی نہ کسی طرح قابض ہو گئے۔ ہم دیکھتے تھے کہ سواروں کے رسالے برابر حملہ کرتے ہیں اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں لیکن بوجہ فاصلہ بعید کے صاف معلوم ہوتا تھا کہ ان کے بڑھنے اور ہٹنے سے کیا نتیجہ پیش آتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر ان کو مقابل کی پہاڑیان ملجاء ہمارے عین بہت بڑا اثر رکھتا تھا اور اس لئے ہم نے اپنے دلیمن طے کر لیا کہ آج رات کو یا تو میدان دینگے یا لیں گے۔

چنانچہ شام کے قریب ترکوں نے ہماری پیدل سپاہ پر ہم پھینکنا شروع کئے اور اس لئے مجبوراً اسکو اپنی جگہ چھوڑنا پڑی۔ میں یقین کرنا ہوں کہ ہمارے چار سپاہیوں کی تعداد دس ہزار تھی لیکن ترک مقابل میں ۲۵ ہزار سے کم بچے رات ہونے سے پہلے ہم لوگ گویہ جلتے تھے کہ بغیر سخت ترین نقصان جان و مال اٹھائے اپنے مورچے قائم نہیں رکھ سکتے لیکن تب بھی نہایت اطمینان کے فتح کی امیدوں میں بہولے ہوئے غور سے ایک کیمیل لے رہے تھے کہ ذرا اندھیرے پڑے کچ کا حکم ملے۔

ہم سمجھے کہ ترکی مورچوں پر !! لیکن کیسی غلطی تھی ! وہ حکم آگے کی طرف جانچ کرنے کا نہ تھا بلکہ پچھلے پانوں کی طرف تو کدم بجاگ جلنے کا اسلحہ معنی یہ ہوئے کہ بلا ایک گولی پلاسے نہایت بزدلی کے ساتھ دشمن کے سامنے سے بھاگ جلنے کی ہدایت تھی۔ تاریکی ہونے پر سپاہ ہونا شروع کیا گیا اور علی فرح دشمن کی طرف پشت کر کے ترکیا کی جانب چل پڑی۔ دن بارہ میل تک یہ بازگشت نہایت باقاعدہ اور امن و امان سے ہی لیکن بہت سے لوگ دن رات کام کرتے کرتے آرام کے وقت بھاگنے سے نہایت

خستہ اور کمزور ہو گئے تھے۔ اہل برطانیہ کے دل اس واقعہ سے قریب و
 دُور گئے وہ رات کے وقت بھاگنے سے لڑنا بہتر سمجھتے تھے۔ لویا قمر
 چند میل باقی تھا کہ کسی نے یہ شور مچایا کہ ”ترک آ پو پو“ یہ سننا تھا کہ
 سپاہیوں نے نوٹ نوٹ کر بلا خیال اس امر کے کہ ان کے پیچھے اونٹوں کے
 ہوطن سپاہی مین فیر کرنا شروع کر دیے۔

فیر ہونے ہی ہر شخص نے اپنے آپ کو وحشتناک بُزک کے بچوں میں گرفتار سمجھا اور اس خیال
 خوف سے کانپ کر تمام دنیا میں اپنی اور اپنی قوم کی ہفتصحت کی کہ توبہ ہی توبہ۔ مار
 دے کے سوار اور تو بچانہ ولے پیدل سپاہی۔ گھوڑے۔ گاڑیاں خچر اور ٹٹو۔ ایک پر ایک
 نوٹ پڑے اور وہ گھسٹ پڑے عجیبی کہ توبہ ہی چلی۔ سوار پیدل پر اور پیدل پیوں میں۔
 اور پیسے گدھوں میں۔ ادھر سے گھوڑا بھاگا اور ادھر سے ٹو بھر کے۔ پیچھے سے دن
 فیر سوا۔ اور سواروں کے گھوڑے بڑا کر اور چھلنے کودنے لاتین پھینکنے کچھ پیادوں کو کھینچتے
 ہوئے گاڑیوں میں جانے لگے۔ کچھ کھینچوں کی طرف دوڑے تھے۔ اندھیری رات۔
 نہ روست کی شناخت نہ دشمن کی پہچان۔ ادھر سے ترک آگئے آگئے کا شور اور ادھر سے
 جانوروں کے میا خستہ دوڑنے کی ہکار وہ قیامت خیز نمونہ تھا جکا پور خاک و غظون میں کینچ
 تھیں۔

کپتان برج نے (جو انگریزی و انٹرنیٹ پر سردار تھے) انگریزوں کو حکم دیا کہ وہ ایک لائن
 باندھ کر چلیں اور ان میں سے ایک درجن شخصوں نے جنہوں نے یہ حکم سنا فوراً تعمیل کی
 لیکن مجبوراً:

جب ہی کہ منے ایک صف بنا کر آگے بڑھنا چاہا کہ فرادیوں کے ایک ہشتنگ
 منے دھکیل کر فوراً پھر ہم سب کو تشریف کر دیا۔ من نے دیکھا کہ ہر شخص

نفسی نفسی کے حال میں مبتلا تھا ہر تنفس اپنے بچاؤ کی تدبیر میں کسی کوشش کی
 کمی نہ کرتا تھا (خوف اس قدر غالب تھا گویا موت کا سچہ ہر ذہنیات کو محسوس
 میں سامنے نظر آتا تھا) یہ پُر آشوب حالت دیکھ کر میں نے بھی دو رائے پڑی
 کام لینا شروع کر دیا اور ہلکا ہونے کی غرض سے اپنے کتل - واپر روٹ -
 تلوار اور کارتوس ان سب کو ہینک دیا اور صرف ایک ریفل اور کارتوس کی ٹپٹی
 جبین ساتھ عدد کارتوس بھرے ہوئے تھے اپنے قبضہ میں رکھے مفرصین کی
 دیکھا پس سے ہم سڑک سے اس قدر دور جا پڑے کہ + + + +
 + + + + پھر طیح سڑک کا ملنا ممکن ہوا اور بائبر کو ہستانی قطعات
 اور پتھری نامیوار زمین پر پائی سے جتے ہوئے کمسیون پر سے گزرنا پڑا۔
 اس کشمکش میں میں بھی ہزار خرابی چند جاگڑنا پڑتا پڑتا ہوا چلا گیا یہاں تک کہ
 لریا صرف ایک میل رہ گیا۔ اس مقام پر ایک آفت ناگہانی نازل ہوئی مینی
 ایک بھڑکے ہوئے گھوڑے نے جو بے سرو پا عام شورش سے جاگتا پھرتا تھا
 سیوے اس زور سے لات ماری کہ میں ایک خشک نالے میں جا کر گر مخاؤں
 اور چوٹ محسوس ہوئی لیکن وہاں پڑے رہنے کے یہ معنی تھے کہ یا تو تو کسے
 گولہ کا فرد چلکا جاوے یا سواروں اور کون گھوڑوں کی ٹاپوں میں اپنے آپ کو
 روند دیا جائے۔ اس لئے میں بہت یاد کر اٹھا اور چونکہ چوٹ ابھی گرمی
 گھسٹتا ہوا لریا جاہو پڑا۔ وہاں دیکھا تو وہ عالم شہر آشوب تھا کہ دیکھنا نہ سنا
 آدمیوں اور سپاہیوں کی کثرت نے مجھے بے قابو کر دیا اور بلا آخر بہت سے
 فوجی آدمیوں کی مرد میں محض بے اعتیادانہ طور پر ایک شراب فروش کی دوکان
 پر جا پڑا۔ موقع اچھا ملا کہ گھوڑی سی رہنر ٹو شراب خرید سکا۔ بعد اوس

اس دکان کو چھوڑ کر پھر شہر پر ہولیا اور ایک دروازہ کھلا دیکھ کر اندر داخل
 ہوا۔ وہ ایک گلی سی تھی جو ننگہ جوت اور دوڑ دھوپ کی وجہ سے بالکل ہی بچا
 ہو گیا تھا اس لئے وہیں گر کر سو گیا۔ بعد چن بے آنکھ کھلتی تو دیکھا کہ اب
 پڑیکا لہانا نامکن ہے۔ حسن اتفاق سے میں نے دیکھا کہ ایک انگریز نامہ نگار دروازہ
 میں کھڑا ہے وہ میرے حال سے واقف ہو کر فوراً ایک سرجن کو بلانے گیا لیکن
 ذرا ہی میں وہ گھوڑا جگلبے آہونچا اور کہا کہ ترک فریب آچوئے۔ اب زیادہ
 بیان قیام کرنا محال ہے میں آؤنگو گھوڑے کی گردن سے لٹک کر روانہ ہوا اور
 میں ایک اور انگریز نامہ نگار بائیکل پر سوار ملا اس نے فوراً اپنی مشین پر مجھے
 سوار کر دیا اور اس طرح صرف ایک پاؤں سے ہائیکل چلا کر ریپس اسٹیشن تک
 جانا ممکن ہوا۔ اسٹیشن سے میرے ہمراہی انگریزوں نے مجھ کو چھوڑ کر خیر باد کہی۔
 واقعی اونچی و عامیرے حق میں خنید پڑی اس لئے کہ یہ بڑی بھاری خوش بخت
 تھی کہ مجھ کو لاچار اور بے بس شخص بن گیا تھا میں بھیجے کے اس لئے کہ اسٹیشن جی اس
 وقت محنت اور پریشانی کا منظر بن رہا تھا اس کی نظیر ملتی نہیں ہو۔ سپاہی اور
 عہدہ داران فوجی اور ملکی عورتیں اور بچے از حد شور مچا رہے تھے اور میں میں
 بیٹھ مہلنے کی غرض سے اپنا سر دے دیتے تھے۔ مرد نہایت بزدلانہ طریق سے
 برتاؤ کر رہے تھے۔ میں نے ختم خود دیکھا کہ افسرین کے لئے جگہ کرنے کی غرض سے
 عورتوں اور بچوں کو کینچ کینچ کر گاڑیوں سے باہر پھینک دیا گیا۔ بہت سے فوجی
 عہدہ دار جنکو اسٹیشن کی حفاظت کے لئے امور کیا گیا تھا بھلے اس کے کہ وہ بیٹھنا
 پر رہیں اور اس علم خود دشمن کے فہم کرنے میں کچھ مدد کریں گا ڈیوٹی جتنوں پر
 کو دکر جائیے اور غضب یہ ہوا کہ اس کے ہمراہیوں نے جو گاڑی پر نہ چڑھ سکے

اپنے دوستوں اور ہم پیشہ سپاہیوں کو جو اوپر چڑھ گئے تھے گولیوں سے ہلاک یا زخمی کیا۔ اسکے جواب میں اوپر والوں نے نیچے والوں کے گولیاں ماریں اور اسی کشت و خون کی گرم بازاری میں ٹرین و فوج کی جانب روانہ ہو گئی۔ اس وقت اُن لوگوں کی آہ و زاری اور مایوسانہ اضطراب جو اسٹیشن پر رہ گئے تھے دیکھو ہائے دیتا تھا۔ اور خصوصاً ان کے اضطراب کا وہ وقت جبکہ شہر کے ایک سمت گولیوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دین جس سے ثابت ہوا کہ ترک شہر ہٹا ہو چکے۔ گھر معرض بیان میں نہیں آسکتا۔ بہت سے افسر اور سپاہی فادہ سلا جانے کی غرض سے ویسٹمن اوٹر پریس۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑے آدمی جمع ہیں کہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے مرنے یا زخمی ہونے کے حالات دریافت کر سکیں۔ میں ڈیگر اس ہاسٹل کو روانہ کیا گیا اور غصہ بھری نظر ملتے جلتے ذیل سے سین اس مہربانی اور آرام کا شکریہ ادا دین مجھ کو وہاں میسٹر

یونان اور اپنے ہاتوں اپنا نقصان

بموجب حالات مذکورہ بالا اس نقصان کا صحیح اندازہ کرنا جو اس تاریک رات کے خوفناک گھڑیلوں میں واقع ہوا نہایت مشکل ہی تاہم ایک دوسرے پر آپس میں فیر کرنے اور گھوروں اور آدمیوں کے جھوم سے کچلے جانے سے جھدر لاشیں دستياب ہو سکیں ان کی تعداد پانچ سو اور چھ سو کے درمیان تھی۔ رہتہ چونکہ گاریوں کے گرنے اور ایک دوسرے میں پھنس جانے اور اس میں سے اسباب غارتگری سامان۔ خوراک اور ذخیرہ ہائے سہ کے نکل پڑنے سے رک گیا تھا اس لئے تاریکی میں کچھ نہ سوچنا تھا اور جانورین بار برداری اور زمین چن کر اچھتے تھے اور بھڑکے ہوئے گھوڑے یا اس طرف ہٹا گئے تھے۔ اور جو

فیرونی آواز سنکر اور فیر کرنے والوں کو ترک سمجھ کر سپاہی اپنے ہی آدھوں کو گولیاں مارتے تھے اس لئے اس عام ہل میں اور آشوب کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ نامہ نگار خود اس بلا میں مبتلا تھے اس لئے وہ سب حالت نگہ سے اور جو کچھ اٹھونے لکھا وہ قابل تحسین اور انگریزی قوم کی ہمت و جرات کا اچھا ثبوت ہے۔

اس عام گرتز میں اکثر کھارٹاؤ باطل بزدلانہ اور سپاہیوں کی مانند رہا وہ انتظام کرنا چاہو گئے ان کے جھونپیر حشر پڑ گیا۔ ان کے داغ ترکوں کی آمد کی پکار سنکر بالکل اپنی جگہ سے ہل گئے۔ انکو سوائے اپنی جان بچانے کے اور کوئی چارہ نہ بن پڑا۔ اور غالباً باضابطہ بھاگ کر سب سے پہلے لریا میں وہی داخل ہوئے۔ ان میں سب میں ایک کرنل جسکا نام سیرومی کیس *Maromichalis* تھا اس نے ضرور کچھ ہمت کی یعنی وہ تھوڑی دُور تک لوٹ کر آیا اور ان کا قیام کرنے کی غرض سے بہت کچھ چھینا چلایا۔ لیکن نقاشا میں طوطی کی آواز کون سنتا تھا اسکی ایک نہ چلی اور مجبور ہو کر لریا کی طرف آخر کار وہ بیچارہ بھی بھاگتا نظر آیا۔ اس محرکہ میں یہ بات قابل نوٹ کرنے کے ہے کہ غیر ملکوں کے والٹیرین نے غالباً کوئی فیئر نہیں کیا اور نہ وہ اس قدر مضطرب و معنوط تھے اس جو جقد کہ یونانی

خاتمہ محاربہ ٹرناؤ اور ادھم پاشا کا

برتاؤ

تفصیلاً ذکر ہو چکا کہ یونانی فوج اور رعایا ترکوں کے خوف سے ٹرناؤ چھوڑ کر بید پریشانی اور بھگتاہٹ کے عالم میں لریا کو بھاگی۔ وہ ۲۳۔ اپریل ۱۹۱۳ء روز جمعہ وقت شب کا واقعہ ہے اور اس لئے ۲۴۔ اپریل کی صبح کو سینیچر کے روز عاکر عثمانیہ بلا کسی عرصہ امت اور روک ٹوک کے ٹرناؤ میں داخل ہو گئی۔ مارش ادھم پاشا نے فسیہ میں داخل ہوتے ہی

اولیٰ کام کیا وہ ایک اجراء حکم تھا جسکی رود سے ممانعت کی گئی کہ کوئی شہر گزرنہ جلائی جائے اور نہ منزل تک پہنچے۔ اونھوں نے ایک گورنر مقرر کیا اور تمام گرجا گھروں۔ کھلی ہوئی کالونی کشادہ دروازوں کے رو برو جنگو باشندے ویسے ہی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے سنتری مقرر کئے تاکہ ایک جہہ کسی کا نقصان نہ ہوئے پاوے۔ اُسی روز اہم پاشا کو خبر ملی کہ یونانی جنگی جہازوں سے جھونے کٹر نیا پر گولہ باری کی گئی۔ یونانی سپاہی اور ترنا چاہتے تھے لیکن یہ ایسا کرنے سے باز رکھے گئے اور چند چھوٹی کشتیاں اونچی غن کر دی گئیں۔ ۱۴۲۰۔ اپریل کو ایک یونانی جہی ترکی سرحد پر باقی نہیں رہا اور مطلع بالکل صاف ہو گیا۔

سوقیدیونکی گرفتاری اور انکو ساتھ ترکی افسر کو

صبح کے وقت سوقیدی گرفتار ہو کر آئے اونہیں سے ایک شخص ترکی افسر کی صفوں میں لایا گیا وہ اسقدر خوف زدہ ہوا کہ برابر پھر پھر کانپ رہا تھا اور دہشت سے ایک بات بھی اوسکی زبان سے نہ نکل سکتی تھی پہلی بات جو وہ گرد گرد کر کر کا یہ تھی کہ :-
”اوسکی جان امان میں ہے“ اور اُسکو قتل سے محفوظ رکھا جائے۔ ترکی افسر نے جواب دیا کہ اُسے شخص تو کیوں اسطرح ایسی منت والتجا کرتا ہے تو تو جنگی قیدی ہے۔ ہم لوگ جنگی قیدیوں کی جان سے نہیں مارتے ہیں۔“

اسپر قیدی ذرا ہوش میں آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یونانی فوج میں تو یہ بات زبان عام ہو کہ ترک قیدی کو فوراً ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ یہ سنکر افسر صوف نے دوبارہ اسکی سنین کی اور اُس بیچارہ نے نہایت ممنونی اور قابلِ رحم شکر گزاری کے ساتھ اونکی عینا و کرم کا شکریہ ادا کیا۔ سردار محمد نے اُسکو سگریٹ دے اور قہوہ پلایا اور حکم دیا کہ فوراً اُسکو لیجا کر کمانڈا گھلا لایا جاوے۔

ریوٹر کے نامہ نگار کی ادھم پاشا سی ملاقات

نامہ نگار ریوٹر نے ۲۵۔ اپریل ۱۹۷۱ء کو ٹرناو سے ادھم پاشا کی ملاقات کا یوں حال لکھا کہ ”ترکی کمانڈر میجر ادھم پاشا ایک یونانی جنرل کے مجھے مین رجمنٹ یونانی چھوڑ کر بھاگے تھے) فوکس تھے اور یہ خیمہ ایک نہایت پُر فضا مقام پر نصب تھا جس کے قریب ایک نہایت صاف شفاف پانی کا چشمہ جاری تھا۔ وہ میرے ساتھ نہایت اخلاق اور آدمیت کے ساتھ پیش آئے اور انھوں نے گزشتہ فوجی کارروائیوں کا منہرہ حال بیان کرتے ہوئے یوں کہا کہ ”میں یونانی کمانڈر کا بدلہ منحنی مشکور ہوں کہ اس نے ایسا سہرا اور پُر فضا مقام میرے قیام کے لئے چھوڑ دیا“ اس کے بعد یونانی فوج کی باقاعدہ واپسی کی بابت یوں فرمایا کہ وہ کسی نہ جتنی بلکہ عام ہمارے تھے۔ انہوں نے ہر چیز پیچھے چھوڑ دی جس میں تو پناہ کا بہت بڑا سیکرین جو ہماری توپوں کے کام میں بخوبی آ سکتا ہے ہلو ملا۔ علاوہ اسکے بہت بڑا ذخیرہ بسکٹون۔ سارڈین۔ شراب انگوری۔ بلیٹوں اور دیگر مختلف اشیاء خوردنی کا چھوڑا ہے۔“

ادھم پاشا کی خود سچ میں نہیں آیا کہ بلا ایک فیڑے ہوئے اس بے سرو پا بھاگنے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ تاہم انھوں نے یقین کے ساتھ کہا کہ یہ سب کچھ اس فوجی گردامی اور کار سازی کا نتیجہ ہے جو بعد فوج ڈیلیلر (کے عمل میں آیا تھا یعنی اس بات کا فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ دوسرے مڑکر یونانی سپاہ کے قبضہ کو محصور کر لیا جاوے اور اسی بنا پر رات کے وقت کوچ شروع کر دیا گیا لیکن سو موافق سے چند البانی رجمنٹیں ہماری فوج میں شامل یقین جنگی عادت ہو کہ

کوچ لرنے وقت گاتے ہوتے چلتے ہیں اور اسی لئے نامکون تھا کہ اذکو ناموس کیا جا
یونانی اس عادت سے ناواقف تھے ایک گھنٹے کے اندر یونانی صفین اولٹ
دیجاتیں لیکن اونھوں نے اونکے گیتوں کی آواز سن لی اور اس لئے یونانی
کے مرکز تکسین ہل چل پڑ گئی اور عام طور پر کل فوج کو داپھی کا حکم دیا گیا اور یہ
کاروائی اس سرعت سے عمل میں لائی گئی کہ صبح کے وقت جب ہم کپہن داخل ہو
تو ایک یونانی جی ہمدان نظر نہ آیا البتہ کوہ شہانہ کے سنگین مورچہ کو یونانی
دستہ فوج نے ابھی تک قبضہ میں کر رکھا تھا جبکہ اثر درہ ملونا پر پڑا ہے۔

اس طرح پر صبح ہوتے وقت حملہ کیا گیا اور چونکہ ان سپاہیوں کو یونانی فوج کی فرائی
کی خبر بھی ملی اس لئے اونھوں نے بہت کم مقابلہ کیا اور نہایت نصیب کے ساتھ
اُس ملک کو چھوڑ کر اپنے ہمراہیوں سے ملائی ہونے کی غرض سے آریا کی طرف
بھاگ گئے اور اسطرح ٹرناؤ کے لینے میں بھی اب کوئی روک نہیں رہی اور ہم
بلا مروت فوراً قبضہ میں داخل ہو گئے۔ لاریہ ترناؤ سے دو گھنٹے کی فاصلہ پر واقع ہے

یونانی نہریت کی دلچسپت زبانی دوسرے کا سپاہی

(لندن ٹائمز اور ریوٹر کے نامہ نگاروں کا بال بال ملاحظہ)

ٹرناؤ اور کس لاریہ ٹرکوں کے اتھال پر فرائی فوج کے دونوں ڈویژن بشمار صفین میں
منتشر ہو کر کھیتوں اور مسطور پر دو جانب جمع ہو گئے شہر داخل چھنے لگا۔ مایوس
بہت باختر سپاہی اپنے افسروں کے من طعن اور سبب شرمین اپنا اپنا کس راہ بھول گئے اور
نہریت گویا ایک طرح کی ٹسکت ہو گئی۔

"نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہماری گاڑی ان مایوس مردوں اور چھنے والی عورتوں اور

روئے ہوئے بچوں اور گھوڑوں اور خچروں میں جو بھاری بھاری بوجھ سے لڑے ہوئے آہستہ آہستہ چل رہے تھے یا کسی اچانک شور و غل سے کود کود پڑتے تھے راستہ نکال رہی تھی کہ یکایک اس بدحواس ہجوم شکر میں عقب سے ایک بڑا شور مچا کہ ”ترک ہم پر آہو بچے۔“ ”ترک ہم پر آہو بچے“ اور کسی شخص کو اتنا موقع نہ ملا کہ حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کرنا کہ اتنے میں جب سوار بہن طرف نظر آئے جو سر پہ گھوڑے دوڑاے ہوئے بھاگو بھاگو اور ترک آئے کا مجنونا نہ نعرہ مارتے ہوئے بڑی تیزی سے گزر گئے۔

رات کی تاریک اور خاموش فضا میں خوف زدہ دلون پر یہ نعرے ایسے محسوس ہوئے جو ہمیشہ قوت حافظہ میں برقرار رہیں گے۔ اس آواز کے ساتھ ہی بڑی ہل چل مچ گئی۔ جانوروں پر کوڑے پڑنے لگے۔ سپاہی عورتیں اور بچے ہر طرف کو بھٹک گئے۔ یہاں تک کہ بیٹھا آدمی اس بھاگڑ میں کھل کر مر گئے۔ تمام گاڑیاں اولٹ گئیں۔ بعض کا ٹوٹ کر چرہا ہو گیا۔ اور اس عالم انتشار میں خچر۔ بیل۔ بھینسے۔ اور گولے بارود کی گاڑیاں اور ہر قسم کا سامان اس اندھیری رات میں گڈ بڈ ہو گیا۔

وہ لکھتا کہ ہماری گاڑی کے قریب دو پیدل سپاہی نمودار ہوئے جنکے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں تھے وہ مسیحا گاری کے پائیلان پر کودے ہوئے روکنے کی کوشش کی جس پر ایک شخص نے اپنی بندوق چھتائی۔ لیکن یہ شخص بوجھ زیادہ ہو جانے سے گاڑی ٹوٹ گئی اور اس کے پُرزے پُرزے ہو گئے ہر سب بچے آ رہے اور سریٹا ناگ ٹوٹی ہوئی بم میں اونچ لگی جس سے ہنسنے نام میں نے غلامی پائی۔ اتفاقاً نامز کا نام نہ لگا رہا اور ہم سب

کے سمندر میں غرق ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور اسوقت ایک عام
کھلبلی پڑ گئی۔ خوف زدہ سپاہیوں اور مسلح کسانوں نے فیر کرنا شروع کر دیا۔
آگے پیچھے دابھنے پائیں گولیاں چلنے لگیں اور اسقدر شور و شغب اور غلغلہ
ہوا کہ کان پڑی آواز نہ آتی تھی۔ وڑھ شہبک کی لڑائی میں اور میں معرکہ بلوناک
گر اگر جی میں میں موجود نہا لیکن میں نے کبھی ایسی وحشیانہ فنگ اندازی نہیں
دیکھی کہ تمام میدان شعلوں سے بھر گیا۔ بیسویں آدمی ہم کو روندنے ہوئے
گدے اور جیب میں اوٹھا تو دفعۃً ایک اڑی گولہ پہنچے دور کر چھوڑا اپنی بندو
کا نشانہ بنایا اور تین انچ کے فاصلہ سے میرے سر میں گولی ماری مگر میں مٹا
زمین پر لیٹ گیا اور اسطرح اپنی جان بچائی۔ وہاں سے فرووں۔ قریب الہ
جاوڑوں اور عورتوں کی لاشوں کو کھوندتا ہوا شلک پروا میں آیا۔ منظر نہایت
ہولناک تھا۔ راستہ میں گولی بارود کے صندوق منتشر پڑے ہوئے تھے۔
جا بجا ٹوٹی ہوئی گاڑیاں۔ اسباب فریج۔ بھجھونے اور کتلوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا
اور گھوڑوں کی مایوں سے اونچی دھمیان اور مٹی نہیں۔ خالی گھوڑے اس بھاگتی
ہوئی جماعت میں بے تحاشہ دوڑتے تھے اور توپوں اور اسکی میگزین اور گارنٹ
اور چھکڑوں سے رہتہ بند ہو جانے کی وجہ سے جگہ نامک کر اور بھرتے تھے۔
سوار اور پیادے تیز چلنا چاہتے تھے لیکن وہی رکاوٹیں ان کے سد راہ ہو
تھیں۔ جن لوگوں کے گھوڑے گم ہو گئے تھے وہ اونچی گھوڑوں کی فکریں
چنیر دوسرے لوگ سوار تھے اور بعض وقت زبردستی چھین کر غائب ہو جاتے تھے
بعض یونانی فسرٹری سندی سے اس ہنگامہ کے فوکر نے کی کوشش کرتے
تھے۔ اور اکثر خوف زدہ سپاہیوں کی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ افسر ونکی ٹیرو

ٹھیکر کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا تھا۔
 باین جو اس باغی کے باعث ناحق ضائع ہوئے اس کا تخمینہ پانچ اور چھ سو
 کے درمیان ہے۔ اسی ہی جاکر اس وقت طبع ہوئی جب کہ کریبا کو غالی کر دینا
 حکم دیا گیا۔ (اس کا مصلح فکر اوراق سابق میں لکھا گیا۔ سولف)
 بیکوڑوں نے فرسارہ اور وولو جاکر ناپالی۔ ترکوں کو خود ہجرت ہوتی کہ وہ
 بغیر مقابلہ کے کیوں فرار ہو گیا۔ ۴

یونانی کرنل اسمولنسکی

اگر یونانی ان معرکوں میں گھیرا خجائے تو نتیجہ جنگ کیا ہوتا؟
 اس کا جواب گو سہل نہیں و تاہم صورت معلومات پر اور نقشہ مقامات جنگ اور چشمہ مطالعات
 سے جو رائے اہل فن جنگ کے قایم کی ہو وہ یہ ہے کہ اگرچہ ادھم پاشا نے اعلیٰ ترین مشائش
 اصولوں پر نقشہ جنگ جمایا تھا اور وہ بے انتہا خبرداری اور خبرگیری کے ساتھ اپنا ناک
 کام انجام دیتے تھے۔ مگر یونانیوں کے پاس بھی لشکر اور فوجی تھی نہ تھی اگر تھی تو وہ بھی
 اور بہت مدد ملے کو تھی تھی بلکہ وہ نہایت محفوظ کو ہستانی سورجون اور ناقابل گزار
 درون میں سنگی اور آہنی انگڑوں اور پٹنوں کے پیچھے پناہ گزین تھے اور ان کا ایک
 گولہ ترکوں کے پچاس گولوں کا جواب رکھتا تھا۔ مگر محض قدرتی پشتے اور مصنوعی انگڑوں
 غنیمت اور کی پیشقدمی کو نہیں روک سکتے تھے۔

مائی سے ڈبیل تک ترکوں کی ہائیں تو ہیں دو ہزار پاؤے اور تین ہزار سوار تھے اور
 اوس کے مقابل میں یونانیوں کی ۳۶ توپیں ۸ ہزار پاؤے اور پانچ ہزار سوار موجود تھے
 اگر اوپر ترکوں کا اس قدر عب نہ چھا گیا ہوتا تو شکست کھاتے لیکن نہ اس قدر جلد کہ چاروں

میں درہ لوناسے نکال باہر کر دے گئے۔ مڑتاؤ میں اگر دم نہ لینے پائے تھے کہ مایوسی نے وہاں بھی نہ ٹھہرنے دیا اور لو کہ ماریا کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر راب ایک ایسا زبردست اور مضبوط قلعہ بند مقام تھا کہ ایک مدت کے سخت محاصرے کے بعد ادھم پاشنہ کے قابو میں آسکتا لیکن بغیر اس کے کہ مافست اور مقاومت کی غرض سے ایک گولی بھی چلائی جاتی کُل یونانی فوج منتشر اور پریشان ہو کر عالم دیوانگی میں آریا اسے محفوظ مقام بھی چھوڑ کر بھاگ لکڑی ہوئی اور ترک آباسانی آدمی تھلی کے مانگ ہو گئے۔ یہ بھاگ کر کُل فوج کے حق میں مہلک ثابت ہوئی اس لئے کہ اوسکا ڈوینز کرنیل اسمولنسکی کے تحت جو جانب چپ معین تھا اب تک درہ ریونیسی میں نمایاں کارروائیاں کر رہا تھا اگر قلب شکر جو رابا کو بھاگ گیا ڈرا بھی ترکوں کے مقابل میں استقامت کرتا تو وہ ڈوینز درہ لوناس کی طرف بن کھاتا ہوا جاہو نہ جتا۔ اور ترکوں کی پیش قدمی کو نہ صرف عارضی طور پر روک ہی دیتا بلکہ انکو خطرہ میں ڈال سکتا۔ اور کم سے کم اگر اس ڈوینز کو اپنی جگہ ٹھہرنے کی مہلت ملتی تھی تو فوج کے لئے کچھ کم دقت نہ تھی لیکن جب ہی کہ گولوں اور گولیوں کی بارش سے یونانی قلب شکر پیچھے ہٹنے لگا تو اونسے نقشہ جنگ کی صورت ہی بد لگئی اور اس اسمولنسکی والے ڈوینز کو لامحالہ اُن بھگورون سے بھگرا اپنے بچاؤ کی فکر پڑ گئی۔

کرنیل اسمولنسکی بظاہر ایک بہادر اور لائق جنرل معلوم ہوا تھا۔ اول مرتبہ جب اونکو حکم باگشت دیا گیا اونھوں نے اوسکی کچھ پروا نہ کی لیکن دوسری مرتبہ کے ناکیدی محاصرے روگردانی نہ کر سکے اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک عمدہ موقع تک اپنا سر پہلا چوں کہ بھاگنے والا قلب شکر خود شاہزادہ ولیم کے زیرِ کمان تھا اس لئے ظاہر ہے کہ اوسکی دیکھا دیکھی اونکے ڈوینز کے معی باؤں اوکھڑا کوئی تعجب نہ تھا لیکن کرنیل مذکور نے بڑی دانائی سے اُسکو بھاگنے سے روک لیا۔

فتح ٹرناؤ۔ کیتان عثمان بے کا تار اور مال غنیمت

۲۴۔ اپریل ۱۷۷۵ء کو سرکاری طور پر کیتان عثمان بے ایڈیگاہگ مارشل ایچ پاشا نے اس مضمون کا تار دیا۔

” دشمن کو نشاط پاشا کے ڈویرن نے سخت تھکامین ڈال دی جو بسوا پہاڑی سے تھوڑا مقابلہ کر کے بھاگے۔ اور جو بوقت یہاں ٹھی مذکور پر نرکی جھنڈا لہرائے لگا تو ان کے پافن ٹرناؤ سے بھی اوکھڑ گئے۔ کچھ نے جھبی جھار اور کچھ نے لاریہ جاکر دم لیا۔“

پانچ بجے نشاط پاشا نے ایڈوانس مارچ (آگے کی طرف کوچ) شروع کیا اور حمیدی پاشا کا ڈویرن اور فتح کا مہینہ بلا کسی مزاحمت کے شہر میں داخل ہوا۔ قصبہ کو باطل ویران پایا۔ بہتر چنبد بوڑھے انڈس کے اور کوئی باقی نہ تھا۔ اشیائے تجارتی۔ سامان فرنیچر (لبناک)۔ میز۔ کرسی۔ وغیرہ کے علاوہ کچھ توپیں۔ رائفل۔ بندوقین اور بیت سامان جنگ خالی اشیاء۔ اور کچھ شہر سلطانی کے ہاتھ آتے تھے۔ یونانی بھی گرفتار ہوئے جنکو لاسونا بھیج دیا گیا۔ ایک ایک سپاہی جن کچھ آ رہا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی جان کو فرق سلطان پر سے تصدیق کرنے کو تیار ہوا ہے۔

سوار و سکا دستہ لاریہ کے گرد و فواح میں پہنچ گیا ہے۔ ممالک اجنبیہ کے لوگ (نامہ نگار) جو ترکی عساکر کے ہمراہ ہیں وہ ترکوں کی فوجی قابلیت اور تعلیم تربیت کے بلی تھاج میں بغرض حفظ ان ٹرناؤ کے اطراف میں

کچھ فوج پسپا دی گئی تھی۔ اور بازاروں میں فوجی سواروں کی گشت پٹی تھی
تا سید الہی سے کامل مہدی کہ کل صبح ہم کو اس سے بھی زیادہ
کامیابی نصیب ہوگی۔“

فتح ٹرناؤ۔ جنرل احمد حفظی پاشا کا تار

۲۵۔ اپریل کو جنرل موصوف نے اسطرح تار دیا کہ :-

”جنگ دیروزہ (۲۴۔ اپریل) کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوبارہ قلعہ بشپونز پر قبضہ
ہو گیا۔ یونانی فوج نے راہ گوزرا اختیار کی اور اُس کے مین سو مقتول اور
موجود ہوئے۔ ۱۲۔ یونانی گرفتار کئے گئے۔ ہمارے لشکر کے اہل
مارے گئے اور ۷۳ زخمی ہوئے۔ دو کھوٹے مجروح اور دو کامائے
یونانی سپہ سالار کا گھوڑا۔ کثیر تعداد گراس رائفل۔ بہت کچھ سامان جنگ
اور دیگر اشیاء ہمارے ہاتھ آئیں۔“

ذمہ دار افسران یونانی متعینہ سرحد

کمانڈر اعلیٰ ڈیوک آف ایسٹریا ولیم تخت یونان دیکھا نڈر خاص فلسفہ کر متعینہ
درہ لوننا۔ کرنیل اسموئسکی کمانڈر ڈوینز متعینہ ڈاسی۔
کرنیل ڈومولویو متعینہ بوغازی اور ٹرناؤ۔ کرنیل ماسٹرف متعینہ مانی۔
کرنیل میناس کمانڈر افواج یونان متعینہ آرمیا و سرحد آہپارس۔
کرنیل و ساس کمانڈر افواج متعینہ کرپٹ۔

دومہ دار افسران ترکی متعینہ سرحد جنگ یونان کے لئے ترکی فوج کی تقسیم

حاکم عثمانیہ کی تقسیم قبل از جنگ نہایت دوراندیشی سے اسطرح کی گئی تھی۔

(۱) افواج متعینہ صوبہ ایپائرس کی قوت چالیس رجمنٹ۔ پیادہ و سوار و توپخانہ۔
فرض منصبی صرف مدافعت دشمن رکھا گیا۔ اور یونان میں مداخلت کا اختیار
نہیں دیا گیا تھا۔

(۲) دوسرے حصہ صوبہ قسطنطنیہ میں سرگرم بیکار ہوئے۔ ان کے لئے متعین ہوا۔ زیرکمان
سہ سالہ رائل اوہم پاشا میر سرگرم۔ اس حصہ کی تقسیم چھ ڈویژنوں میں کی گئی۔

(۱) اول ڈویژن۔ ہیڈ کوارٹر دومک جو الاسونہ سے، امیل کے فاصلہ پر پنجاب
جنوب مغرب واقع ہے۔ کمانڈر جنرل حاجی خیری پاشا۔ اس ڈویژن کے دو بٹلی
کے گئے۔ بین بمانچی طاہر پاشا۔ اور یسار زیرکمان جلالی پاشا تعداد لشکر
پیادہ ۱۳ ہزار۔ سوار ۵۰۰۔ توپ ۱۰۔ توپ میڈلن ۱۰۔ توپ کوئی ضرب۔

جاغوزان باربردارسی۔ ۲۶۲۸۔

(۲) دوسرے ڈویژن ہیڈ کوارٹر ایکبا۔ کمانڈر جنرل نشاٹ پاشا مات کمانیر۔

۱۔ محمد پاشا ۲۔ عبد العزیز پاشا۔ بھرجنل جلال پاشا۔ ایجنٹ جنرل
علی فونی پاشا۔ ایک دستہ فوج کے کمانیر بریگیڈیر حفیظ پاشا (جو جنگ کریمیا
میں شہید ہوئے) شمار لشکر میں بریگیڈیر نمبر ۱۔

(۳) تیسرے ڈویژن ہیڈ کوارٹر۔ الاسونہ کمانڈر جنرل مسعود پاشا مات کمانیر

برگیڈ نمبر ۱۔ طاہر پاشا ممبر۔ میرعلائی اسحاق بے قوت برابر برگیڈ نمبر ۲۔
 (۴) یوٹھا ڈوینرن۔ ہیڈ کوارٹر الاسونا۔ کمانڈر۔ جنرل حمید پاشا ماتحت کمانیر
 برگیڈ نمبر ۳۔ نعیم پاشا۔ سار۔ میرعلائی رستم بیگ۔ شمار شکرش برگیڈ نمبر ۴۔
 (۵) پانچوان ڈوینرن۔ ہیڈ کوارٹر۔ ویش خاٹہ کمانڈر جنرل حتمی پاشا۔ ماتحت کمانیر
 کمانیر حصہ نمبر ۱۔ جنرل شکر پاشا حصہ سار۔ اسلام بیگ۔ طاقت۔ پیدل باز
 ہزار نو سو۔ سوار ۶ سو۔ میدانی اتواب ۴۴ ضرب۔ کوہی اتواب ضرب۔ اس برگیڈ
 میں پوری تعداد نفث نویسون اور انجینئری شامل ہے۔
 (۶) چھٹا برگیڈ۔ ہیڈ کوارٹر۔ لافقاریہ۔ کمانڈر جنرل حموی پاشا ماتحت کمانیر ان
 اول۔ حسن تحمین پاشا برگیڈ دوم۔ حنی پاشا۔ شمار سکر برابر برگیڈ نمبر ۱۔
 علاوہ برین چار رسالے سوار دیکو فی رسالہ ۱۲ سو سوار۔ آٹھ باٹری نوچنانہ۔ فی باٹری ۴ توپ
 امداد کے لئے ہمراہ تھیں۔ اسکے کمانڈر میرعلائی شوکت بے مقرر کئے گئے۔
 توپخانہ جنگی کے سپہ سالار ایک مرد نکیل قوی بیکل رضا پاشا ہے جو نہایت پختہ کار شخص
 مشہور ہیں۔ امیر البحر حسن پاشا وزیر حربہ۔

اسٹاف مارشل جنرل ادھم پاشا

مارشل مدوح کے اسٹاف میں عمر شیدی پاشا۔ میرعلائی سیف اللہ بے۔ ناو بے۔
 نائب بے۔ اور بے۔ کاظم بے۔ حسن حمیدی بے۔ شوکت بے تھے اور علاوہ انکے چند
 نامہ نگاران اخبار افسران تار برقی و کسٹرب و ناظران ڈکھانہ وغیرہ شامل تھے۔

افسران افواج

جہاں افسر باوقظ مظنیہ کے کالج حربیہ کی تعلیم پاتے ہوئے ہیں یا برلن کے کالجوں میں پڑھا

انتہا تک پہنچا کر پاس کیا۔ انہیں سے اکثر وہ ہیں جنہوں نے جرمنی فوج پر افسری کی ہے اور ہر
کلمہ ان کے پنج زبانیں جانتا ہے۔ یوگوسلاویہ - فارسی - ترکی - جرمنی اور فرانسیسی - یاعربی -
فارسی - ترکی - جرمنی اور روسی - یاعربی - ترکی - فرانسیسی - اور روسی اور فارسی -

فتح لریا اور ولیعہد بہادر کی فراری

۲۵ - اپریل ۱۹۱۵ء شیعہ رو ریکشن

پہلی جنگ کے بعد یونانیوں نے ترکوں کے اقبال سے لریا شہر کو بھی جو نہایت محفوظ اور
قلعہ بند موجد تھا چھوڑ دیا۔ میدان میں برابر انکی سنگین اور آہنی پناہیں اور آرگٹے بنے
تھے اونکو بھی چھوڑ گئے۔ درحقیقت ترکوں کے ہر سے ہی انکی تمام لاشیں و آہن ہاتھ
سپاہ ہو کر جھاگ کھڑی ہوئیں اور انین تاب مقاومت باہل نہ رہی۔ ترک ہمارا صحت پر
ملے گئے۔ بندوقین - تلوارین - سنگین - پیٹیاں - گولے - کارتوس اور قہریم کا سا
جنگ لریا کی شہر پر جا بجا پھیلا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ بعض سپاہیوں نے اپنے ہاتھ تک
پہنکے سے اس لئے کہ اونچی وجہ سے ہلکے ہیں دفن ہوتی تھی۔ علاوہ برن بعض
لاشیں نہایت ذیل اور زبون حالت میں پڑی تھیں جنکے دیکھنے سے عبرت ہوتی تھی۔

غرض تین روز تک ان لڑائی کے بعد ترکی فوج لریا کی طرف بڑھی اور داخلہ سے پیشتر
شہر کے قلعوں پر گولہ باری کی گئی تاکہ دشمن کی موجودگی اور غیر موجودگی کا علم ہو سکے۔ لیکن
اوسکا کچھ جواب نہ ملا۔ تو مظفر اور منصور شہر میں داخل ہوئے۔ دوا سکواؤرن آگے بڑھے
اور ایک برابر گولے چلاتا رہا تاکہ داخلہ نکلیں کو پھونچ گیا اور ادا ہم اپنا لئے اپنی اور اپنی
اوالعزم فوج کی قابلیت اور ثابت قدمی کی دہل یورپ میں بٹھادی۔ شہر لریا پر انگریزی
فرمانت کے قبضہ ہونا ترکی جنرل کے خرم اور احتیاط اور تعجب انگیز خاموش انتظام کامل ہے

دلالت کرتا ہے۔ کل کارروائی میں اولہ تا آخرہ اس قدر عجبت صفائی۔ اور خوبصورتی سے کی گئی کہ یونان کو سخت نہرت ہوئی اور بمقابلہ فائدہ کے اپنا نہایت خفیف نقصان ہوا اور جو نقشے مقامات جنگ کے تیار کئے گئے اور جن ہولوں اور جنگی قاعدوں اور مٹری مضبوطی کا برتاؤ کیا گیا وہ تمام یورپی ماہرین فن جنگ کے پسند آیا اور ایک بھی اور نہیں کا ادنیٰ سے ادنیٰ نقص اور ہم پاشا کی عاقلانہ تدابیر میں نہ نکال سکا۔

جب ایک ساتھ یہ خیال کیا جاوے کہ حملہ آور فوج کے بڑے ڈویژنوں کے حلون اور سکا انتظام۔ سامان جنگ کی فراہمی کا انصرام۔ مدافعت اور فرامحت کا بندوبست۔ سب کچھ ایک ہی شخص کے ہاتھ میں تھا اور وہ کسی دورانیہ اور نوش لیاقتی سے ایسی بڑی ذرازی کے بارگراں کو کامیابی سے حل میں لایا تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہیر عہد میں ادھم پاشا کس بڑے عزم کا آدمی ہے اور اس کے ہمعصر کمانڈران افواج یورپ کس عسارت کی نگاہ سے ادنیٰ دیکھتے ہوئے۔

بھاگڑ کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے کہ یونانیوں نے فوج کے داخلہ سے پیشتر ہی شہر کو چھوڑ دیا اور وحشت زدہ ہو کر نہایت اتری اور بے ترتیبی کے ساتھ پہلے ہی بھاگ چکے تھے اور اب اونکا گمیر لینا اور باغائب کرنا ترکی اور العزمی سے بالکل عیب نہ تھا اس لئے کہ انکی حدود رجم کی بزدلی نے ترکوں کو اپنا رحم کرنے پر مجبور کیا۔ توہین۔ بندوقین گو لیاؤ چھوڑے۔ میگرمین۔ اسکت۔ بسکت۔ سازدین اور برانڈی کے بڑے بڑے ذخائر ہتھیار آئے۔ اور برانڈی تو اس کثرت سے پائی گئی کہ ایک ترکی افسر نے ازراہ مشعر لکھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں کی زندگی کے لئے برانڈی کا استعمال پانی سے بھی زیادہ لاپرواہی، ہزاراں مائیس ولیمہد بہادر دیوک آف اسپانیا کی دوپہر کو (دونہے دنے) فوج کے داخلہ سے ایک روز پہلے ہی سخت خوف زدہ ہو کر ایسے بھاگے کہ نہ دیر کا حتیٰ کہ

پارچہ ہے پوشیدہ اور شاید بوٹ کے جوڑے بھی چھوڑ گئے۔ لیکن سامانِ عشرت سب ہمراہ لیا۔ ریل گاڑیوں میں سے عورتیں اور بچے نکالے گئے اور زندہ لپٹ اور مرغابیان کباب بنانے کے لئے بھری گئیں (جنکے بغیر شراب کا کچھ ٹٹف نہیں) خوف یہ تھا کہ ترکی رسالہ انکو نہ گرفتار کر لے اور واقعی اگر وہ آدھ گھنٹہ کی بھی دیر کرتے تو رسالہ اون کے سر پر پہنچ ہی چکا ہوتا۔ اور یہی بڑا مدعا تھا جسکے نہ حاصل ہونیکا ادھم پاشا کو ہنس رہا۔

ریل کی تمام متحرک سامان یعنی انجن اور گاڑیاں اور ٹیلے سب وولو کو سمیت تمام ریلوں کو دے گئے اور ترکی رسالہ اونکو نہ روک سکا۔

یونانیوں نے آرمینیا کے مسلمان یعنی ترک باشندوں سے ایسا سخت برتاؤ کرنا شروع کیا کہ وہ بچا بچا ہفتوں پہلے سے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ اور اکثر ان کو جان تک کا خطرہ ہو گیا تھا۔ افسوس کہ ترکوں کا اپنے مغلوبِ تبسم سے یہ سلوک اور یونانیوں کا اپنی مسلمان رعایا سے یہ برتاؤ ہو۔ بھاگنے سے پہلے انھوں نے دوکانوں کو لوٹ لیا اور دوسو مجرم جو قید خانہ میں مقید تھے آزاد کر دے گئے اور دو ہزار بد معاشوں کو ہتھیار دے جتھوں کے شہر کو آگ لگا دینا چاہا اور بے ترتیبی سے گولیاں چلائیں اور طرح طرح کے فتنہ و فساد برپا کرنے کی دھمکی دی۔

یونانی سپاہیوں نے شہر کی مسلمان رعایا پر گولی چلائی جو اونکو بھاگتا ہوا دیکھنے کی غرض سے ایک جگہ جمع ہو گئی تھی لیکن ترکوں کے پہنچنے ہی یہ تمام بد نظمی کا فوراً مو گئی اور ان بھادر سپاہیوں نے شہر کے بقیہ باشندوں سے وہ انسانیت کا برتاؤ کیا جس سے ثابت کر دیا کہ تنگ فوج لیریا میں دوستوں کے بہانے میں داخل ہوئی نہ کہ فتنہ کی نشانی جیسا کہ عام قاعدہ کے مخالف سے ہونا چاہئے تھا۔

ترکی سپاہی ہر ایک بازار کی موڈ پر ہر بڑی دوکان اور مکان کے سامنے ہر گرجا گھر

اور دیگر معاہدے کے رو برو معین کر دے گئے تاکہ بھاگنے والے جیسے اپنی چیزیں جہان چھوڑ گئے ہیں اسی طرح محفوظ رہیں۔ عام یونانیوں سے جو جنگ میں شریک نہ تھے انہیں قسم کا تعارض نہیں کیا گیا اور جب گھر گھر یہ خبر پھیل گئی تو اسی روز بازاروں میں چلت پھرت شروع ہو گئی۔

ترکی فوج کا داخلہ شہر میں اور اس کا خیر مقدم

دو پہر تک صرف ترکی ہراول۔ رسالہ شہر میں داخل ہوا تھا لیکن اسی کی ۲۵ کی شام کو پیدل فوج بھی شہر کے دروازوں پر آپہنچی اسوقت کا نظارہ قابلِ یاد تھا۔

مسلمان باشندے سلطانی فوج اور سلطان کو دعائیں دیتے ہوئے سپاہ سے ملنے کو باہر نکل آئے اور اس قدر انہماک سے کیا کہ اس جوش کی نظیر شاید دونا درجہ مل سکیگی۔

ایک دوسرے کا بڑھ بڑھ کر سلام کرنا اور بڑے تپاک سے ہاتھ ملانا۔ محبت سے گلے لگانا۔ گریہ شادی برپا ہونا۔ ایک دوسرے کے چہرہ پر ہنس دینا اس شد و جہ سے جاری تھا کہ دیکھنے والوں کے دواں دواں ہونا اور ہنسنا لگا لگا رہتا تھا۔ باشندوں نے کسی کی تعویذ والے کو بلا پیار کئے نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ ایک لائق نامہ نگار انگریزی کے بھی دونوں رخسار چوم لئے گئے کیونکہ اس کے سر پر ترکی ٹوپی تھی اور ابتدا سے حالات جنگ طلبند کرنے کے لئے اس نے ترکی ہی فوج میں رہنا پسند کیا تھا۔ اسکے بعد قہوہ خانوں میں بلا قیمت کافی پائی گئی۔

اس خوشی کے ساتھ ہی ان جنگجو بہادروں میں حیرت آمیز خصلت اور کسی قدر ایسی بھی نظر آتی تھی اس لئے کہ یونانیوں کے بھاگ جانے سے ان کو ایک بڑی لڑائی کا موقع نہ ملا جس کے لئے وہ مستعد اور طیار ہو کر آئے تھے پس لڑائی نہ ہونے پر ایسی چھاپا جانے سے فوج میں اعلیٰ درجہ کا حوصلہ اور بہت موجود ہونے کا ثبوت ملتا تھا۔ اور ہم اپنا

لے کر ایک ادنیٰ سپاہی تک یہی کہتا تھا کہ یونانیوں نے لڑائی کچھ جھگ جلتے ہی کے واسطے چھڑی تھی۔

شہرین داخل ہونیکے بعد ترکوں کا حسن نظام

کوئی امر اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں ہو سکتا کہ ایک فوج فوج کے درمیان باوجود ہل خنبت کے جابجا نظر آنے کے تمام دوران جنگ میں کیونکر کامل طور پر انتظام رہا اور کیونکر مغتوم ملک اور مغلوب دشمن کے ساتھ اس قدر ضبط اور تحمل کا برتاؤ ہو سکا اور کتنے بڑے دل ان لوگوں کے بین جنہیں فتح و ظفر کا کوئی شہ نہ پیدا ہو سکا۔ مخالف اور موافق طرح سے یہ امر مسلم الثبوت ہو چکا ہے کہ ترکوں کی طرف اہل سے آخر تک کسی تنفس پر ہرگز ہرگز کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوئی۔ ولایت کے نامہ نگار جابجا شہرین گشت لگاتے پھرتے اونکو ایک نظیر می جبر و تعدی کی نہ ملے۔

مغز نامہ نگار ڈی ملی میل مقرر ہے کہ دنیا کی کوئی فوج انتظام و اعتدال میں ترکوں جی برتری نہیں حاصل کر سکتی تھی کہ ڈربی میں ایک انگریزی جمع کیں زیادہ تیز اور ناقابل انتظام ہوتا ہے۔

اگر کمین کسی ترکی سپاہی سے کوئی نامناسب حرکت ظہور میں آتی تھی تو افسر نہایت سختی سے اسکو روکتے۔ چنانچہ دو سپاہی جو ایک مکان میں آگ لگاتے ہوئے پکے گئے تھے کورٹ مارشل نے اونکو گولی سے اڑا دیئے کا حکم دیا۔ مگر بعد کو فتویٰ موت دوسری منزل سے تبدیل ہوا۔ بیس سپاہی چھوٹے چھوٹے جرموں کی وجہ سے کورٹوں سے پٹوائے گئے۔ شہر بھر میں طرح سے امن رہی۔ ذخائر رسد بھر پور تھے اور کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ لوگ جلد اپنی دکانیں کھولنے لگے۔ یونانیوں میں ترک ٹوپی

کی بڑی مانگ ہو گئی اور کسی سپاہی کی طرف سے کسی قسم کی چھڑ چھاڑ کبھی نہ سنی گئی۔
جس قدر روپہ سرکاری بنک غیہ کا ترکون کے ہاتھ لگا وہ مقض مسند و قون میں سترہ
کر کے پہوین دیدیگیا۔

ترکون کے داخلہ لریسا سے پہلے یونانیوں کی نالایق حرکات اپنی رعایا سے

خدا نے اپنی مخلوق کو کس قدر جہاد اہل باطن عطا فرمائی ہیں کتنی وہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ بد
سے عوض نیکی اور ظلم کے بدلے رحم کرنا ہی اور کسی بن کبدہ بن موجود ہی۔ کہ وہ نیکی کا حق
بدی کر کے نکال دے اور خود اپنے ہی دوستوں پر ظلم و زیادتی کو کبھی سمجھتا اگرنا ہے۔ جو کام کہ
ترک (اگر وہ اسے علی ظرف اور حوصلہ دے نہوئے) کرتے وہ خود یونانیوں نے اپنی رعایا
اپنی خیر خواہ قوم کے ساتھ کر دکھایا۔ فتح لریسا سے تین روز پہلے سے بازار دین اور
مکانات کی ٹوٹ مار شروع کر دی۔ اور بعض نے یہاں تک پامانی کیا کہ عورت کی عصمت
و عصمت تک خیرہ میں پڑ گئی۔ بلا خیال ہم نہ ہی وہم مشربی وہ آپس میں کٹے مڑتے تھے
جب اپنے عیسائی بہائیوں سے یہ برتاؤ تھا تو ہر شخص خود کر سکتا ہے کہ مسلمان رعایا سے
جو اکثر ترک تھے کیا سلوک کرتے ہو گئے جنہوں نے سلطان کے قبضہ سے فصلی نکل جانے
کے بعد وہیں سکونت اختیار کر لی تھی اسکی کیفیت خود عیسائی اخباروں کے بعض متعصب ائمہ نکالنا
نے لگی کہ ان بیچاروں کا بازار دین اور شہر کے راستہ پر چلنا پھرنا بند کر دیا گیا جسکے
سر پر ترکی ٹوپی دیکھتے فوراً مار لیتے اور تشدد و کڑا شروع کر دیتے اور توہین و جوہن
میں ملے ادا نکالنا اپنا باہمی برتاؤ و مشرہ طر پر حالات باہن میں اس جگہ لکھا جا چکا
جہاں یونانی لریسا کے ٹیشن سے دور کو کہہ سکتے ہیں اور اپنی اپنی خاطر مردوں سے

چیختی ہوئی عورتوں اور بچوں کو ٹالگین کینچ کینچ کر گاڑیوں میں بند کر دیا گیا ہے۔
سنٹرل بینک روٹینز گولی ملی ہو۔ اور اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ترک سپاہی

ولایت کے اہلکار پوسٹ کے نامہ نگار نے خاص ایک تار ترک سپاہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
مین روانہ کیا اُس نے لکھا کہ :-

”وہ ایک شخص عالی ظرف اور عالیشان ہے۔ حکم بجا کرنے پر بغیر چون چلا
کئے اور بغیر ایک ذرہ بھرنوف دہرا کے وہ آگے بڑھتا ہے۔ رفتار میں
تیزی نہیں ہوتی لیکن عزم باجمہر ہر قدم سے پکٹتا ہے وہ لکھتا ہے کہ میں
میدان میں زخمی اور قریب المرگ سپاہی دیکھے گا کسی کے مونہ سے آف تک
کی آواز نہ سنی۔ تربیت کا سوال کرنا حماقت ہے۔ کوئی قوم بے تربیتی کے
ساتھ فحش نہیں ہو سکتی انہوں نے اپنے قیدیوں کو (جو باغ سوزا دئے تھے)
چھوٹا کر انہیں۔ بلکہ نہایت حفاظت سے ہیڈ کوارٹر کو بھیج دئے گئے اور جن
ہے کہ بعد مصاحت صحیح و سلامت چھوڑ دئے جائینگے۔

”دہلی میں کے لایق نامہ نگار مسٹر جی۔ ڈبلیو سٹیونس کا اوجھڑا

کو مبارکباد دینا

۲۵۔ اپریل دفعہ خشیہ کی صبح کو مسٹر موصوف اوجھڑا پاشا سے ملاقات کرنے گئے اور انہوں
پاشا کو ایک یونانی خیمہ میں مقیم پایا۔ قریب پہونچ کر انہوں نے مخاطب ہو کر کہا کہ :-
”کارروائی تمام شد“ اور کسی طرح سے اس لائٹنی کامیابی پر انہوں نے فخر و مباہات

اففاظ استعمال نہیں لے۔ اور فرانسیسی زبان میں کہا کہ میری سمجھ میں یونانی کا اسطرح بگنا کسی طرح آتا نہیں۔ خصوصاً اس پرچہ سے جو قدرتی طور پر محفوظ اور مامون تھا اور جس کے مضبوط کرنے میں اوخون نے بہت سادقت اور لافعاور وہ صرف کیا تھا۔

ادھم پائشے کہا کہ ہم لڑنا چاہتے ہیں اور اسی کے لئے تیار ہوئے تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اوخون نے راہ گزیر کیوں اختیار کی۔ مجھے اس بات سے بیخ ہوتا ہی کاش وہ چھ گھنٹے اور رکے تاکہ سین او کو کامل طور پر تباہ اور برباد کر دیتا۔

نامہ نگار موصوف لکھتے ہیں کہ ادھم پائش کے لحاظ سے یہ ایک بڑی لمبی چوڑی تقریر تھی کیونکہ وہ کام کر بوالا شخص ہے نہ کہ باتیں بنانے والا۔ آسمانوں نے یونانیوں کے چھلنے کے لئے جو جان بچایا تھا اس سے اونکا بکھر نکلیا اور اسکے دل پر نشان گذرا اور اوخون نے نہایت مشانت اور سہولت سے اپنی البانیاد اونکی جھبٹوں کی شکایت کی کہ وہ کو ج کرنے وقت گلنے کی بدعات کے مشناق ہوتے ہیں۔ پس جب حسب الحکم اونکے چھ پٹنہن نے ایک گانوں کی طرف کوچ کیا جس سے یہ منظور تھا کہ وہ یونانی فوج کے عقب میں پہونچکر اور پیچھے سے اونکو گیر کر راہ فرار مند و دروین تو وہ حسب العادت زور سے گاتے ہوئے گذرے۔ اور ایک یونانی پادری نے اونکی آواز سن لی اور افسرن کو عین وقت پر خبر دی ورنہ ولعید صاحب (ڈیوگ آف اسپارٹا) اسوقت ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے ہوتے (یعنی ہمارے قیدی ہوتے) یہ لکھ پائشے ممدوح نے تاسف سے سر لایا اور ہم ملے آئے ۴

۲۶۔ اپریل کی کارروائی اور خرید سلطانی فوج

اور توخچانہ کا داخلہ ریتین

کرنیل سیف اللہ بے کے تار سے معلوم ہوا کہ چپکے روز صبح کو دو بائری توپخانہ کی
 ٹرناؤ سے لڑیا کو روانہ ہوئیں۔ جسوقت یہ فوج لاریہ پہنچی اور پھر برابر ۵۴ ہنسٹنک
 کچھ فاصلہ سے اُن قیدیوں نے جنگ یونانی فرار ہونے سے پہلے راکر گئے تھے فیکے۔
 باوجود اسکے سپاہ شہرین داخل ہو گئی۔ قصبہ کے مسلمان اور تھوڑے باشندوں نے
 خیر مقدم کیا اور مبارکباد دینے ہوئے مارے خوشی کے انکی آنکھوں میں سے آنسو جاری
 ہو گئے۔ اسکے بعد مسلمان۔ نصاریٰ۔ اور یہودیوں نے مکر محل کناک کے چل میں سلطان
 کی درازی عداقت بال کی دعا مانگی اور مجمع نے تین مرتبہ زور سے لغو لگا کر کہا کہ
 ”خدا ہر امپریل مجبئی سلطان کو ویر تک زندہ و سلامت رکھو“

حق پاشا کا ڈویژن فوج ہراول میں شامل ہو گیا اور نشاط پاشا کا ڈویژن گرد و خارج نرناؤ
 پر قبضہ کرنے میں مصروف ہے۔

مارشل ادھم پاشا کا تار

روز یکشنبہ ۲۵۔ اپریل کو مارشل موصوف نے آباب عالی کو تار دیا کہ فوج ہراول نے باھنا
 الہی باقتال سلطانی آرسا میں قبضہ کر لیا۔

مارشل ادھم پاشا اور ان کے مصاحبین پر آسلاطانی

۲۵۔ اپریل کی نشانات ذیل سپہ سالار اور ان کے اساف کو انکی سرکار عالی تبار سے بایں
 الفاظ عطا فرمائے گئے۔ آلاسویہ لشکر ہایوں کے کمانڈر انچیف۔ مارشل ادھم
 پاشا کو بوجہ ادنیٰ بہادری۔ غیرت مندی۔ عاقلانہ خدمات اور صداقت شعاری کے
 نشان ہمتار۔ اور بوجہ غیرت و شجاعت اور عاقلانہ خدمات کے آلاسویہ لشکر ہایوں کے
 پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسرے ڈویژن کے جنرل

نشاط پاشا اور تیسرے ڈوین کے کمانڈر جنرل محمود پاشا اور چوتھے
ڈوین کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈوین کے کمانڈر جنرل تھامس پاشا
اور چھٹے ڈوین کے کمانڈر جنرل حمیدی پاشا کو موضع نشان عثمانی عطا فرمائے گئے۔

سیالکوٹ اور احمد پاشا کا داخلہ لریا میں

۲۷۔ اپریل ۱۸۵۷ء بروز منگل کو فرید ترکی فوج سے اپنے ہر دلعزیز سپہ سالار کے ہمراہ
لریا میں داخل ہوئی۔ خاموشی اور غل غل سے بھر جانے کی استعداد تاکیدی تھی کہ ایسے پرست
داخلہ کے وقت بھی کسی قسم کا اظہار جوش و خروش نہیں کیا گیا۔ نہ ہرے کے نعرے بلند
ہوئے اور نہ چیر زده سے گئے۔ سیف السدے اور گڑمپ کاٹ پاشا جو اسکو ڈون
در سالہا کے آگے آگے تھے جو وقت شہر کے نزدیک پہلے پرے گزرنے لگے تو مسلمان
باشندوں نے غل مچایا کہ خبر دار پہلے کے نیچے سرنگ ہو۔ لیکن ان پر جوش بہا و دھن کی وجہ
ایسے کمزور اندیشہ بخی ظف کب مبذول ہو سکتی تھی۔ گھوڑے بڑا کر خطرناک تیزی سے
آن کی آن میں شہر میں داخل ہو گئے۔

گڑمپ کاٹ پاشا نے پہلے پر عثمانی سپہ سالار کو مبارکباد دی۔ مسلمان رعایا نے بڑے
تپاک سے شہر کے باہر خیر مقدم کیا اور جو وقت ترک سپاہ شہر کے بازار و دھن میں سے
گزری تو سب نے نہایت ادب و آداب سے سلام کے لئے ہاتھ دوٹھکے لیکن کسی مصیبت
شور نہ ہونے پایا اور ہر ایک طرف برے یا خاموشی طاری ہو گئی۔

احمد پاشا محل کناک کے چوک میں گھوڑے پر سے اترے اور نرم آواز سے تمام سردار
فوج اور سپاہ کو ادنیٰ کامیابی پر مبارکباد دی۔ محل کناک وہ محل تھا جس میں کراؤن پریس
دیوک آف اسپرٹا قیام پذیر تھے اور اس لئے محل کے تمام کمرے شاہانہ طریقے سے

آرہستہ اور سامان ضروری سے مکمل تھے۔ مینون اور الماہین بن عیش و عشرت کے سلا
 مہتیا اور موجود پائے گئے۔ برانڈی اور دیگر اقسام کی شرابیں بکثرت بھری ہوئی تھیں۔
 جس سے معلوم ہوا کہ یونانی ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک بڑے شرابی اور خوار عیاش منش
 ہیں۔ میخانوں میں شراب پینا اور شہی جھگڑنا افسر کا شواہ ہے اور اس لئے سپاہی کے
 اقوال و افعال پر اعتبار نہیں کرتے۔ بخلاف اسکے ترکی سپاہ اور افسرین میں باپ بیٹے کا
 سالحاظ ہے۔

سیف اللہ بے اسی روز پانٹا بنائے گئے جس عہدہ کے وہ طرح مستحق تھے اس سے
 کہ جن جن معرکات میں انھوں نے حصہ لیا آئین نہایت بدوجہ اور سرگرمی کے ساتھ
 شرکت کی اور جانبازی پر ہمیشہ تلے رہے اور اعلیٰ درجہ کے فوجی جو بہر دکھاتے رہے۔
 ۱۸۰۸ء اپریل کو وہ لاریسہ کے گورنر مقرر کئے گئے۔

شہنشاہ جرمین نے ادھم پانٹا کو مبارکباد کا تار دیا کہ انھوں نے نہایت مہذب
 سے جنگ کی۔ فرار شدہ لوگ واپس آئے شرع اٹھ گئے اور کاروبار بازاری میں جو کئی دن
 سے سرد پڑا تھا گرمی آئی شروع ہو گئی۔

شہر کے خاص ہوش اہمیں نامی پر زبردست پہرہ مقرر تھا۔ چند قہوہ خانے بدستور
 باقی قائم ہو گئے۔ ترک سپاہیوں نے جو نہایت سادہ فرائض اور خوش خلق ہیں سپاہیانہ
 زندگی کا غرضی طور پر چھوڑ کر خیر فوجی طبع پھر بننے لگے۔ سرکشیہ کے سوار قبیلہ لباس کو
 باشندہ کے نظروں میں ایک تماشہ بن گئے جھلکی و درویشانہ میدان جنگ میں میلی یا شکستہ
 ہو گئی تھیں۔ انھوں نے یونانی کا خانہ کی پڑی ہوئی درویشانہ ہیں لیکن دیوبنی پر
 وہ اپنے ہی آلات حرب سے مسلح ہو جاتے تھے۔

مال غنیمت اور رعایا کے اسباب انتظام

قلعہ کے (۱۴ ستمبر) ساڑھے پانچ بجے توپوں کے علاوہ ایک بجے دوپہر کے گیارہ توپیں شہر پر تین اور قہر کم کا عظیم القادار سامان جنگ اس کے ساتھ ہاتھ آیا۔ لاریہ کے سول گورنر نے انتظام کر دیا کہ عام لوگوں کا مال جس کو وہ گھبراہٹ میں چھوڑ گئے تھے بھانٹت نام بچا کر کے اونکی واپسی کے وقت وٹا دیا جائے۔

ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فام پر صد ہا من اسباب ساز و سامان اور دو آؤ کو ذخائر پڑے پائے پٹین اسٹیشن کی حفاظت پر متعین کی گئیں تار کا سلسلہ دوبارہ قائم ہوا۔ ترکوں نے یونانی تار کو نقصان پہنچا ہوا تھا۔ لوٹ لکھوٹ کی رک کا سخت بچا انتظام تھا۔ بھانٹ کر خوراک اور اٹلو پڑی سپاہی قسوف پہنچ کر سکتے تھے جس کو یورپی نامہ نگاروں نے بھی کہا کہ یہ سختی نامناسب تھی لیکن وہ شاید اس سے لاعلم تھے کہ مشرقی فرمانروا اس شعر پر عمل کرتے ہیں کہ سر چشمہ شاید گرفتیں ہیں + چو پر شد نہ شاید گرفتیں ہیں۔ (سعدی) ادھر پانڈے سنادی کرادی کرعایا بلا تکلف اپنے گھروں کو واپس آوے۔ اونکو فوج یونان سے تعرض ہے۔ رعایا سے کوئی مخالفت نہیں اور اسپرانا اعتبار کیا گیا کہ گاڑیوں پر گاڑیاں عددنوں۔ بچوں اور اسباب سے بھری ہوئی آنا شروع ہو گئیں۔ بازار کھل گئے۔ سینے بند ہو گئے۔ ہتھار سہ کے ذخائر گہیوں لکھی۔ تاروین اور براڈی کی بوتلیں کی بوتلیں دستیاب ہوئیں۔

یونانیوں کی توپوں کو بیکار کر جانے کی غلط خبر

ولایت کے تاروں نے خبر پھیلا دی کہ یونانی جو فٹ لاریہ سے بھاگے تمام توپوں کو

آہنی میون سے بند کر کے بیکار کر گئے لیکن یہ محض بناد ٹھہری اور کو اپنی جان بچانے کا وقت ہی نہ تھا وہ توپوں میں کسوت بیٹھے مہمکن چڑا گئے۔ یہ وہ خبریں ہیں جو یونانی ذرائع سے یورپ میں پہنچتی تھیں اور جہاں سے آؤنگ سراسر جھوٹی اور کذب افیسے پڑنکلیں اور جہاں یونانی بہادری کا خیال یورپ کے دل سے ناپید ہو گیا اسی طرح اسی رکھی اور راست بازی کا وثوق بھی جاتا رہا۔ ان چند توپوں کو گدہ بین میں ضرور ادا دیا پایا۔ شاید اسی کے معنی سنہ بند کر دینے کے سمجھے گئے ہونگے۔

شہر لریسا

شہر لریسا جہاں کہ نقشہ مقابل صفحہ ۶۸ سے ظاہر ہو موصوفی میں سب سے بڑا شہر ہے اور قریب دہائی سے پیش مینی سلامبر یا ہوتا ہے جو تہلی کا سب سے بڑا اور دیا ہے۔ سرحد ترکی سے اس شہر کا فاصلہ دس میل اور ٹراؤ سے بھی دس میل سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ ضلعی کی ریون کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے تین طرف کو رملین جاتی ہیں۔ جانب شمال مشرق وہاں دریا پنس تک جو سمندر سے ملتی ہے۔ دوسری لین جانب جنوب مغرب ولیمینو او۔ وولونک وغیرہ قیسری جانب جنوب مغرب جاتی ہے جو فارس والہ تریقال۔ یوسے کو فتح کرتی ہوئی ڈو موکو۔ لاسیہ غرہ میں گذرتی ہے خاص یونان کے شہروں کو چلی جاتی ہے۔ شہر قلعہ بند مقام ہے اور قریب جبار کے میدان سرسبز اور نہایت زرخیز ہیں۔ آبادی شہر کی پائیس ہزار کے قریب ہے شاہی محل کا نام کناک ہے۔ جس میں شاہزادہ ولیمینو یونان اکثر مقیم ہوا کرتے تھے۔ شہر میں ۱۶ مسجد ہیں۔ ۴۴ کلیسا اور ۴۴ یہودیوں کے مسجد ہیں۔ باشندوں میں سے آدھے سے کچھ زیادہ مسلمان اور باقی تین یونانی اور یہودی اور دوسرے کلیساؤں کے پیرومبائی ہیں۔ رومی وغیرہ کے بشپکار خانے شہر میں جاری ہیں۔ قسطنطنیہ میں فتح تراب کی تاریخ

واللہ خیر الناسین اور امداد پیگیری : دگر کے لئے نکالی گئی۔
 ۱۳ ۱۳ ۱۳

فیلڈ مارشل ادھم پاشا سیالار افواج قاہرہ سلطانیہ متعینہ مدد یونان کی مختصر سوانح عمری

اس موقع پر جبکہ مارشل ادھم پاشا کے کارناموں نے تمام یورپ میں ہل چل مچادی ہے
 نامنا سب ہے کہ ادھم مختصر حال ناظرین دلائل کیس کے گوش زد کیا جائے۔

افریقہ کی اندرونی فحشی اقوام اور اسٹریلیٹیک مردم غور باشندوں کے علاوہ شاہد کھیتی
 قوم اور کوئی ملت ایسی ہوگی جسکی زبان پر ادھم پاشا کا نام دن میں دو چار مرتبہ نہ آتا ہو۔
 اور خصوصاً اجماعی دنیا میں تو ایسی شہرت کسی شخص کو بوجہ ہیرت انگیز فوجی خدمات کے آپ
 زمانہ میں نہیں ہوئی۔ ابھی تو ذرا عرصہ گزرا ہے کہ صبح جاپان کی لڑائی بہت بڑے
 پیمانہ پر ہوئی تھی لیکن کسی ایک جہز کی بھی اس درجہ تک شہرت نہ پہنچی تھی جتنا امریکہ
 کسی شخص کو بخوبی یاد رہا ہو۔ جسے کہ انسان خواہ کیسا ہی لائق و فائق شخص کیوں نہ ہو
 جب تک کہ اسکو اخبار لیاقت کا موقع نہ ملے تب تک اسکی شہرت ہونا ناممکن ہے۔ معلوم
 کتنے ہیرے کوہ نور سے کہیں بڑے بڑے خاک میں دبے پڑے ہونگے۔ لیکن جب تک
 وہ آغوش مادر سے باہر نہ آویسگے وہ اس کوڑی سے بھی زیادہ بیچارہ ہیں جسکے عوض چار
 جوار کے دانے خریدے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ادھم پاشا جنہوں نے اپنی عمر کے پورے ہم پر
 محکمہ جنگی میں گزارے اور معمولی موقع پر فوج کی سرکردگی کی لیکن کوئی ایسی شہرت حاصل
 نہ کر سکے جو انکو معاصر ایشیائے اونیٹ متاثر کر دیتی اور ممالک و دورکنار خود اس کے مقوم کرلو
 کو علم نہ تھا کہ ادھم سا فرزند روزگار جہز اونیٹ موجود ہے۔ حالانکہ اونیٹ قابلیتیں ہر

موجود تھیں لیکن پورا موقع نہ ملنے سے وہ سب اونچی دانستہی میں مضی ہیں تا آنکہ یونان سے لڑائی شروع ہوئی جو اس زمانہ میں جبکہ سلاطین کے ڈپلومیٹک کارروائی اور انٹر فیکٹل (قانون دہین الا قوام) نہایت خوفناک اور سخت گیر خیرین میں بہت بڑی لڑائی سمجھی جاسکتی ہے اور اس لئے کم سے کم ترکوں کو اس جنگ سے استعد رفا تہ ضرور حاصل ہوا۔
 کہ ایک شیر ملونا (عثمان غازی) کے ہمپاء۔ دوسرا شیر ملونا اور فتح یونان اونکی قوم میں پیدا ہوا کہ ساری قوم اور تمام مہذب قوم کے لئے باعث فخر و مباہات کا ہو گیا
 ادھم پاشا اور ان کے ماتحت ترک افسرین نے وہ وردی اور مردانگی کا کام کیا ہے اور
 ایسی راستبازی دیانت داری اور فاشعادی کا برتاؤ برتا ہے کہ جس سے جس برس
 گزشتہ کے سخت کریمہ منظر دہیوں کو جو عبدالکریم سے منکھوم افسرین نے عام ترک
 افسرین کی قیدی ناموری پر لگا دئے تھے محوی بنیں کر دیا بلکہ ان کو نہ ممکن کی بجائے حرکات
 محض ذاتی ناقابلیت اور خلقی عیب ثابت ہوئیں اور یہ کہ جیسے دلیر اور ایماندار ترک
 سپاہی ہیں ویسے ان کے افسرین ۱۱ محض خیالی ڈکھوسلا نکلا اور ان کا بخش پسند اور
 معذور اور طاع ہونا دشمنوں کے من گھڑت الزام تھے جو صرف ادھم پاشا کی عاقلاً نہ
 مذہب سے نقش بر آب کی طرح صفحہ تاریخ سے محو ہو گئے۔

ادھم پاشا ۱۵۷۱ء میں پیدا ہوئے اسلئے جنگ یونان کے زمانہ میں
 اونکی عمر ۴۵ برس کی تھی۔ غازی عثمان پاشا اون سے بیس برس بڑے ہیں
 گو یا جس میں غازی ممدوح نے روم و روس کی جنگ میں لازوال شہرت
 ماں کی ہے اسی سن و سال میں ادھم پاشا نے جنگ یونان سے ناموری
 پائی اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ترکی افسرین کی شہرت کے لئے ۴۵ برس
 کی عمر نہایت ہی موافق اور مبارک وقت ہوتا ہے۔

ادھم پاشا معرکہ پلونا میں غازی عثمان پاشا کے شریک حال تھے اور چونکہ وہ زمانہ ناکہ
آغاز شباب کا تھا اس لئے ایسے مدبر اور دلیر انسر کی ماتحتی میں کام کرنے
اور انکی بہادری اور استقلال سے سبق حاصل کر کے فنون جنگ میں اونہوں
نے برابر روز افزون ترقی کی پس جو کچھ امید ایک شاگرد رشید ہی ہو سکتی ہے
جو ایسے لاثباتی اور استاد کے زیر تعلیم رہا ہو وہ امید ادھم پاشا کی خوش نصیب
کارروائیوں سے پوری ہوئی۔

ادھم پاشا ۱۸۷۸ء میں عرصہ پلونا میں ایک برگیدہ کے جنرل تھے۔
۸ ستمبر ۱۸۷۸ء کو ایک دستہ فوج زیر کمان پاشا کے موصوف مقام کنسی
سے بغرض کمک پلونا کی طرف بڑھا۔ ۲۱۔ اور ۲۲ تاریخ کو اس دستہ فوج
اور روسی سپاہ سے سخت ترین معرکہ لڑی ہوئی حسین ادھم پاشا غالب قرار دے
گئے۔ اس کارروائی کے صلہ میں حضرت سلطان المعظم سے انکو فوج بیکارڈ
کا فہرہ و اعجدہ کمانڈری عطا ہوا۔ اسی ۲۲ ستمبر کو روسی جنرل کریمو کے رسالہ میں
پاشا کے مدوح کو ناکہ جنگ میں سخت مقابلہ ہوا جس میں وہ شدید طور پر زخمی ہوئے
ادھم اس غضبناک معرکہ اور حالت زمر میں اونہوں نے وہ بہادری کی جو ہر دکھلا
جس سے اس کی شہرت سالہا سالہا گئی زیادتی ہو گئی۔ ۲۴ ستمبر کو اسکی فوج
نہایت خوبی سے پلونا میں داخل ہوئی اور اس پلونا کی مشہور پونٹری لڑائی میں
ادھم پاشا چھٹے ریلی کے کمانڈر تھے۔ اس لڑائی میں عثمان پاشا روسیوں کی
مڈ میں دل فوج سے محصور ہو کر اور رسد بالکل ختم ہو جانے پر اپنی خستہ ترقی فوج
کو فیصل قلعہ سے باہر کر کے مینامو خوار روسیوں کے گھنے لشکر کی صفوں کو
چیرنے ہوئے نکل گئے تھے۔ اور مجروح ہو جانے کے باعث روسیوں

نے ہاتھ آگے تھے۔ چنانچہ جیوت یہ لڑائی نہایت شد و مد سے مہر ہی تھی اور اس ہنگامہ رستخیزین جبکہ ”سروین برس“ ہی تھے کہ جیسے چھڑی لگے، اور ادھم پاشا اپنی جان پر کھیل کر بخوبی داد شجاعت دے رہے تھے کہ یکایک مایوں نے جو ادھم پاشا سے مقابلہ کر رہے تھے اطلاع دی کہ لڑائی موقوف ہو اس لئے کہ عثمان پاشا نے صلح کا سفیر بھیج دیا اور واپس آیا۔

اس بیان پر ادھون نے ہاتھ روک لیا۔ لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ یہ انکو ایک بڑا دھوکہ دیا گیا حسین وہ نادانستہ اگر قابل اعتراض ہو گئے۔ اسوقت عثمان پاشا ایسے ہنگامہ رستخیزین ۳۶ گھنٹے کے بھوکے پیاسے مضبوط مشغول تھے کہ انہیں بجائے علم صلح بلند کرنے کے یہ بھی اطلاع تھی کہ ماتحت کمانڈر کتنی فوج کے ساتھ کہاں کہاں مقیم ہیں اور کس کس سے لڑ رہے ہیں۔ روسیوں کی کٹر فوج سے یہ حال تھا کہ ایک ایک ترک کے مقابلہ میں دس دس روسیوں کا حساب تھا۔ لیکن غارتی عثمان اس قلت کے ساتھ اپنی کثیر تعداد دشمنوں سے برابر کھیل رہا تھا۔ اور اس لئے انکی طرف سے کسی ماتحت (فسر کو حکام پہنچنے کی کوئی سبیل بھی نہ تھی لہذا ادھم پاشا کو اس آسانی سے دھوکہ میں آجانی اور عثمان پاشا سے پیشتر لڑائی بے سود کر دینے کا سخت افسوس اور نہایت قلق ہوا۔

حرکہ پلونا کے بعد ادھم پاشا فوجی عہدوں میں برابر ترقی کرتے رہے۔ لیکن یہ ترقیاں ایسی آہستہ آہستہ اور خاموشی کے ساتھ عمل میں آتی رہیں۔ جہاں تک کہ فیلڈ مارشل کے معزز عہد سے ممتاز ہوئے کہ اسوقت سے لیکر ۲۰ برس تک جب تک کہ یہ جنگ یونان شروع نہ ہوئی۔ کوئی خاص نیک نامی

شہرت اٹھو حاصل نہوسکی۔ حتیٰ کہ یہ خیر گوش زد عوام ہوئی کہ سلطان العظمیٰ نے ملک معتد بہ جماعت ترکی افواج کی سرحد یونان کو روانہ کر دی۔ علاوہ اس کے اور کثیر التعداد لشکر برابر روانہ ہو رہا ہے اور یہ کہ اس کل سپاہ کے سپہ سالار فیلڈ مارشل ادھم پاشا مقرر کئے گئے ہیں۔ پس اس تقرر کے بعد جو کچھ انہوں نے صرف ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں دہ لکھنا۔ مانی۔ صرناؤ۔ لربا۔ قارلا۔ ویسٹو۔ وولو۔ ٹریکھالا۔ اور ڈوموکوس سے دنیا کو تماشہ دکھایا اور سکا اس جگہ عادیہ کرنا تحصیل حاصل ہے۔ اصل یون ہے کہ یہ تاریخ تمام و کمال انہیں ادھم پاشا کی سوانح عمری ہے۔ اور باقیانی حالات پُرکے جو اوپر مذکور ہوئے اُن کل صفحات کا پڑھنا جو تاریخ جنگ دم دیوان کے نام سے موسوم ہے اور انکی سوانح عمری کی تکمیل کے لئے لازمی ہے۔

دوران فتوحات میں بعض یوپیپ کے متعصب اخباروں کو برا معلوم ہوا کہ ایک مسلمان جنرل کی کارگزاریان اسطرح دنیا میں بھرتن مشہور ہوں۔ لہذا انہوں نے مشہور کیا کہ ادھم پاشا یونانی نسل ہیں اُن کے باپ دادا عیسائی تھے وہ صغیر سنی میں بطور غلام کے ایک ترکی پاشا کے پاس ہے اور رفتہ رفتہ فنون جنگ کی تعلیم حاصل کر کے اس مرتبہ کو پہنچے گویا اُن اخبارات نے ثابت کر دیا کہ جو جو فتوحات انہوں نے کیں۔ اور جو جولیا قیتین امین موجود ہیں وہ جبرائیل عیسوی خون کے ہیں جو عیسائی نسل میں ہونے سے اُنکی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ لیکن یہ سب فقرہ جبری ٹکائی اور ایک بہتان عظیم تھا جو ادھم پاشا کی ذات پر لگا یا گیا تھا۔

ادھم پاشا سلا بعد سلا ترکی نسل ہیں۔ انکے مورثان اعلیٰ کو یونانیت اور عیسویت سے کسی طرح کا تعلق نہیں رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کا کوئی اور سردار نو مسلم ترکی فوج میں ہوگا۔ اسکی سوانح عمری سویڈن فائدہ دے گا تاہم پانچویں

پیشتر اس سو کہ لوگوں کو اس امر کا یقین ہو معاہدہ طشت از بام ہو گیا اور اس کی تردید میں شائع ہو گئیں۔ آپ خاص قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے اور شش ماہ میں وہاں کے جنگی سیمو سے تعلیم پُر فارغ ہوئے چل ریتونی میں باغیان ازنی پر قمع حاصل کی آدھم پاشا دراز قیامت۔ نوکرو۔ محوش مزاج اور قوی جوان ہیں ان کے بشکریہ سے ۱۷۵ برس کا سن ظاہر نہیں ہوتا چہرہ ایسا پُر متانت ہے کہ کبھی سخت اندیشہ ناک موقع پر بھی آثار پریشانی اور تردد کے اوس ظاہر نہیں ہوتے۔ نہایت بشاشت سے احکام جاری کرنا اور فوج کا دلالت کرنا ان کے لئے نہایت سہل کام ہے تجربہ اور دراندیشی ختم اور احتیاط کی یہ کیفیت ہے کہ ساری لڑائی میں کسی موقع پر کوئی حکم انہوں نے ایسا نہیں دیا جس پر سلاطین یورپ کے تجربہ کار جنرل کسی قسم کی تکتہ بندی کر سکتے یا اوس سے بہتر طریقہ تلاش کر سکتے جس طریقہ سے انہوں نے جنگی کارروائیوں میں پیش قدمی کی۔

جمعہ کی لڑائی کی کیفیت زبانی مسٹر جی ڈبلیو اسٹونپور نامہ نگار اخبار ڈبلیو میسل

مسٹر جی۔ ڈبلیو۔ اسٹونپور ڈبلیو میسل کے لائق مشہور نامہ نگار ہیں جو انڈیا کی طرف سے جنگ کے حالات قلمبند کرنے کی غرض سے موقع پر پہنچے۔ اور چھ مصلحتوں سے انہوں نے آدھم پاشا کے لشکر کے ساتھ رہنا بہ نسبت ڈلوک آف اسپارٹا کے ہمایوں کے بہتر سمجھا انہوں نے بذات خود اس لڑائی کی چشم دید کیفیت کو جو فتح لیبیا سے پیشتر ۲۲۔ اپریل کو جمعہ کے دن ہوا تھی ایسے پر اثر الفاظ میں لکھا تھا کہ جیسے انکی عبارت کو تاریخ میں منسلک کر دینا نہایت لطف خیز معلوم ہوا۔ یہ کیفیت انہوں نے زمانداری کے ساتھ اس وقت شائع کی جبکہ ترکی

فوج لریسا میں داخل ہو گئی اس لئے کہ کسی نامہ نگار یا خبر کا عین موقع جنگ پر کمانڈر روک چکا تھا اور فوج کی حرکات و سکنات کا اعلان کرنا اُن کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض موقعوں پر ایسا کرنے اور نقشہ حرکات جنگ کے کھول دینے سے سخت ترین نقصانات واقع ہونے کا ہمیشہ ہو سکتا ہے اس لئے لائق نامہ نگار خود احتیاط کرتے ہیں۔ اور دوسرے مخبروں کی نگرانی کمانڈر کی طرف سے کی جاتی ہے۔ اور اس جنگ کے متعلق زیادہ تر بھانڈا ذکر یہ ہو چکا ہے اور چونکہ اور اخبار کے نامہ نگار ہمدردی کی راہ سے یونانی فوج کے ساتھ ہوئے تھے اس لئے وہ بھاگنے کے سوا اور لکھ بھی کیا سکتے تھے! وہ بھی ایک یا دو دورہ باقی کو تو اپوزٹن کا بھی ہوش تھا کوئی گولی کھاتے کھاتے بچا۔ کسی کی تانگین ٹوٹیں۔ کسی کا گٹھری بچے۔ نقشے۔ تصویروں۔ دوڑ بھاگ بن رہ گئیں غرض اُن کے لئے ناممکن تھا کہ جنگ کا شہد بھی حال قلبیہ کر سکتے۔ لیکن مسٹر ٹریٹر کی فوج کے ساتھ تھے اُن سے زیادہ اطمینان کسکو ہو سکتا تھا۔ وہ غیب ترے میں زمین سے ہر ایک تماشہ دیکھا کرتے تھے۔ اور پورے اطمینان سے بیٹھے ہوئے لکھا کرتے۔ یون تو اور ذرائع سے جنگ کی خبریں مانتی ہیں لیکن جو حالات اون لوگوں نے لکھے ہوں جیسا کہ یہ نظر ہر فاتح قوم (ترک) کے مزہب کے خلاف ہو جو اوس پرستہ نے اور قہقہہ اور لہنے وے اور اوس کے زوال اور نیست و نابود ہونے کے وقت کا انتظار کرنے والے مشہور یونان کے مسلم سے کسی ایسی عبارت کا نگلیانا جو ترکوں کے حق میں مفسد ثابت ہو نہایت ہی باعطف اور قابل اطمینان ہو سکتا ہے۔ مسٹر سینیٹرس نے لکھا کہ :-

”جب چونکہ ترکی فوج لریسا میں داخل ہو گئی ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ گذشتہ دو روز کی کمانڈرانی توضاحت بیان کر دیا وے۔ جمعہ کے بعد دیہات مائی اور دلیلیبر کے درمیان تفصیل گتہ لڑائی شروع ہوئی۔ کوہستانی سلسلے جو میرے سامنے پھیلا ہوا تھا یکایک ومانون توہون کی آواز آئی اور پھر غلیظ سفید دھواں

ابر کی طرح اوٹھا۔ اور پھر وہی دنا دن کی مہیب آواز سنی اور وہوٹیں کا غٹ نمودار ہوا
 اوسمین چھوٹی چھوٹی شکلیں توپوں کے بڑے بڑے سیاہ نشانوں کے گرد گرد
 متحرک نظر آئیں۔ ہر ایک دن کی آواز کے ساتھ شن کی آواز آتی تھی۔ اور بھی
 اس گرج کی گونج کی آواز خستہ نہ ہو چکی تھی کہ یونانی صنفون بجم کے گولے پہنچا
 کر اگا گوش زد ہوتا تھا پھر وہ ہی سلسل دنا دن کی آواز آتی رہتی جسکی مہیب
 صدا کا نونکو گنگا کسے دیتی تھی۔ توپوں کے گولے غٹنے ابر کی طرح گھیر گیا
 تھا۔ دوسری کبھی بھی ایک نقطہ سیاہ کی طرح کوئی شخص ہستہ ہستہ ہماری طرف
 آتا ہوا دکھائی دیتا تھا یہ کوئی تو خپا نہ کا خفی سپاہی ہوتا تھا۔

یونانی ہماری طرف کی گولہ باری کا جواب دے رہے تھے۔ اور دونوں توپخانوں
 کی آواز کا ملکہ رہتا ایک ہولناک برق کے طوفان سے مشابہ تھا۔ یونانی توپچی
 اچھی طرح گولہ نہیں پھینکتے تھے۔ اُن کے بجم کے گولے یا تو ہماری توپوں کے
 اوپر سے گزر جاتے تھے یا ایک طرف تھوڑے فاصلہ پر گر کر پھٹ جاتے تھے
 ایک گولہ نہایت ناپسندیدہ طریق سے ہماری قرب پھٹا جب وہ گرا تو
 چند لمحہ تک زمین میں پڑا رہا۔ لیکن ہم لوہے طو پر کہنے بھی پتا نہ تھے کہ اس گولہ
 کی یا نہ کہ سقد خراب ہو کہ وہ اسی بڑی مہیب آواز سے پھٹا کہ تھوڑی دیر کے
 لئے میری جنگ کی دلچسپی کر کری ہو گئی۔ سانسے توپوں کو چلتے چلتے بہت صبر
 گزر گیا اور چھوٹی چھوٹی شکلیں خاک اور دھوئیں میں چھپی رہیں۔ گولوں کے چلنے
 اور بجم کے گولے پھٹنے کی برابر آواز آتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ یونانی تو خپا نہ کی آواز
 فشان کی کم ہوتی گئی۔ اور ہماری پیادہ فوج ایک آخری حملہ کرنے کے لئے تیار
 ہو گئی۔ ہماری توپوں کی آواز ترقی ترقی کرتی گئی۔ تہ کی گولے یونانی

فوج کی صفوں پر سیڑھ کی طرح برس رہی تھے اور اون دو گالوں پر جا کر گرتے تھے
 جو دو فاصلہ پر واقع تھے چھوٹی چھوٹی شکلیں جو کھلونوں کے سپاہیوں کی طرح
 معلوم ہوتی تھیں دور میں کے ذریعہ سے قلابازان کھاتے ہوئے نظر پڑتے تھے
 اسے میں حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ترکی فوجیں بگل بجنے لگے۔ اور ہم سوار ہو کر پیڑ
 تو پھانکے نزدیک ایک مقام پر جا کر کھڑے ہوئے۔ وہاں سے ہم نے نیچے
 طرف دیکھا کہ پیادہ فوج کی صفیں اپنی ترکی ٹوپیاں اوجھال ہی میں بندھتی
 چمک رہی ہیں اور سرگرم سپاہی جو شہ خروش کے نعرے بلند کر رہے ہیں
 یہ نظارہ نہایت عالیشان معلوم ہوتا تھا۔ ہمارے سامنے بستی کی طرف ہلو
 جنگل واقع تھا اور اس کی داہنی طرف وہ دیہات پھیلے ہوئے تھے جنہر حملہ کی
 نیادیاں لگی تھیں سرسبز جنگل کے تختہ زمر دین پر جا بجا نیلے دھوئیں کے کمرے
 لگوے اسے ابر کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ یہ دھوئیں ان بندو تون کی باڑھی پڑتی
 تھا جو یونانی پیدل فوج مار رہی تھی۔ اسی عرصہ میں ایک گالون کے کسی مکان میں
 شعلے بلند ہوئے نظر آئے۔ یونانی فوج کے قلب میں ایک وسیع مربع مکان تھا جو تیر
 دہوپ میں بخوبی چمک رہا تھا۔ اور سبز گھاس کے مقابلہ میں نہایت خوش منظر بن گیا تھا
 اس کے متصل ایک سفید مینار صاف نظر آتا تھا۔ اس مکان اور مینار کے گرد
 یونانی سپاہی جو بیٹھوں کی طرح بیٹھے معلوم ہوتے تھے۔ اور ہماری پیش قدمی
 کرنے والی سپاہ (ترک) نہایت تیزی سے بندھتے رہے تھے۔ ہمارے فادر
 انداز نسبتاً بچی کھلے میدان میں بھیل گئے تھے۔ اور اون کے عقبتار باو عہد نو صیف
 بستہ بڑھ رہی تھیں اور اسی خوبصورتی سے آید و اسر، پانچ کر رہی تھیں جس
 سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دشمن ہی جو انکی ایسے باقاعدہ قدم قدم چلا رہی ہے خوف

نہیں اور کسی قسم کا اندیشہ ان سپاہیوں کے نزدیک تک پہنچتا تھا وہ پیچھے پیچھے
 اور باہر ہون کا دھواں ابر غلیظ کی طرح اُنکے اُنکے آگے چلتا جاتا تھا۔ اور گرد و گرد
 پاؤں کی روند سے خاک اُڑ رہی تھی اُنکے پیچھے کمزور آدمیوں کی سلسلہ تھا جو کبھی
 حلقہ ہو جاتے تھے اور کبھی دو تین اکٹھے ہو کر چلنے لگتے تھے بعض وقت ہم
 کا گولہ پھٹ جانے سے بعض شکلیں آگے بڑھنے سے رگ ماتی تھیں بلکہ آہستگی سے
 پیچھے آ جاتی تھیں یہ ہونا کہ معرکہ تھا جسے جنگ کہتے ہیں۔ اور یہ آدمیوں کے قتل
 خون ریزی کا کھیل تھا جو میری پیش نظر تھا۔ ہم آگے بڑھنے سے نہیں کوتاہے اور شہ
 بڑھتے چلے جاتے تھے وہ چوہنڈیان جو مذکور بالا گھر کے گرد جمع تھیں اُنکے پیچھے
 کبڑوں کی حرکت کرتی ہوئی نظر آتے لیکن مگر حقیقتاً ان کے پاؤں بجے ہوئے تھے
 بندہ زون کی آواز میدان میں ترن کر رہی تھی۔ اور دھڑی شعلے وہی دھواں
 وہی خاک اور دھڑی چھوٹی چھوٹی تانوں شکلیں پیچھے کبڑوں کی دھواں دھواں تھیں
 رفتہ رفتہ ہمارے ترن کی سپاہی بڑھتے ہوئے اوس سرسبز چھوٹی پہاڑی کو
 دامن تک جا پہنچے تھے یہ مکان واقع تھا۔ اور اب وہ اس مکان سے بہت
 متصل ہو گئے اوسی خوبصورتی کے ساتھ جیسے کوئی گولہ پہاڑی پر چڑھا رہی ہو
 اور ان چوہنڈیوں (یونانیوں) میں اب پھل اور برخواستی کے آٹے پائے جا رہے تھے
 کبھی ادھر اور دھر بھاگتے ہیں اور کبھی پیچھے کو ہٹتے ہوئے نظر آتے اور آخر کار وہ
 گریز اختیار کی۔ اب ہمارا قبضہ یونانی مرکز پر ہو چکا تھا۔ اور گینگون کی لڑائی شروع
 کر تین کوئی تامل کرنے کی وجہ نہ تھی پس سرزفولا کا کام آغاز ہوا۔ ڈولیان خوبصورت
 کو اٹھائے غرض سے آگے بڑھیں اور دھڑی سا اپنی فوج بٹھائی پیچھے بڑھا گیا
 میں ایک ترک سپاہی کے پاس سے ہو کر گزرا۔ جسکی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور وہ

درد سے سسک رہا تھا مجھے اس وقت جنگ سے بالطبع نفرت معلوم ہوئی
 ہمارا نقصان غیر معمولی طور پر بہت تھوڑا ہوا یعنی صرف ۱۰ آدمی ہلاک
 اور ۳۸ زخمی ہوئے جن میں سے بہت ہی کم ایسے تھے جنکے زخم کچھ زیادہ
 تھے یونانیوں کی صفوں میں مقتول اور مجروح سپاہیوں کی تعداد زیادہ تھی۔
 بغضِ جگہ ہمارے تو چانے کے فیرون کے نتائج نہایت ہیبت ناک نظر
 آتے تھے خیموں کے پرزے پرزے اور گئے تھے۔ ہاتھ پانوں کٹ کٹا کر
 پڑے تھے۔ وریان جلی ہوئی اور گرے ٹکڑے ہوئی تھیں۔ بندوق کا کام
 نہایت صفائی اور تیز دستی کار ہوا۔ مہینہ سچاس بونانی قیدی گرفتار کئے جو نہایت
 ذلیل اور بیدلی کی حالت میں پائے گئے لیکن ہمارے آدمیوں کو ان کے
 ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔“

ایٹھن میں ناکرپوٹیکل حالت

وزیر اعظم ایم۔ ڈیلیانی کی معزولی اور وزارت کی بحالی

۲۶۔ اپریل کے دوپہر سے ایٹھن دار الحکومت یونان میں نہایت مضطربانہ کیفیت تھی۔ یہ لوجہ
 پے درپے اُن شکستوں کے ہوئی جو ملونا۔ ٹرناؤ۔ مائی۔ اور لریا پر حاصل ہوئیں۔ اٹلان
 ذمہ دار اور غیر ذمہ والے خلاف جو شورغل مچ رہا تھا وہ اس وجہ تک پہنچ گیا تھا جس کا نتیجہ قائم کر سکی
 نے کوئی ٹے قائم کرنا ناممکن تھی کہ کب کیا مادہ پیش آجائے چنانچہ ۲۔ اپریل کو مخالفوں کو
 کے تعلقات بہت ہی زیادہ تندہ یا میر ہو گئے تھے۔ عوام انسان کا خیال جم لیتا تھا کہ افواج یونان
 کا شکست پانا محال ہو نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ اور اس نے شکستوں کی خبروں کو ان کو یقین دلا دیا

کہ ضرور کچھ ہو کہ بازی کو کام میں لایا گیا ہے۔ اور اس یہودہ خیال کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ لیساً سے جو فوجیں بھاگیں ان کی نسبت یقین کر لیا گیا کہ یہ ناموزون اور تباہ کن کارروائی حکام کی سازش کا نتیجہ ہے اسلئے مقتولین کی فہرست ناکافی اور بہت ہی قلیل تھی۔ اور ان کی سجدہ میں نہیں آتا تھا کہ ایسی لڑائی میں حسین اس قدر کم آدمی مارے جا دیں بھاگنا کیونکر ممکن ہو۔ ان خیالات پر موجودہ وزارت اور موجودہ حکام کے خلاف ایک بہت بڑی جماعت پیدا ہو گئی جس میں یونان کے بڑے بڑے لوگ شریک تھے اور انہوں نے یہاں تک شور و غل کیا کہ شاہ یونان کو فیصلہ کرنا پڑا کہ موجودہ وزارت جسکے صدر اعظم ایم ڈیلیانی ہیں معزول کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ نامناسب نہیں تھا اسلئے کہ اگر اس وزارت اور اس کے مخالفوں کی موجودگی میں وہ تباہی اور بربادی یونان کو نصیب ہوتی جو نئی وزارت کے بعد بھی ان کو مقدسین لکھی تھی تو سخت ترین بدنتائج اندرون ملک میں پیدا ہو جاتے اور مخالف یہ فرقہ یہ سمجھ کر جیسا کہ اس کے پہلے سے خیال تھا کہ ان لوگوں کی سازش نے ملک کا استیصال کر دیا ہو خدا جلنے کیا آفتیں برپا کرتا۔ اور کس درجہ تک قتل عام اور غارتگری آئندہ اور شہر و دیہاتوں کی کوچوں میں ہوتی۔ چنانچہ شاہ نے ۲۶ کی دوپہر کو جو شنبہ کا دن تھا ایم ڈیلیانی صدر اعظم کو محاصرے شاہی میں طلب کیا۔ اور ان کو اطلاع دی کہ بصواب و دیالات موجودہ بمقتضائے مصلحت معزول ان کے جلسہ وزارت کو مستعفی ہونا لازم ہو۔ نہر محبشی شاہ نے اس وجوہات بیان کیں جنکی بنا پر ان کو جلسہ وزارت کے استعفا لینے کی خواہش ہوئی اور کہا کہ اس بارہ میں مجھ کو زیادہ بحث اور مباحثہ کی ضرورت نہیں۔

ایم ڈیلیانی نے استعفا دینے سے انکار کیا اور درخواست کی کہ مجھ کو شاہی سران کے ذریعے سے برخواست کر دیا جائے۔ اور اس فرمان میں کوئی لفظ ایسا نہ ہو جس سے کچھ شائبہ اس امر کا ترشح ہو کہ میں عہدہ وزارت سے بخوشی خاطر کناراہ کش ہوتا ہوں اور یہ کہ جو کارروائی شاہ نے کی یہودہ سوائے طوعاً کرہاً کے میں نے کسی اور طریق سے منظور کی ہو۔ شاہ نے ان کو یقین

دلایا کہ کوئی بات اوس میں ایسی نہوگی جس سے عوام یہ باور کر سکیں کہ تاج اور وزارت میں سائل حکمت عملی پر کوئی نقیض واقع ہے۔

ایم ویلیاتی نے اپنا خیال عام طور پر ظاہر کیا کہ آئندہ گورنمنٹ یونان کے ساتھ بوجہ اصول کئے جاتے ہیں کہ وزارت سے میرا تعلق ہرگز خافانہ نہوگا۔ بلکہ میرے لئے ہمسرن اور رفیقوں کے جسکی تعداد جلسہ وزرائین میں کثیر ہے۔ اپنا اثر و اقتدار کام میں لا کر جدید گورنمنٹ اور نوجلسہ وزرائہ کی حتمی المقدور معاہدت کرونگا۔ اور سب کو ترغیب دینگا کہ وہ کسی طرح کی مخالفت نہ کریں۔ اور جدید وزارت کے کاموں میں کوئی وقت نہ لیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالت یونان کی اس قابل ہرگز نہیں کہ کسی قسم کا نزاع پیدا کر کے نازک حالت کو ابھی نازک تر کر دیا جاسے۔ بلکہ ایسی خطرناک حالت میں جو یونان کی قومی تاریخ میں پیش آئی ہو ہر متفلس کا فرض ہے کہ اس جلسہ وزارت کے جسکو شاہ اختیار دینا پسند کریں ہر طرح کی استعانت کی جائے جب ان سے دریافت کیا گیا کہ تنہ شاہ کی خواہش پر استعفا دیتے سے کیوں انکار کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ایسا کرنے سے یہ خیال ہوا کہ ایسی حرکت گورنمنٹ کی جانب سے ہر دلائل اور بالاباق شمار کیوگی۔ کیا معنی کہ ایسی نازک حالت میں انتظام امور سلطنت کو چھوڑ کر علیحدہ جانا میری دانست میں ایک بڑی بجا اور ناموزون حرکت معلوم ہوئی۔ گورنمنٹ نے چاہا کہ میں برستور عہدہ وزارت عظمیٰ پر قائم رہوں اور اس کے افعال کے نتائج کو برداشت کروں اور اسکی حکمت عملیوں کا حتی الوسع تحفظ کروں لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ شاہ نے کن وجوہ سے مجبور ہو کر میرے جلسہ وزراء کو برخاست کرنا مناسب سمجھا۔ شاید ہر محبشی پر ملک نے زور دیا ہو۔ ایم ویلیاتی کا خیال آئندہ تعلقات کے لحاظ سے نظر اس واقعہ کو حلیم مارچ ۱۹۱۹ء کو پیش آیا تھا نہایت دلچسپ ہے۔ یہ اس زمانہ میں وزیر جنگ تھے۔ اس شاہ نے اسے انکو اختیارات چھین لئے تھے لیکن انکی مغزولی اس بات پر منحہ تھی کہ آیا یونان کی

فوج شاہ کے احکام کی تعمیل کرتی ہے ایم ڈیلیانی کا حکم بجالاتی ہے۔ فوج نے شاہ کا اقبال
حکم کیا اور تاج محفوظ کر لیا۔

(ایم ڈیلیانی کی مغزولی کی ایک وجہ)

اگرچہ ایم ڈیلیانی نے ایک نامہ نگار سے بیان کیا کہ اُن کے اور شاہ کے مابین مسائل حکمت
عملی کے سبب کوئی اختلاف نہیں ہے مگر بعض اور لوگوں سے انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے
ایک تجویز رضا الممت کی ترکی کے ساتھ کی تھی جسکی رو سے یونان و دل یورپ کی اُن خواہش
کی تعمیل کرتا جو کرنیل داساس اور یونانی افواج کریت کی واپسی پر محمول تھیں۔ برخلاف اُن
شاہ کا مصمم قصیدہ تھا کہ کرنیل داساس کو کریت سے ہرگز طلب نہ کرے اور اس اختلاف کے
باعث شاہ نے وزیر اعظم سے فوراً استعفا طلب کر لیا۔

۲۷۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو مخالف جماعت کے سرغنایان ایوان شاہی میں طلب کئے گئے
اور شاہ نے اُنکو اپنے ارادہ کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ وہ ایک جدید جلسہ وزراء میں
ایم رالی جو یونانیوں میں ایک ہر دغیر شخص میں عہدہ وزیراعظمی کے لئے تجویز کئے گئے۔ شام
کے وقت شاہ نے ایم ڈیلیانی کو بلایا۔ اور اُن سے درخواست کی کہ جدید وزارت کے فرائض
تقریر پر دستخط کریں

جدید جلسہ وزراء

جدید جلسہ وزراء کے تعین سے پیشتر لوگوں میں نہایت ہتھوڑی اور اضطراب پایا جاتا تھا جمیع
لے کثیر شہر کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ اور مضطرب الحالی اوکی حوکت سے نمایان
تھی جمیع ایوان کے روبرو جمع ہوا۔ اور اوس نے اون لوگوں کو جو اسی جماعت مخالف کے
سے تھے بلکہ حالات دریافت کرنا چاہے اور اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ایم رالی
خاصہ طلب کئے گئے لیکن جب اسے اُنکا املہ جو شخص نمودار ہوا وہ ایم ڈیلیانی تھے۔

اُس نے ایک اونچے زینہ پر چڑھ کر جو پارلیمنٹ کے مکان کو جاتا تھا یہ بیان کیا کہ گورنمنٹ کی تباہی کے لحاظ سے سابق جلسہ دذرا اور پبلک نے شاہ سے چاہا کہ وہ اپنا فرض ادا کریں اور عام امن امان کے برقرار رکھنے کی کوشش کریں اور ہدایت کی کہ جامعہ مفتی کے ممبروں پر بھروسہ رکھنا لادری جو اعلیٰ ترین پولیٹکل حقوق کی نگرانی میں مصروف ہو ان الفاظ پر زور سے غرہ ہائی خوشی بلند ہوئے، اور جب تھوڑی دیر بعد ایم رالی نمودار ہو کر تو پھر ان غرہ ہائی خوشی کی زور سے تجدید کی گئی، اور اس مجمع نے ان امور کو فرقہ مخالف کی فتنہ سازی خیال کی چنانچہ ہر جوش کو گون میں جو چہ ہزار اشتیاق سے ایم ویلٹا اور ایم رالی کے مکان تک انکی مشابعت کی۔ اور بیان پہنچ کر ایم رالی پھر نمودار ہوئے اور مجمع کو خطاب کر کے کہا کہ گورنمنٹ نے خود کشی کر لی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ امن امان کو قائم کریں اور اپنی وطن کے لئے لڑیں مجمع نے اس کی نہایت ہر جوش غرہ لگے اور اس کے بت پرست ہو کر دوسرے روز شاہ نے سر قیامان فرقہ مخالف کو جدید جلسہ دذرا کے تشکیل کے اختیار عطا فرمائے۔ چنانچہ یہ لوگ براہ راست پارلیمنٹ ہوس کو گئے۔ اور وہاں فوراً ایک جلسہ منعقد کیا جس میں بحث و مباحثہ کے بعد یہ امر قرار پایا کہ ایک دذرا کی فہرست تیار ہوئی اور تین ہر بارہ ممبر اس کو شاہ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے لے گئے۔ شاہ نے انتخاب پسند کیا اور مفتی اس قدر ترمیم کی کہ ایم تھیوٹا کی جو عنقریب ایتھن میں آئے تھے جلسہ دذرا میں شامل کیے گئے بعد منظوری شاہ مندرجہ فہرست دذرا، جدید کی شہر کی گئی ایم رالی وزیر اعظم و وزیر بحری کرنیل سادو وزیر جنگ ایم سیمو پلو وزیر مال ایم کراپو لو وزیر سرشت تعلیم ایم تھیوٹا کی وزیر صیفہ داخلہ۔ ایم ڈیلی جارچی نے جدید جلسہ دذرا میں داخل ہونے سے انکار کیا اور اعراض کیا کہ اس میں صرف وہی لوگ شریک ہونا چاہئیں جو پولیٹکل جامعہ میں سے ملندہ ہیں۔ امیر الہ کناری اور ایم سوٹو روپو لو نے بھی وزارت کے بستے قبول کر لی

سے نکال کیا اور اسطرح اس جلسہ وزرا میں صرف ٹرسے کو سپٹ اور اسٹ لوگ شریک ہوئے۔ وزیر اعظم اور وزیر جنگ فوراً ایک جلسہ میں نشست کر کے فرسالہ کو رد فرما ہو گئے تاکہ میدان جنگ کے نقصان کا ملاحظہ کر کے اسکی اصلاح کریں۔

یکم مئی کو جدید چیمبرلین مسٹر ہالمری وزیر اعظم نے بیان کیا کہ ہماری پہلی کوشش یہ ہوگی کہ فوجی طاقت کو سنبھالا جائے۔ اور اسنو اسکی آراستگی ہو جسکے بغیر جنگ جاری رکھنا آخرت کے ساتھ صلح کرنا غیر ممکن ہو گا۔

جنگ ایپائرس

نوٹ۔ چونکہ جنگ ایپائرس (ایپائرس) سے جاری ہے اور بوجہ سلسلہ حرکت کے میدان متصل اسوقت کہ تاریخ کے۔ اس صفحہ چھپ چکے اور اسکا کوئی تذکرہ احاطہ تحریر میں نہیں آیا۔ اور زیادہ التوائنا مناسب ہے۔ بدینوجہ مزید فتوحات میدان متصلی کو برلے چندے چھوڑ کر صوبہ ایپائرس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

صوبہ ایپائرس

یہ صوبہ یورپی روم کے مغرب میں سرحد یونانی سے ملحق واقع ہے اسکا قدیمی نام ایپائرس ہے لیکن فی زمانہ ٹرکش صوبجات میں جلیقنا کے نام سے موسوم ہے جو دراصل ملک البانیہ کا جنوبی حصہ ہے اس کے شمال میں رومیلیا۔ مشرق میں مقدونیا اور تھسلی۔ جنوب میں خلیج آٹا۔ اور مغرب میں بحر روم واقع ہے۔ پورے صوبہ کا طول شمالاً جنوباً ڈیڑھ سو میل۔ اور عرض شرقاً غرباً زیادہ سے زیادہ ۵۵ میل ہے۔ برادر یا آٹا ہی جو جنگ کی پیشتر تھسلی اور ایپائرس کے درمیان حفاصل تھا۔ اس کے جنوبی کنارہ پر شہر آٹا واقع ہے جو یونانی عملداری میں شامل ہے۔ دوسرے برے دریا ڈیوسا اور چروٹا ہیں جو مشرق سے مغرب کی طرف بہ کر بحر ائیا ٹک میں گرتے ہیں۔ صوبہ کے عین وسط میں شرقاً غرباً ایک مکمل سلسلہ پہاڑوں کا حامل ہے جو شمالی اور

شرقی حصہ ملک سے افواج کے داخل ہونے میں سدا رہ ہوتا ہے۔ اس پہاڑ کے مشرقی حصہ کے جنوب میں چندیل کے فاصلہ سے ایک بڑی جھیل شروع ہوئی ہے جو شمالاً جنوباً ۸ میل کے قریب طولانی ہے۔ جسکا نام جلیٹیا ہے۔

اس جھیل کے جنوب و مغرب کے کنارہ پر بڑا شہر جلیٹیا واقع ہے۔ جو صوبہ کا صدر مقام ہے اور شہر آٹک سے جو دوران جنگ میں یونانی فوج کا ہیڈ کوارٹر رہا اسکا فاصلہ بمطابق ۴۰ میل ہے مغربی ساحل کے قریب ایک بڑا جزیرہ کارفو واقع ہے جو صوبہ بھٹلی کے ساتھ یونانی سلطنت سے ملحق کر دیا گیا ہے۔ صوبہ کے جنوبی نقطہ اختتام پر اور خلیج آٹک کے دہانہ پر سلطان المعظم کا ایک زبردست فوجی قلعہ بنام پرپوترا ہے جو پوری پوری طرح یونانی فوجی بنگلہ واقع خلیج آٹک کی نگہداشت رکھتا ہے آٹک اور جلیٹیا کے درمیان راستہ پر دو چار چھوٹے چھوٹے قصبے واقع ہیں جہیں فلیپا ڈیس اور قلعہ پٹی گپیڈیا کا ذکر جنگ ایپائرس میں اکثر آدیکافلیپا ڈیس آٹک سے ۴۰ میل اور پٹی گپیڈیا ۲۰ میل ہے۔

ایپائرس میں جنگ

اول سے آخر تک گومرکز جنگ سیدان بھٹلی میں رہا جسکو درہ ملونا سے گذر کر ترکون نے فتح کیا تاہم مغربی اضلاع میں ایپائرس کی لڑائیاں بھی جنہیں ابتداً یونانیوں کو کس قدر کامیابی رہی نظر انداز کرنے کے لائق نہیں بلکہ ایک لحاظ سے وہ سب سے زیادہ ضروری حصہ جنگ کا جو اس لئے کہ جس طرح ترکون نے ملونا کے راستہ سے بھٹلی پر قدم بڑھائے اسی طرح یونانیوں نے آٹک کی راہ سے ایپائرس میں پیش قدمی کی اور اگر اسکو مستقل کامیابی ان اضلاع میں اس طرح آخر تک ہتی جس طرح کہ اول میں ہوئی تو وہ بھٹلی کے بڑا قطع زمین پر ترکی عہداری ایپائرس میں قابض ہو کر بھٹلی کا نعم البدل حاصل کر لیتا لیکن اب نمایاں جنگی قوت اور تدابیر احسن معقول سے جو ترکی افسرین نے میلان جنگ میں تین نہ صرف

یونانی ایپائرس کو خالی کر کے بھل گئے لیکن اونکا نقصان جان مال بھی بہت زیادہ ہوا صوبہ
ایپائرس میں آٹا کی طرف سے بڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ یونانیوں کو اس طرف کوئی روک نہ تھی
اونکی فوجیں تیس ہزار خود آرمین میں تھیں اور اونکا مغربی بیڑہ جہازات ہر وقت تازہ افواج
کے لانے اور ترکی قلعہات ساحل سمندر کے اوڑا دینے کے لئے ہمہ وجہ استعداد تیار
تھا۔ برطانوی اسکے ترکی ہیڈ کوارٹر فوجی جس مقام پر تھا اس کے اور ایپائرس کے درمیان
میں نہایت دشوار گزار پہاڑوں کے سلسلے اور نامہوا قطعات زمین اور جنگل اور ندیاں
واقع تھیں مزید برآں فاصلہ بھی اس قدر تھا کہ فوجی امداد ہفتوں کے اندر مشکل سے آسکتی تھی
یہ ترکوں کے سرداروں کی نہایت ہی عالمانہ اور کامل تدبیر تھیں جنکی قدرت انتظام سے
کافی تعداد افواج قاہرہ کے مع سامان حرب و رسد میں وقت پر پہنچ گئے اور امداد وقت سے
یونانیوں کو شکست پر شکست اور نہایت پر نہایت ملتی گئی۔

۱۸ اپریل کی صبح کو ترکوں کی طرف سے نہایت تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔ بجے
صبح کے قلعہ پر یونان سے بیڑہ جہازات پر گولہ باری شروع ہوئی اور یونانی جہاز مقدونیہ
نام جبکہ وہ خلیج امپرشیا کے تنگ دہانے سے گذر رہا تھا گولوں نے اسکو غرق کر دیا۔ کپتان
رحمی ہوا اور ملاح بیکر کچل گئے قلعہ سے یونانی جنگی مقام انٹیم پر بھی گولے برسائے گئے لیکن بیڑہ
کے یونانیوں نے بھی تیزی کے ساتھ کام دیا جس سے ترکوں کا کسیدر نقصان ہوا۔

پیچھے ہٹ کر انٹیم سے شاہی رو بکار جاری ہوئی جسکی رو سے مغربی ڈویژن کے بیڑہ جہازات
یونان کو قلعہ پر یونان پر گولہ باری کا حکم ملا اور جہاز مقدونیہ کے ڈویژن سے جو راستہ بند ہو
گیا تھا اسکو ڈائناسیٹ سے آٹا کر صان کر نیکی تجویز ہوئی۔ نیز جنگی جہاز اسپٹ مٹی کو
حکم ملا کہ وہ بھی پشروس سے پر یونان کو جائے۔

غرض آغا جنگ پر ہی تمام سبھ اس سرے سے اس سرے تک مغرب میں پر یونان

وسط میں گریونیا اور مشرق میں کرانیا تک میدان کا رزائر لگئی۔ اور حسب طرح ترکوں نے اپنی تمام قوت کرانیا کے متصل درہ لونا پر جمع کی اس طرح مقامی فواید کے لحاظ اور اپارس پر بآسانی متصرف ہونے کے خوش آئند خیال سے یونان نے اپنی پوری پوری طاقت کا اجتماع آرمیا پر کیا۔ بمقابلہ ترکی کے یونان کو اپارس میں کامیابی نہایت آسان تھی۔ اگر آخراں کر قوم میں کچھ بھی جنگی قوت ہوتی اسلئے کہ مابین اپارس اور یونان کے کوئی کوہستانی سرحد جو فوجی مشین سدا رہا ہوتی حال تھی۔ بجز ایک دریا کے جو ایک نہری ہے اور کوئی حادفاصل نہیں۔ یونانی فوج بالآخر جانتی تاک جاسکتی تھی اسلئے کہ ترکی فوج نمبر اول میں سے کوئی دستہ اس صوبہ میں مصروف کار نہ تھا۔ زیادہ تر درویش فوج کا کچھ حصہ بھیجا گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ بوجہ بے مسافت اور نہ ہونے ریل اور حامل ہونے نہایت پیچیدہ اور شواہد زار پہاڑی سلسلوں کی ترکی فوجی صدر مقاموں کی ایک فرنیج اور سرد کا آنا آسان نہ تھا اور انہیں جو بات پر نظر کر کے وزارت یونان نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر ترکوں نے متصلی میں سے کوئی حصہ لیا تو ہم اس سے دو چنڈا پیا کر میں لے لیں گے۔ تیسرے یونانیوں کے غیہ طلبہ ابھی تھا کہ ترکی افواج متعین اپارس کو صرف حفاظتی جنگ کا حکم تھا اور پیش قدمی کی اجازت نہ دینی تھی۔ چہرہ کوئی شاہانہ رمز اور حکمت ہوگی۔ غالباً اس لئے ایسا حکم دیا گیا ہو گا کہ یونانی فوج جو بقدر تیس ہزار کر آرمیا پر جمع ہوئی تھی بوجہ موجود ہونے ترکی افواج مقابل کی اپنی جگہ سے نہ ہل سکے اور ایک دن کے لئے بھی وہ آگاہ نہ چھو سکے۔ اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہوا جبکہ ترکی فوج برابر آرمیا کے مقابل ڈٹی ہوئی رہی۔ اور نہ آگے بڑھی اور نہ اس فوج یونانی کو بڑھنے دیا۔

یونانی بحری طاقت کے پھر دوسرے پر مخاضیں ترکی کی
دل خوش کن امیدیں

یونان کی بحری قوت جسکی اس قدر تعریف و توصیف ہوتی تھی بالآخر اس شعر کے مصداق ہوئی

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو ایک قطرہ خون نکلا

جنگ سے پشتر اور اہل کے مابعد یونانی جہازوں کی طاقت اور دوس کے کہتا تو انکی جنگی لیاقت کی دہ پکا تھی کہ جسکی کچھ انتہا نہیں۔ کوئی صاحب الرائے تجویز کرتا تھا کہ اوپر شکلی میں ترکی فوج بڑھی اور بخوار یونانی پڑھ پڑھنے کر مخرورہ عثمانی جہازات کو تباہ کر کے دل کا بخار نکالے کوئی اس خیال سے خوش تھا کہ اب کوئی دم میں خبر آتی ہو کہ ساحل لیوانٹ سے لیکر ساحل اسود تک کے تمام بنا اور ساحلی قلعہات سمار ہوئے جا رہے ہیں۔ کوئی حضرت یہ صلح بتاتے تھے کہ سب سے اول اس غضبناک بیڑے سے دہانہ ڈارڈینلز کو عبور کر کے قسطنطنیہ پر گولہ باری کرنا لازم ہے تاکہ سلطان دباؤ کھا کر سین اسٹیفنو کی طرح فوراً صلح پر آمادہ ہو جائیں اور یونان میں مانتی اپنی خواہشات کی تکمیل کر اے۔ اور اگر اس میں کچھ دقت ہو تو کم سے کم اتنا تو کرے کہ بندرگاہ ڈیڈی فلاح کو جہان سے بجانب مشرق قسطنطنیہ کو اور بجانب مغرب ایڈریا نول کے راستہ اور سیلونی کا کوریولی لائن جاری بن گولہ باری سے تباہ کر دیا جاوے اسلئے کہ ڈیڈی فلاح وہ ضروری مقام ہو کر پہلے سے زیادہ فوجیں گزریں۔ اور جہان پانچ غیر ملکی جہاز دقت مقرر پر آئے اور جلتے ہیں۔ پس اس بندرگاہ کے ضیاع ہو جائیے ترکی فوج متعینہ متسلح بھی تباہ ہو سکتی ہو۔ اس لئے کہ اس کے لئے رسد قسطنطنیہ سے صرف اسی راستہ ہو کر آتی ہو اور یونانی بیڑہ کے خوف سے براہ تری نہیں بھیجی جاتی غرض تمام یورپ اور مخالفین ترک کے لئے جہاز شکنیں بخش تھوڑے زیادہ ہی بھری قوت تھی۔ اور یونان نے ان اصول پر کار بند ہو کر کوشش بھی کی۔ لیکن اسکے چہ چہا کیونکہ بناوٹ دارڈینلز میں گزرنے کی جرأت کر سکتے تھے جسکے کاروں پر مالیشان قلعہ کا لہجہ ملے تھے قلعہ مجیدیہ قلعہ سفارہ قلعہ سلطانیہ۔ قوم قلعہ۔ سیدالبحر۔ ارغانیہ۔ اور قلعہ طغرل۔ وغیرہ ہوں جسکی قلعہ شکن اور قیامت خیز توپوں کے نالوں کے قطر دس دس۔ اور چودہ چودہ انچس کے ہوں جنکا ایک گولہ سوا گز کے محیط کا ایک آہنی جہاز کو غرق کر سکتا ہو۔ بچارہ یونانی

پڑہ تو منجملہ صد توپوں کے دس توپوں کے فیر کا بھی متحمل نہ ہو سکتا تھا اور جب وہ دریا نیال
 میں بھی گزرنے کا خیال نہ کر سکتا تھا تو ظاہر ہے کہ محفوظ قسطنطنیہ تو وہاں سے فاصلہ بعید تر
 واقع ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ڈیڈی غلج کو سمندر کے کنارہ واقع ہو لیکن وہ بلے ریل فوجی سٹ
 کو اڑا کر یا تو ریل سے صرف ۹۲ میل کے فاصلہ پر ہے جہاں اسی ہزار ریل فوج ہمیشہ تیار رہتی ہے
 علاوہ برین ڈیڈی غلج سے سلونیکا یا قسطنطنیہ کو سمندر کے کنارہ کنارہ ریل نہیں جاتی ہے
 بلکہ ترکی دور اندیش عاملوں نے ڈیڈی غلج سے شمال کی طرف فاصلہ دیکر ساحل سمندر سے
 دور لیجا کر لین نکالی ہے۔ پس بندر مذکور پر یونان کا قابو حاصل کرنا اور پھر ملک کے اندرونی
 جانب فوج اوتار کر لیجانا اس کے حق میں کامل بربادی بخش تھا۔ چنانچہ ۱۲ اپریل سے پیشتر
 جو ایک گردہ یونانیوں کا جہاز سے اتر کر قسطنطنیہ سلونیکا ریلوی کی پٹری اٹھا کر طے بن مقرر
 تھا بے انتہازک پاکر سپاہیوں اور پھر اس حرکت کی تجدید کی گئی۔ یہ گردہ جزیرہ سمیاس کے مقابل
 ساحل پر اترا تھا۔

نوٹ : ایک فرانسیسی اخبار کے ذریعہ سے جو افواج مالک دنیا کی تعداد سے کامل واقفیت رکھتا ہے
 حسب ذیل شمار دیا جاتا ہے۔

انتظام فوجی کے لئے سلطنت عثمانیہ سات حصوں پر تقسیم کی گئی ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر قسطنطنیہ۔
 آذربائیجان۔ ارمنستان۔ دمشق۔ بغداد۔ مواسطہ۔ اور صغایہ ہیں۔ اردو کو علی بن قیس کی فوج کو
 مرک ہے۔ نظام ردیف۔ مستحق اور اس میں ۲۰ سے لیکر ۴۰ سال تک جوان ہیں۔ گویا ہر کوئی کو بیس سال تک
 فوجی ملازمت بھگتنا پڑتی ہے۔ رنگوٹ دو قسم کے ہوتے ہیں قسم اول چھ برس (چار برس زیر علم اور دو برس
 دہرہ) نظام آٹھ سال (چار برس دل زیر علم اور چار برس دوم ردیف) اور چھ سال مستحق علی اسطرح
 علی بیس سال چھٹا پڑتا ہے۔ قسم دوم میں وہ جوان بھرتی ہیں جو قسم اول کے لئے نہیں لگے اور اس
 بھرتی کو ترتیب ثانی کہتے ہیں یہ لوگ ملازمت کے پہلے سال چھ سے نو مہینے تک بارگول میں رہ کر فوج
 سیکھتے ہیں۔ اور پھر ہر برس صرف ایک مہینے انچھوڑ کر دین ہی فواد کیا کرتے ہیں۔ فوج نظام
 حسب دستور فرنگستان۔ کمپنیوں۔ رجمنٹوں۔ بٹالین۔ بریگیڈ۔ اور ڈویژنوں پر تقسیم ہیں۔

یہ فوجی سٹ
 اور دیگر سٹ
 کے مقابل
 ہے۔

یونانی بیڑہ کی ناقابلیت محض انتہی سے صاف روشن ہو کہ ڈارڈنیلز اور ڈیڈی غلج کو چھوڑ کر
اُن صدمہ چھوٹے بیڑے ترکی جزیرہ یونین سے بھی ایک پر ماتھے نہ ڈال سکا۔ جو بحر اقصیٰ میں
بھڑے بیڑے یونین اور بحر اس کے کہ مشرقی ساحل پر کثیر دنیا کے مقابل جہاز لا کر کچھ سامان رسد
ضائع کر دیا۔ اور پلاٹا مونا۔ اور لفتوری خوری قصبہ پر حملہ کیا۔ قلعہ پر یونان پر مغیرہ گولہ باری کچھ
دیر کرتا رہا ایک مصری آگیاٹ کو گرفتار کیا۔ اور سرایشیڈیٹ لاریٹ کو پکڑ لیا۔ جو سلطان کی
جانب دارمانے جاتے تھے۔ اور کوئی کارروائی بحری اُس سے ایسی فلموں میں نہیں آئی جو قابل
بیان ہو۔ البتہ مہر می حکم لیکر یہ بیڑہ دارسلطنت آتھن سے ضرور روانہ ہوا تھا لیکن اُس سہر

۲۶ جمادی الثانی میں ایک یونانی بیڑہ تھا لیکن یہ بیڑہ جس میں صرف تین بیالین تھے
نظام میں ۲۹ کپتان انجینئرز کی تھے جن میں ۷۰۰ آدمی تھے۔ ایک حبشہ اگل بھانے والی
کی اور چندہ بیالین رافیل کے بھی تھے۔ طائیس میں ۱۲ بیالین تھے کہ جو فوج محافظ کرٹ کی طرح حصہ
اول دوم و تیسرے قسطنطنیہ اور ایل و غیرہ سے بھرتی ہوتی تھیں۔

ہر بیالین میں پہلے جنگ ۹۲۲ جان اور ۵۵ گھوڑے ہوتے تھے۔ گویا ہر حبشہ میں ۲۷۶ آدمی
اور ۲۰ گھوڑے دو چھوٹے ایک بریگڈ تھا جو۔ دو بریگڈ سہ ایک بیالین رافیل کے وزیران
کہلاتا تھا۔ اور دو وزیران ملکہ ایک اردو بتا کر۔ پیل فوج تھری بی باؤی بندوق سے مسلح تھے
بعض جھوٹوں کو ماسہ تملانی والی بھی دی گئی ہے۔ علاوہ اس کے دلدل میں ہزار کشادہ و باغ
سلجانیہ میں موجود ہیں اور ابھی کسی کو نہیں دیکھی، فوج رویت ۸۸ جھوٹوں پر تقسیم ہے۔ اور اس کی

ترتیب نظام ہی کی طرح ہے۔ فوج صرف اتنا ہے کہ تمام میں ہر بیالین میں ۹۲۲۔ اور رویت میں
۱۲۰۰۔ آدمی ہوتے ہیں۔ رسالہ میں ۲۰۲۔ اسکا ڈرن تھیں۔ علاوہ اس کے ایک فوج سواطین
کردون کی کھڑی کی گئی ہے۔ اور سید کہلاتی ہے۔ وہ ابھی گھوڑے لاتے ہیں۔ اور ان کو سوار
بھی اپنی ہی ہیں۔ سہ کار عالی تو صرف ہتھیار مہیا کرتے پڑتے ہیں۔ تو تختہ انداز میں نظام

۱۲۷۰ کے مطابق ۵۲۷۰۔ آدمی۔ اور ۱۲۵۶ توپیں ہیں۔ یہ سب ۱۶ سیدالی ۱۲ پہاڑی توپیں
میں تقسیم ہیں۔ کل فوج قاہرہ کی تعداد اسطرح سمجھیں آگئی۔

تفصیل فوج کا نظام

| ۱۰ فوج | کامل قواعد دان | کم قواعد دان | کم و بیش قواعد دان | میزا نعل |
|--------|----------------|--------------|--------------------|----------|
| ۲۵۰۰۰۰ | ۱۳۰۰۰۰ | ۱۵۰۰۰۰ | ۵۳۰۰۰۰ | نظام |
| ۲۸۰۰۰۰ | ۳۲۰۰۰۰ | ۰ | ۶۰۰۰۰۰ | رویت |
| ۱۸۰۰۰۰ | ۱۹۰۰۰۰ | ۰ | ۳۶۰۰۰۰ | مستط |

تفصیل فوج کا نظام

شاہی حکم کا اس وقت تک کچھ حال نہ کھلا کہ آیا اٹھین قسطنطنیہ نے لینے کا حکم تھا یا سلونیکا پر قابض ہو جانے کی ہدایت تھی۔ چنانچہ اول لڑکر تو ہر طرح ناقابل فتح اور دشوار گزار راستہ پر واقع ہے اور سلونیکا آزاد بند گاہ ہو۔ جسکا تجارتی تعلق تمام دول یورپ سے ہے اور چونکہ اس کے نقصان پہنچانے سے غیر ملک کی تجارت کا ہون کو بھی نقصان پہنچتا تھا اسلئے سلونیکا پر بھی گولہ باری نہ ہو سکی۔ غرض سولے مذکورہ بالا کا زامون کے اور دو تین گاؤں اٹراوینے کے دوران جنگ میں سارا بیڑہ بے نیل و مرام چارون طرف ٹھوٹا پھرا اور ایک موقع بھی اسکو اپنے نام اوجھلنے کا نہ ملا۔

سلطانی بیڑہ آزادی کی لڑائی

گویورپ بھر میں سلطانی جہازوں کو بے نظر حفات دیکھا جاتا تھا۔ اس کے متعلق طرح طرح کے تسخیر آمیز من گھڑت خبریں شایع ہوئی تھیں لیکن بالآخر معلوم ہوا کہ وہ ترکی کے حق میں بہت کچھ کارآمد ثابت ہوا۔ حالانکہ یورپ میں ٹھٹھہ باز اسی بھر دسہ پر رہے کہ سارا عثمانی بیڑہ بھرا بیڑا اور ابلے ڈارڈنیلز میں محفوظ پڑا ہے اور اس کے کپتانوں نے نوٹس دیدیا ہے کہ جہاز سمت میں چلانے کے قابل نہیں ہیں۔ گو درحقیقت ایسے ناکارہ چند جہاز ضرورت تھے کہ قلعجات ڈارڈنیلز کی پناہ میں لنگر زن رہے۔ تاہم باقی بیڑہ کے ایک بہت بڑے حصے نے وہ کام کیا کہ ہر سلطنت ایسی سرعت سے ایسا اہم کام سر انجام نہیں دے سکتی یعنی تمام ردیف و جو کو جائزہ تعداد میں ایشیائے کوچک اور اناطولیا سے طلب کی گئی تھی انہیں جہازوں نے ایک بند گاہ ہو دوسرے بند گاہ کو منتقل کیا۔ اور پھر انکے لئے لاکھوں من سامان رسد اور سامان جہاز سلونیکا کے اسٹیشن ہر جہا طرف سے لے جا کر ڈھوڑا۔ اور اس آمد رفت میں وہ وہ

احتیاطین اور حفاظتی کام عمل میں لائے گئے کہ یونانی بیڑہ جہاز تو درکنار کسی کشتی کو بھی معرض خطر میں نہ ڈال سکا عثمانی بیڑہ کے سب جہاز پرانے نہیں ہیں۔ اور جو قابل مرمت ہیں ان کی درستی نہایت چابکدستی سے عمل میں لائی گئی۔ چنانچہ آہن پوش جہاز حمیدیہ بھی ۱۸۷۸ء میں تیار ہو کر قسطنطنیہ میں داخل ہوا۔ اسکا وزن ۶۶۰۰ ٹن یعنی ۱۴۴۰۰ من ہے۔ اسپر علاوہ چند جلد چلنے والی مشینیں تو پون کے دو تو میں دس سونے انچہ قطر کی اور دو کرپ تو میں ۱۶-۱۷ انچہ قطر کی چڑھی ہیں۔ انجنوں کی طاقت چھ ہزار سو گھوڑوں کی ہے اور رفتار سے گھنٹہ ۱۳ ناٹ یعنی ۱۵ میل ہے۔ ناٹ ۱۱۵۰ میل، درمیان میں جنگی جہاز حسین عثمانی امیر البحر جو فی الحال حسن موسیٰ پاشا ہیں، مقیم رہتے ہیں مسعود بیگ جو ۱۸۷۸ء میں مکمل ہوا تھا۔ اسکا وزن ۱۲۰۰ ٹن یعنی بیڑہ سے بڑا ہے جس پر ۱۲ تو میں دس سونے انچہ کے قطر کے موہنہ کی چڑھی رہتی ہیں۔ تیسرا آہن پوش عثمانیہ اور چوتھا غریزہ۔ ہر ایک وزن میں ۶۴۰۰ ٹن ہیں ۱۸۷۸ء میں آتا رہے گئے۔ لیکن بعینہ تھوڑا عرصہ گذر انکی تجدید کی گئی۔ پچھ سو گھنٹہ وزن ۲۰۸۵ ٹن ۱۸۷۸ء میں اوتا را گیا۔

پنجم آہن پوش آگن بوت وزن ۴ سو ٹن ۱۸۷۸ء میں آتا را گیا۔ تھا لیا واک کا جہاز ۱۸۷۸ء میں اوتا را گیا۔ از میسل جہاز بار برداری نہ لینگ دریا۔ تار پیڈ و تو پد جہاز وزن ۱۱۰۰ ٹن ۱۸۷۸ء میں آتا را گیا۔ اجیر تار پیڈ و کشتی وزن ۱۵۰ ٹن ۱۸۷۸ء میں جارتار پیڈ و کشتیان ہر ایک وزن ۸۵-۸۵ ٹن ہیں۔ علاوہ ان کے دیگر تار پیڈ و کشتیان ہر وقت تیار رہتی ہیں کہ جہان ضرورت ہو تو باہر بھیجے پیدا کرنے کو موجود ہیں۔ تجارتی اور ڈاک کے جہازات بنو علاوہ ہیں۔ بیڑہ لڑائی کی آخری ہفتہ مارچ میں جب یہ بیڑہ گولڈن ہارن کو روانہ ہوتا اسوقت لاکھون تماشائی کنارہ دریا چھٹون اور پون پر جمع تھے۔ روسی سفیر ایم پیلیڈوف اور فرانسیسی سفیر ایم کمسن۔ حسن پاشا وزیر بحریہ کے ہمراہ دعائی ملاحظہ کرنے گئے۔

اور اعلیٰ حضرت امیر المومنین نے نصر لیز کو شک کے بالا خانہ سے اس نظارہ کو

معائنہ فرمایا۔ کرپٹ کے سمندر دون میں ایک ترکی آہن پوش نے شروع مایہ میں ایک یونانی جہاز آؤ قیا کو گرفتار کیا جو بعد کو نصوحی پاشا دلی بیروت کی تحویل میں رہا۔ بلج کے تیسرے ہفتہ میں ترکی جہاز علی الدین نے ایک دوسرے یونانی جہاز موسومہ ہیرا کو سخت معرکہ آرائی کے بعد عیس ۵۵ یونانی اور ترک قتل ہوئے گرفتار کر کے جرمنی جہاز کو حوالہ کر دیا۔

اس جہاز پر یونانی پارلیمنٹ کا نائب میر مجلس ایک ممبر اور ساتھ یونانی مجاہدین علاوہ سامان حرب کے سوار تھے۔

دوران جنگ میں بحری جنگ کے نہیں ہوئے البتہ اس قدر ضرورت ثابت ہو کہ عثمانی بیڑہ اوقست اسلئے تیار نہ تھا کہ وہ یونانی بندر گاہوں اور ساحلوں کو حملہ کر کے تباہ کر ڈالتا۔

اور خود پیش قدمی کر کے یونانی بیڑہ کو دارالقنا کا راستہ دکھلاتا۔ تاہم یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آئین اپنوا اور اپنے ملک کی حفاظت کرنے کی طاقت ضرور ہو اور چونکہ بیڑہ کے حملہ آور بہت کم ہیں اور سامان بھی کم۔

مثلاً ترکی بڑی فرج کی پوری کامیابی کا نظہور اور اس کے بحری حملہ کی ضرورت کا مفقود ہونا اور دول یورپ کے متحدہ بیڑہ جہازات کا سوال کرپٹ پر موجود ہونا، اس لئے یہ بھی کہا نہیں جاسکتا کہ ترکی جہازات حملہ کی طاقت رکھتے تھے یا نہ رکھتے تھے۔

حضرت سلطان العظم کو یونانیوں کا تباہ سببا دکر نا اگر منظور ہوتا تو وہ ایسا کرتے کہ اوہر بری فوجیں انکو نیست و نابود کرتی ہوتیں۔ اور ہر جہازوں کی آتشباری سے ساحلی قلعہ اور بندر گاہ پائرس۔ اور ایتھنز کو ڈھیر کیا جاتا۔ لیکن منشاء سلطانی ہرگز یہ نہ تھا اسلئے کہ جو کچھ ترحم ادھر پاشا نے نہایت درجہ کی انسانیت کو دشمن بننا ہر کیا وہ منشاء سلطانی کا حقیقت پر تو تھا۔ ورنہ انکو کون امر مانع تھا کہ مفتوحہ شہروں میں ایک رعیت کا بھی

قتل نہ ہونے دیا۔ اور بھاگتی ہوئی فوجوں کا ایک جگہ بھی تعاقب نہ کیا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو یہ یقینی تھا کہ یونانی فوج آسٹریا اور رسیا کے میدانوں میں چل کوؤن کا شکار بنی ہوتی اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ترکی بیڑہ بعد جنگ روم دروس کے اگر کسی یورپ کی بڑی سلطنت کا مقابل نہیں رہا تو وہ ایسا گیارہویں نہیں کہ یونانی بیڑہ بھی آگے نہ بڑھا۔

حسپاں کے طرفین کی فوج کا شمار

شروع ہفتہ جنگ میں ترکی اور یونانی افواج کی شمار حسب ذیل تھی۔ جو بعد کو زیادہ کمزوری

گئی۔
ترکی فوج انقسیمی فوج یعنی پیدل پلٹن ۲۰ ہٹالین - میدانی توپخانہ کی ۴ بیڑیاں کھسی توپخانہ کی ایک بیڑی سوار پیادہ کی رجمنٹ میں شامل ہیں جیسا کہ نوٹ صفحہ ۱۵ میں مفصل طور پر درج کیا گیا۔ یہ تمام جمعیت دو ڈویژن یعنی حصوں میں منقسم تھی۔ ایک کا ہیڈ کوارٹر جانتنا۔ اور دوسرے کا اوروس میں تھا۔ کمانڈر جنرل علیہ افواج ایپاٹرس کے جنرل احمد حفطی پاشا اور جنرل صوبہ جانتنا ہے۔ اول ڈویژن کے کمانڈر سعد الدین پاشا اور دوسرے ڈویژن کے سپہ سالار عثمان پاشا (شیر لونا نہیں) اور جانتنا کی جنڈامری (فوجی پولس) کے سالار اسد پاشا تھے

جنرل احمد حفطی پاشا والی صوبہ جانتنا اور کمانڈر انچیف افواج ایپاٹرس کا سن جنگ حال کے زمانہ میں ۴۰ سال کا تھا۔ یہ ایک ہنایت اعلیٰ درجہ کی قابلیت اور لیاقت کو پرانے تجربہ کار عہدہ دار ہیں۔ کارکردگی اور استقلال و متانت و مستعدی و ذکاوت میں مشہور ہیں۔ براہ راست تیزی آپکی ضرب النشل ہے۔ مونا سطر میں پیدا ہوئے اور

اس نے البانی قوم میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ۱۷۷۵ء کی خونریزی بوسنیا میں پاشا محمد کو
 سرورید۔ بلگیریا۔ اور آئینی نگر۔ کی افواج کے سپہ سالار تھے۔ جس موقع پر انہوں نے
 فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کا اظہار لیاقت کیا۔ ۱۷۷۶ء میں گوبی ڈرگ پر روسی افواج کا
 سخت نقصان کیا۔ مخالفین سلطان کا قول یہ کہ حضرت سلطان کو احمد حفظی پاشا کی لیاقت
 کا کچھ رشک ہے۔ اور اس لئے انکو ڈوثرن کی جہیل (میں اردو) سے فائز ترکوئی عہدہ
 بنین دیا ہے۔

سعد الدین پاشا کمانڈر اول ڈوثرن متعینہ ایپارس ۷۴ سال کی عمر رکھتے ہیں۔ قدیم
 زمانہ کے نہایت اعلیٰ اور منظم ترک سمجھے جاتے ہیں۔ مدرسہ عربیہ سلطانین میں تعلیم پائی ہے
 اور فوج اساتذین میں کام کر چکے ہیں۔

۱۷۷۶ء میں بمقام سیلٹریہ کمانڈنگ انچیف رہ چکے ہیں اور جنگ سروریہ کی لڑائی میں شرکت
 کئے ہوئے ہیں ۱۷۷۸ء میں عہدہ نوامادا اور ۱۷۷۹ء سے عہدہ جلیہ فوق سے ممتاز رہی
 جانینا پہنچنے سے قبل انکی نسبت بے پناہ و غیر مشہور مونی تھی کہ وہ احمد حفظی پاشا
 کی جگہ جانینا کے گورنر اور فوج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔

عثمان پاشا۔ کمانڈر ڈوثرن دوم عساکر ایپارس۔ ولایت سیواس میں ۱۷۷۵ء میں پیدا
 ہوئے (۱۷ شیعہ پلوہ بنین میں) ۱۷۷۸ء میں حصول تعلیم کی غرض سے سینٹ پٹر برگ بھیج
 کئے اور ایک روسی پلٹن میں دو برس تک کام کیا۔ ۱۷۷۹ء میں علی پاشا کے لشکر میلین
 آئینی نگر و جبل اسودا کے ایک دستہ پیدل و لشکر ہر اول کے بحیثیت کرنیل کے کمان کی
 جوفانی میں پہلا ہی لشکر سلیمان پاشا دارہ شکر میں اپنی فوج کو لے ہوئے روسیوں سے مقابلہ
 لیا اور انکے قتل و درہ شکر پر کامیابی سے روکا جو ایک بیادری کا کام تھا۔

جب محمد علی پاشا کا تقرر جلا افواج متعینہ جنوب کو و بلقان کی کمانڈر انچیفی پر ہوا تو

معاہدہ کرٹ میں یونان کی چہر دستی ترکی فوج کشی اور حفاظت

نوٹ چونکہ مغربی صوبہ ایپائرس کی جنگ کے حالات قلمبند کرنے میں جوابدہ سے بیان ہوتے چاہئیں جنگ کے اصلی وجہ اور ترکی انتظام پسندی کے اسباب لکھنے لازمی ہیں اس لئے ہمیں کچھ دیر کے لئے مختصر طور پر وجہ محاصرت فحاشین کا تحریر کرنا ہی جو اس تاریخ کے ابتدائی حصہ میں چھوڑے گئے تھے۔ اور اس موقع کے لئے محفوظ رکھے تھے محض اس خوف سے کہ ببادا تہیدی مضامین کا حصہ شروع کتاب میں زیادہ بڑھ جاوے اور اصل حالات جنگ ویر سے ملاحظہ ہونا ناظرین والا تکدین کو گراں گذرے گئے بغیر وجہ و اسباب جنگ تحریر کے کوئی جنگی کارنامہ مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے ان کا نظارہ انداز کرنا ایک ناگزیر امر تھا اور یہ موقع ان کی تفصیل کے لئے مختص سمجھا گیا اور چونکہ جنگ ایپائرس جنگ مختصی در جدا ہوتی رہی ہے اس لئے شروع سے اس کے حالات بیان ہوتے ہیں۔

یونان کی مختصر تاریخ اور ترکی سے اس کے تعلقات یونان کی تاریخ سنہ ۱۸۲۹ء قبل مسیحی علیہ السلام سے شروع ہوتی ہو۔ سنہ ۱۸۲۹ء ق م میں یونان کا بڑا شرفی حصہ آئیکا جمین شہر انہینہ واقع ہوا ایک بڑے طوفان سے جو شمال طوفان نوع کے تھا ایا تباہ و برباد ہوا کہ دو تیس سے قبل اس کی حالت تبدیل نہ ہو سکی سنہ ۱۸۲۹ء ق م میں بازنطیم یعنی قدیمی قسطنطنیہ تعمیر ہوا۔ سنہ ۵۴۴ء ق م سے ایرانوں کے حملے شروع ہو گئے۔

اگست سنہ ۱۸۲۹ء ق م میں زکریا نے یونان پر حملہ کیا لیکن اسی وادی تھرمالی میں جہاں سنہ ۱۸۲۹ء ق م کی جنگ میں مقدونیائی سپاہ نے پناہ لی ہے اس کا حملہ روک دیا گیا۔

فتوحات فیلقوس پراسکندر اعظم سنہ ۳۳۴ء ق م اسکندر اعظم کا آغاز حکومت سنہ ۳۳۴ء ق م

فتوحات سکندر اعظم برائے ان سنہ ۳۳۴ء ق م سے سلی کے باشندوں کے یونان میں تباہ کاری

۱۸۲۶ء یسٹن لوگون نے (اتلی کے باشندے) فتح کر کے چھوٹے چھوٹے صوبوں میں یونان کو تقسیم کیا ۱۸۳۰ء میں اسلامی حکومت ترکی نے زیر حکم سلطان محمد ثانی اتھینہ اور دیگر حصّے یونان فتح کئے ۱۸۳۶ء میں۔

۱۸۲۶ء یسٹن کی جہوئی ریاست نے پھر اتھینہ اور موریا کو قبضہ میں کیا ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء یونان ترکوں کے قبضہ اقتدار میں آیا ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء صوبہ توریا ونیس والوں کے تصرف میں رہا۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء روسیوں کی امداد سے ترکی کے برعکس آزادی یونان کی سخت کوششیں ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء مالدیوہ اور دلیشیا کی بغاوت بمقابلہ ترکی فرو کی گئی حسین یونانی معاون تھے ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء تھزادہ الکزیٹڈ کا اعلان آزادی۔ پانچ ۱۸۳۰ء اوسکا پلائی پر جم کے مقابلہ میں صلیبی جھنڈا اٹھ کرنا اور آزادی کے لئے لڑائی شروع کرنا ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء یونانی پیشہ ایک کا قسطنطنیہ میں مارا جانا۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء آزادی یونان کا اعلان۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء توریا اور سلونگی کو یونانیوں کا فتح کر لینا۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء ترکوں کا محاصرو کا تخت۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء جزیرہ سیو (قریب ساحل اناطولیہ) کا محاصرہ اس پر گولہ باری اور باشندہ کا قتل عام جو زمانہ حال کی تاریخ میں سب سے بڑا گناہا جو یعنی حسین ترکوں کے ہاتھ سے ۱۸۳۰ء ہزار کس قتل ہوئے۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء جزیرہ صنوبر میں قتل عام۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء کا تختہ میں یونانی قبضہ۔ ... ۱۸۳۰ء

۱۸۳۰ء آبراہیم پاشا کا داخلہ اور فتح کرنا نیویرینو اور ٹریپولزاکا۔ ... ۱۸۳۰ء

یونان انگلند کو کمک کے لئے طلب کرتا ہے جولائی ۱۸۲۵ء
 براہیم پاشا ہسلونگی کو بزور شمشیر فتح کرتے ہیں ۲۳۔ اپریل ۱۸۲۶ء
 شہزادہ یونان کے لئے یونان میں چندہ ہوتے ایضاً
 رشید پاشا اٹھینز کو دوبارہ فتح کرتے ہیں ۲ جون ۱۸۲۷ء
 میویر مینوین ترکی معمری بیڑہ کی تباہی ۲۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء
 عہد نامہ لندن بموافقت یونان جیسپر روس۔ فرانس اور انگلند کے دستخط ہوتے ۶ جولائی ۱۸۲۷ء
 ٹرون کاموریا کو خالی کر دینا اکتوبر ۱۸۲۷ء
 سسلونگی کا یونان کو دیا جانا۔ ۱۶ مئی ۱۸۲۹ء
 یونانی جلسہ قومی کا اجتماع اور آغاز جلسہ ۳ جولائی ۱۸۲۹ء
 با بعالی یونان کی آزادی کو بموجب عہد نامہ ایڈریا نپل کے قبول کرتا ہے ۴ ستمبر ۱۸۲۹ء
 بموجب ایک کنونشن کے اوتھوفاں میویر شاہ یونان مقرر ہوتا ہے ۷ مئی ۱۸۳۲ء
 مقسلی اور ایپائرس میں برخلاف ترکی عذر کا ہونا اور دربار یونان کا اس سے
 موافقت کرنا اور بالآخر ترکی اور یونان میں تعلقات کی کشیدگی ۲۸۔ اپریل ۱۸۳۲ء
 انگلند اور فرانس کا بحری سپاہ بھیج کر بندر گاہ پائرس کا محاصرہ کر دینا اور شاہ کا
 مجبوراً بے تعلقی رکھنے کا وعدہ کرنا اور تبدیل وزارت ۱۵۔ ۲۶ مئی ۱۸۳۲ء
 شاہ یونان کا کنراد کش ہو کر اپنے وطن میویریا کو واپس چلا جانا۔ جولائی ۱۸۳۲ء
 شاہ ڈنمارک بڑے ایڈمرل کناری سے تاج یونان کو شہزادہ ولیم کے لئے
 قبول کرتا ہے ۶ جون ۱۸۳۲ء
 یونانی افواج جزیرہ کارفو پر دخل کرتے ہیں ۲ جون ۱۸۳۲ء
 خدر کریٹ کے ٹرمانے کے لئے نہایت جوش و خروش کا ہونا۔ اگست اور ستمبر ۱۸۳۲ء

Convention

Bavaria

Congo, Congo

ایضاً۔ بار دیگر معہ محاصرہ بحری ... ۱۶۶۶ء
 قسطنطین یعنی ڈولک آف اسپارٹا۔ دس بعد یونان کی پیدائش ... ۱۶۶۶ء
 یونانی جہاز لوئیس ترک جہاز وینر گولہ باری کرتا ہے اور بندر گاہ ایرین داخل ہوتا ہے ۱۶۶۶ء
 ترکی اور یونان میں قطع تعلقی ہو جاس کے کہ یونان نے ہتھیار بند ہو کر کرپٹ میں مغلط کی دسمبر ۱۶۶۶ء
 بعد کو ایک کانفرس کا منعقد ہونا جس میں سلاطین یورپ کے وکیل جنوری ۱۶۶۶ء
 میں بمقام پیرس جمع ہوئے۔ انکی اصلاح منظور کی گئی۔ اور ڈپلوماتک تعلقات
 باہمی از سر نو تازہ کرادئے گئے۔ ۲۶ فروری ۱۶۶۶ء
 منجانبِ دل عظام بہ شرکت انگلستان یونان کو متصلی کا تقریباً صلہ اور
 صوبہ ایپائروس کا کچھ حصہ ترکی سے حیراؤ لویا گیا۔ ۱۶۶۶ء
 مزید حصہ وہوس کے بغاوت شہر فی روسیلیا کا فائدہ اٹھا کر لشکر یونان کا ترکی
 سرحد کو عبور کرنا اور ترکوں کے ہاتھ سے سبکا صفایا ہو جانا۔ ۱۶۶۶ء

سندھ بالا واقعات کی فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک یونان پندرہویں صدی عیسوی کے
 وسط میں سلطنت عثمانیہ کی حدود میں داخل کیا گیا۔ اس وقت سے لیکر ۱۶۶۶ء تک کوئی
 عظیم الشان واقعہ ترکوں کے خلاف وقوع میں نہیں آیا۔ سب سے پہلی تاریخ جس میں یونانیوں
 نے آزاد ہونے کے لئے بغاوت کی وہ ۱۶۶۶ء کی جنگی دوبارہ ۱۶۶۹ء میں تجدید کی گئی
 اور آخر تیسری بغاوت میں جو ۱۶۶۹ء سے شروع ہو کر ۱۶۶۹ء میں ختم ہوئی۔ روس
 فرانس اور انگلستان کی مدد سے یونان آزاد ہو گیا۔ اور ۱۶۶۹ء میں الیہ علیحدہ بادشاہ
 بنا دیا گیا۔ ۱۶۶۹ء میں پہلے بادشاہ کو جس نے ۲۹ برس حکومت کی تھی خارج کر کے ول
 ۱۶۶۹ء میں شاہ عدل کے والد کو جو اب شاہ ڈنمارک ہے یونان کا بادشاہ بنایا

جس نے اپنی جگہ اپنی دوسرے بیٹے جارج (شاہ حال) کو یونان کا تخت سپرد کر دیا۔ اسکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ پونڈ فرانسیک صرف خاص کے لئے ملے ہیں اور فرانس دروس اور ایک تیسری سلطنت کی طرف سے بھی چار چار ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے۔

یونانیوں کو حسب تقاضائے فطرت انسانی آزاد ہونے کے وقت سے ہی اپنی ریاست کی توسیع کی خواہش رہی چنانچہ سترہ صدی میں دول عظام نے بشرکت انگلستان یونان کو قسلی کا تقریباً اگل صوبہ اور صوبہ ایپائروس کا کچھ حصہ ترکی سے جبراً دوا دیا۔ اس سے یونان کی آتش ملیح و حرص اور بھی زیادہ مشتعل ہو گئی۔ اور سترہ صدی میں جب صوبہ شرقی رومیلیا بغاوت کر کے بلغاریہ سے ملحق ہو گیا تو یونان کو توسیع حدود کا پھر خط سوچا اور ترکی کو گلیہ کے معاملات میں مصروف اور پہلا ہی سالہ فورسجی کر کے کرنے کی طیاریاں شروع کر دیں اور یورپ بھی چپکا بیٹھا تماشا دیکھتا رہا۔ مگر باعالی نے پندرہ دن کے اندر لاکھوں فوج سرحد یونان پر جمع کر دی اور اس نے تھوڑے ہی دنوں میں یونانی فوج کے افسر کا جو سرحد کو عبور کر آیا تھا قلع قمع کر دیا۔ لیکن دول عظام نے پیچ بچاؤ کر کے مصالحت کر دی اس کے بعد یونان کو سوائے حال کے برسرِ فساد ہونے کی جزا نہ پڑی۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کے پورا کرنے کے لئے آرمینیا کے بیوقوف باشندوں سے محسن کشی اور منکرا می کرائی تھی یہ دیکھ کر کہ اس شورش سے مطلب برآری نہیں ہوئی تو سترہ صدی میں کریٹ کے عیسائیوں نے بغاوت کر دی۔ یہ کئی بیہنے رہی اور یونان کی گورنمنٹ نے خود بالکل خاموشی اختیار کی۔ اور ملکہ اپنے ملک کے مجاہدین کے روکنے میں رہی لیکن شروع سترہ صدی کی بغاوت کریٹ پر یونان کا باوجود اس بے بسی اعلیٰ اور کم مائی کر جو نتیجہ جنگ سے ظاہر ہوئی یکایک مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جانا اور چند سلطنتوں کے سمجھنے پر انکو ٹکا سا جواب دیدینا کہ ہم مثل تمہارے عیسائیوں کریٹ کی مظلومی پر ہر سکوت

لگائے نہیں بیٹھو رہ سکتے اور خود اپنی بھری فوج باقتی کرنیل و ساس کے کریٹ یعنی سرحد
گورنمنٹ عثمانیہ میں اتارنا صاف ثابت کر رہا ہے کہ اُس کو ماسوائے اپنی جمیعت کے
اور دین دیکر عیسائی گورنمنٹوں کے مالی اور فوجی امداد کا بھروسہ ضرور تھا۔ جنہوں نے بظاہر
بجہ چندہ الیہ آجائے کی اجازت دیدینے کی اور کس طرح کا سلوک اور کمک یونان کی
نئی اور ترکی فوجی عظمت دیکھ کر دور ہی دور سے تماشا دیکھنا پڑا۔ اور ہر چند کہ شاہ یونان
کے قریبی عزیز و اقارب میں سے چند بادشاہ اور شہزادے موجود تھے لیکن خلافت دور
امیشی اور کو سلطنت عثمانیہ سے لپٹنے لپٹنے کے تعلقات توڑ دی گئی کوئی وجہ
یہ تھی اور اس لئے نہایت سنجیدگی اور ہوشیاری کے ساتھ تمام غیر ملکی اُمراء بادشاہ اور
شہزادے جنگ گورنمنٹ کا جزو سمجھنا تاہی صاف علیحدہ رہے۔ اور بجز اس کے کہ معاملات
صلح اور شرط صلح میں نرمی کی خواہشات پیش کی گئیں کوئی ظاہری طور پر امداد یونان کا کسی کوئی پہلو
اختیار نہ کیا جس رویہ سے تمام دنیا کے مسلمان اُنکے مشکور ہیں۔

جزیرہ کریٹ کا مختصر تاریخ حال جو اصل بانی جنگ ہوا

یہ جزائر ترکی جزیرہ بحرِ روم میں یونان کے جنوبی ساحل کے متصل اور اس سیاحت سے بجانب
جنوب و مشرق ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا۔ اس کا قدیمی نام کریٹ ہے جو زمانہ قدیم میں اپنی
سوشلروں۔ کوہ اور ایک بھول بھلیاں کی وجہ سے نہایت مشہور رہ چکا ہے۔ یہی زمانہ
وہ کینڈیا کے نام سے موسوم ہے جس نام کا شہزاد کا صمد مقام بھی ہے۔ عربی میں
سکو جزیرہ یا قریطش کہتے ہیں۔ رومیوں نے اول مرتبہ ۱۶۷۰ء کو فتح
کیا تھا جس نے اہل عرب نے ۱۶۷۰ء میں جھین لیا۔ ۱۶۷۰ء میں وہ پھر یونان کے قبضہ

مین گیا۔ اور اگست ۱۸۷۷ء میں وٹس کی جمہوری سلطنت کے سقوط کیا گیا ۱۸۷۷ء
 میں بہت بڑا عذ فرو کیا گیا ۱۸۷۷ء میں ترکوں نے اسکا محاصرہ کیا اور بعد ۲۴ برس کی محنت
 شائق اور متواتر محاصرہ کے حبسین ۲ لاکھ سے زیادہ آدمی تباہ ہوئے ۱۸۷۷ء میں پورا
 جزیرہ فتح کیا۔ ۱۸۷۷ء سے ۱۸۷۸ء تک وہ نہایت نازک حالت میں رہا اور پے درپے
 لڑائیوں سے تباہ و برباد ہوا ۱۸۷۸ء میں مصری پاشا کے حوالہ کیا گیا۔ لیکن ۱۰ برس بعد وہ
 پھر براہ راست ترکی سلطنت میں لے لیا گیا اسی سال بغاوتیں ہوئیں جو ۱۸۷۸ء میں فرو کی
 گئیں۔ ۲۱ جولائی ۱۸۷۸ء کو عیسائیوں کا قتل عام ہوا جس نقصان کا معاوضہ جون ۱۸۷۸ء
 میں چاہا گیا۔ ۱۲۔ اگست ۱۸۷۷ء کو کرپٹ کے عیسائیوں نے ایک پلٹن بنام ہنا "مقدس لڑائی"
 قائم کی ۳۔ ستمبر ۱۸۷۷ء کو قریطی لوگوں نے عام جلسہ کر کے ترکی حکومت سے انکار کیا اور
 کرپٹ کی یونانی بادشاہت سے الحاق کا اعلان کیا۔ اسپر جنگ کی نوبت پہنچی اور اکتوبر
 ۱۸۷۷ء کو افواج ترکی مصطفیٰ پاشا کے زیرِ کمان کی گئی۔ ستمبر اور اکتوبر سنہ ۱۸۷۷ء میں چھوٹی
 لڑائیوں میں یونانی فتح مند نظر آئے۔ اکتوبر کے مہینہ میں یونانی سلطنت کا ایک جہاز والیئر
 اور سلمان عرب کو کینڈیا پہنچا رہا۔ ۲۶ نومبر ۱۸۷۷ء کو خانقاہ ارقسی محصور کر لی گئی
 لیکن خود مختارین کے اسکو اڑا دینے سے طرفین کا نقصان عظیم ہوا۔ ۲۸ مارچ ۱۸۷۸ء
 کو۔ اسٹریا۔ جرمنی۔ اٹلی۔ اور سوئزرلینڈ کی سلطنتوں کی طرف سے کینڈیا چھوڑ دینے کے
 لئے سلطان کی خدمت میں متفقہ یادداشت بھیجی گئی جو ۳ مارچ کو ناظر کی گئی۔ ۲۱ جون ۱۸۷۸ء
 کو روس کی سرکردگی سے پھر ایک متفقہ یادداشت لڑائی بند کر دینے کے لئے باغالی میں پیش
 کی گئی۔ جولائی میں برابر غیر منفصل لڑائیاں جاری رہیں اور ۱۹۔ اگست ۱۸۷۸ء کو ترکی
 جہاز عمر الدین نے یونانی جہاز ارقسی کو جو یونانی والیئر لئے اور جزیرہ سے عورتوں
 اور بچوں کو لیجانے میں مصروف تھا۔ بالکل تباہ کر دیا۔ ۲۲ ستمبر کو ڈیلیکٹیون نے

وزیر اعظم سے ملاقات کی اور اسی مہینہ کی ۲۸ - کو وزیر اعظم کے پہونچنے سے عذر درود ہوا
اسن کا اعلان اور ترسیم قوانین کا وعدہ کیا گیا۔ نوبر مین کامیابی کے ساتھ یونانی لوگ
جزیرہ کا محاصرہ کرنے لگے۔ اور ترکی جنرل عمر پاشا جزیرہ کے کمانڈر نے اپنے عہدہ سے
استعفا دیا۔ چنانچہ فروری ۱۸۹۷ء میں جنگ از سر نو تازہ ہو گئی۔ ۱۰ دسمبر کو ۲ ہزار پانچویں یونانی
جزیرہ کے مقابل اترے لیکن بعد چند دست بدست محاربوں کے جن میں اون کے ۶۵ آدمی
ماری گئے سب نے اطاعت قبول کر لی۔ اور یہ سب ۲۶ دسمبر کو یونان واپس بھیج دیے گئے۔
۸۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو نیا ترکی گورنر عمر آفندی داخل جزیرہ ہوا اور محاصرہ موقوف ہو کر امن قائم ہوا۔
اس مختصر تاریخ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آرمینیوں کی طرح یہاں کے باشندے بھی جو ایک
چہارم مسلمانوں کو چھوڑ کر باقی تین چوتھائی یونانی عیسائی ہیں ہمیشہ اپنی ٹھنڈا ہی سلطنت کی
بغاوت پر آمادہ رہتے ہیں اور شکل سے کوئی سال خالی جاتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی حیل و
کر کے علم بغاوت بلند نہ کرنے ہوں اور اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے کوئی دن ایسا نہیں
گزرتا کہ اپنے ہم وطن مسلمان باشندوں کے اس عافیت میں خلل انداز نہ ہوتے ہوں چنانچہ
اس صدی میں آٹھویں مرتبہ شروع سال ۱۸۹۷ء سے پھر وہ ہی پیچیدہ جھگڑا ہوا اور کبھی
نہ تمام ہونے والی مفسدہ پرواز یونان اور بغاوت کا زور شور سے آغاز ہوا۔ ان فسادات کی
اوٹ کی غرض ہمیشہ یہ رہی ہے کہ سلطنت ترکی کو مجبور کر کے اور سلاطین یورپ سے زور ڈالو اگر جزیرہ
کریٹ کا الحاق کسی کسی طرح یونان سے ہو جائے جو ان کی قومی سلطنت ہے

جزیرہ کریٹ کا جغرافیائی تذکرہ۔ یہ جزیرہ ۳۵ درجے اور ۲۵ درجہ ۴۵ دقیقہ عرض البلد
شمالی کے درمیان اور ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ طول البلد شرقی سے لیکر ۲۶ درجہ ۲۲ دقیقہ تک
پھیلا ہوا ہے۔ اور اس نے حول کل جزیرہ کا ۱۹۰ میل اور عرض زیادہ سے زیادہ چوڑے مقام
پر ۴۸ اور تنگ سے تنگ جگہ ۱۵ یا ۱۶ میل ہے۔ رقبہ ۳۴۰ میل مربع کے قریب ہے۔ قریب ترین

ساحل ایشیائے کوچک سے جزیرہ کے صدر مقام کینڈیا کا فاصلہ ۱۶ میل اور تیغیہ دریا کی
یونان سے اس کے ایک بندرگاہ کینڈیا کا فاصلہ ۱۷ میل ہے۔ قسطنطنیہ سے سمندر کے
راستہ ٹھیک پانچ سو میل اور اسکندریہ بندرگاہ مصر سے ۲۵۰ میل کی دوری پر ہے اور بحر
روم کا انگریزی فوجی اسٹیشن یعنی جزیرہ مالٹا کو کریٹ کے غربی ساحل سے بخط مستقیم چار سو میل کا
فاصلہ ہے۔ صدر مقام جزیرہ کا شہر کینڈیا ہے جو شمالی ساحل پر واقع ہے۔ دوسرے شہر پورٹو شہر اور
فیبے کینڈیا۔ ریچی۔ مو۔ قسطنطریہ۔ سیلینیہ۔ اسپینا۔ ٹوگا۔ سیٹیا۔ کسموس۔ اسفیکیا۔ اور پورٹو
ہن۔ کل جزیرہ میں شرفا غرنا ایک کوہستانی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جس کے سب سے اونچی چوٹی وسط
جزیرہ کے قریب کوہ اٹھا کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ زمین زرخیز اور چھوٹی ندیوں کی کثرت
سے خوب شاداب ہے۔ نارنگی۔ انگور زیتون کے درختوں کی کثرت سے تمام جزیرہ نہایت
خوشنما معلوم ہوتا ہے۔

جزیرہ تین صوبوں میں منقسم ہے یعنی غربی حصہ کینڈیا اور میان ریٹی مو اور مشرقی
کینڈیا کا صوبہ ہے۔ ان سب پر ایک ترکی گورنر اور ایک فوجی کمانڈر باب عالی کی طرف سے
متعین رہتا ہے۔ معمولی تعداد فوج کی جو یہاں مقیم رہا کرتی ہے ۱۵ ہزار ہے۔ اس جزیرہ کو
پہاڑوں میں بہت سے دے اور گھاٹیاں اور گوبھا میں ایسی ہیں جو قدرتی واقعات کو زنا کی
باد میں اب تک تازہ رکھتے ہیں۔ خاص خاص پیداوار اور تجارتی اشیاء یہاں کی روغن و انعم
نیل۔ ریشم۔ شراب۔ صمغیات۔ آدن۔ نارنگی۔ لیمون۔ شہد۔ اور موسم اسی اور
بادام ہیں۔ باقی تمام یونانی مجمع الجزائر کے باشندوں سے کریٹ کے باشندے زیادہ
توسند اور طاقتور ہوتے ہیں۔ لیکن ذہن و ذکاوت میں یونانیوں کے ہم پلہ کہاں کہیں
بہت ہی کم ہیں۔

آبادی جزیرہ کی ۳ لاکھ کے قریب ہے جس میں ایک حصہ سے زیادہ مسلمان اور ۳

کم یونانی عیسائی ہیں۔

فروری ۱۹۱۷ء میں مفسد پردازی کا زور شور اور یونانی اخلت

اہل کرٹ جب شروع سال میں بجد دست اندازان کرتے کرتے مسلمانوں کی جان مال کا سخت نقصان کرنے لگے تو عنانِ مسبردخل اونکے ہاتھ سے بھی جھوٹلی اور اپنی دشمن پرہیزگار وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دینے لگے۔ سلاطین عظام کے جنگی جہازات نے اسن قائم کرنے کی عزم سے سواحل کرٹ کو محصور کر لیا۔ پتا پتہ فروری کے شروع میں باہمی خانہ جنگیوں میں ایک عیسائی جج اور چار مسلمان ہلاک ہوئے اسپر مسلح مسلمانوں کی جماعت نے کثیر التعداد عیسائیوں کو ہیا تک نچا دکھایا کہ وہ غیر طاقتوں کے جہازوں پر جا کر پناہ لینے لگے۔ اور انہیں محاربوں میں جب مکانات کے منہدم ہونے اور تین عیسائیوں کے قتل ہلاکت کی خبر شہر ہوئی تو یونانی گورنمنٹ نے جنگی جہازوں کی روانگی کا حکم جاری کیا۔ اور بدامنی دیکھ کر انگریزی فرانسیسی۔ اور اطالین جنگی جہازوں کی سپاہیوں نے کینیا کے بازروں میں پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اسپر بھی عیسائی براہِ غیر ملکی جنگی جہازوں پر جا کے چھتے رہے تمام جزیرہ میں آتش عدا و مشتعل ہونا شروع ہو گئی۔ یونان میں بیلک جلسے منعقد ہو کر گورنمنٹ پر زور ڈالنے لگے کہ وہ فی الفور جزیرہ کو اپنی سلطنت سے ملحق کر لے۔

۱۲۔ فروری کو یونانی گورنمنٹ نے لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان کو ایک یادداشت روانہ کی جس میں یہ درخواست تھی کہ کرٹ میں ترکی سپاہ کو داخل ہونے سے روکا جاوے ورنہ خود یونان اس کے روکنے میں اس قدر کوشش کریگا جہا تک اس کا مقدر

یہ یادداشت نہایت ہی قرد آمیز تھی۔ لہذا اور سلاطین نے قصد کر لیا کہ یونان کو کریٹ میں مساد بڑھانے سے باز رکھیں گے۔ اور باغیوں کو بھی خاموش کرنے کی کوشش کریں گے۔ یونانی امیر البحر نے اطلاع دی کہ کینیا پر گولہ باری کرنے سے ۸ گھنٹہ پیشتر غیر ملکی جنگی جہازوں کو مطلع کیا جاویگا۔

انہیں تاریخوں میں ایک معمولی ترکی جہاز کو جو کینڈیا سے روانہ ہوا تھا یونانی جنگی جہاز نے گھیر کر اوپر گولے مارنے شروع کئے جس سے مجبور ہو کر وہ پھر کینڈیا کو واپس آگیا۔ عیسائیوں نے قلعہ کینیا پر گولہ باری کی جس پر قسطنطنیہ کے سفراء دول نے سلاطین کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے حفاظت کی غرض سے کینیا۔ سر پیٹو۔ اور کینڈیا پر قبضہ کرنا لازم ہے انگریزی جنگی جہاز ڈسریاڈ۔ ہاربر اور بلیوینر۔ اور ایک تارپیڈو پر کرنے والی کشتی سمی۔ بے آرمہنٹ مالٹا سے کریٹ کو روانہ ہوئی۔

۱۴۔ فروری کو یونان کے تین جہاز فوج سے بھرے ہوئے کریٹ کو روانہ ہوئے۔ اور اسی تاریخ کو پندرہ سو سالہ شاہزادہ ولیم چھوٹے بھائی نے جو تو پخانہ کے سپہ سالار ہیں محسلی کی طرف کوچ کیا۔ سلاطین کے جواب طلب کرنے پر گورنمنٹ یونان نے جواب دیا کہ جو کارروائی وہ کریٹ کے معاملہ میں کر رہی ہے وہ اسکی خود ذمہ دار ہے۔ کینیا پر عیسوی گولہ باری ہونے سے تمام سفیر معطل و حیاں جنگی جہازوں پر پناہ گزین ہو گئے۔ ۱۹ فروری کو تارآمدہ لندن سے ظاہر ہوا کہ سلیمانیہ کے قریب ۱۰۴ مسلمان جن میں بیس عورتیں اور ۶۴ بچے تھے عیسائیوں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے۔ اسی عرصہ میں یونانی فوج نے ۱۵ فروری کو پینڈی کر کے ایک ترکی قلعہ کو چھین کر ۲۵ ترک قید کر لئے اور ترکی فوج کو مجبوراً کینیا کو واپس آنا پڑا۔ ۱۴ فروری کو تمام دن شہنشاہ ولیم جرمن نے سفارت خانوں

اور مجلس وزرا میں معاملہ کریت کے مشورہ میں گذارا اور اسی طرح ایم ہنونا وزیر فرانس نے فریاض مقدّمہ کریت کے مشورہ میں سفر اربعہ ہول کے ساتھ گذاری۔

شاہ یونان کا ایڈیٹنگ کرنیل واساس فوج یونانی متعینہ کریت کا سپہ سالار کیا گیا اس نے کینیا کے قبضہ کی اہل کریت کو اطلاع دی۔ اور گورنمنٹ یونان نے دوسرے سلاطین کی صلاح کی مطلق پرواہ نہ کی۔ بلکہ اونکی دیکھو کچی بھی اس کان سنا اور اس کان اوڑا دیا۔ آغاز مارچ میں۔ سلاطین نے ایک متفقہ یادداشت دولت عثمانیہ میں پیش کی اور اگلی ایک نقل گورنمنٹ یونان کو بھی روانہ کی گئی اوسمیں درج تھا کہ کریت آئندہ سے سلطان ترکی کے زیر نگرانی ایک خود مختار دولت تصور کی جائے۔ اور یونانی سپاہ چھ دن کے اندر کریت کو غالی کر دے۔ ورنہ یونان سے نہایت سختی کا برتاؤ ہوگا۔

معاملہ کریت یونان کا جوش و خروش اور دیگر طاقتوں کی دست اندازی

تمام یونانی اخبار گورنمنٹ کو رائے دیں گئے کہ کریت کے معاملہ میں ہرگز دوسرے سلاطین کی تجویز نہ منظور ہو اور اوقی سپاہی سے لیکر اعلیٰ درجہ کے عہدہ دار تک کو یہ جوش تھا کہ یونان سے مزید ملکی فوج کے نہ بھیجے جانے پر وزیر جنگ نے اپنی خدمت سے استعفا دیدیا اور ایجنٹ کے پیر بادی نے آرک بشپ آف کسٹربری کو لکھا کہ عیسائی مسیح کے نام پر کریت کے عیسائیوں کے لئے ہر ملک سے امداد طلب کی جائے۔ دسکین آرک بشپ موصوفوں نے اوپر توجہ نہ فرمائی اور بسکسٹن باربیٹو اطالین جمہور کا ایک ڈپٹی اپنے ملک کے والیٹر لیکر کریت جانے کے لئے ایجنٹ میں وارد ہو گیا۔ م مارچ کو ایجنٹ میں

جوش و خروش کی کچھ انتہا نہ رہی۔ اور اسی تاریخ کی شام کو ایک مجمع کثیر جنگ جہانگیر نے
 انگریزوں کو مارا تھا۔ ایوان شاہی کے احاطہ میں جلس آیا۔ ولیم ہد صاحب نے بالاقانہ کی کھڑکی
 سے اونکی طرف مخاطب ہو کر بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور نصیحت کی کہ ہر کام خوشی اور
 آسستگی سے کرنا لازم ہے۔ بجائے مستغنی وزیر جنگ کے دوسرا شخص وزیر مقرر ہو جس نے
 فوج کے تمام افسروں کو ہمہ وجہ مستعد اور تیار رہنے کی ہدایت کی اور نہایت سرگرمی
 سے توجانہ کی بٹریان سرحد کی کیڑوں کو روک کر روانہ کرنے میں مصروف ہوا۔ اور لندن کے ہم پلج
 کے تار سے واضح ہوا کہ ہاؤس آف کامونس کے چند اراکین نے جنین سرچارلس ڈلکی
 اور مسٹر ہربرٹ گلیمپسٹون شریک تھے شاہ یونان کو ایک تار روانہ کیا جس میں اونکی بید
 تعریف کی گئی۔ کیونکہ اونھوں نے کریٹ کو مہذب بنانے اور وہاں امن قائم کرنے میں
 بہت سعی کی۔ یہ تار محض پرائیوٹ رعایا کی اخصیت ہو تھانہ کہ ہمیشہ سرکاری مسبر پارلیمنٹ
 کے پلج کو یونان نے گورنمنٹ عثمانیہ کو یادداشت بھیجی کہ اگر وہ ترکی فوج کو مقدونیا
 سے ہٹائے تو یونان بھی اپنی فوج وہاں سے واپس بلانے کے لئے تیار ہو۔ اسی تاریخ
 کو باب عالی نے سلاطین کی یادداشت کا جواب دیا کہ اسکو اکثر تجاویز اصلاح قبول ہیں
 لیکن آزادی کریٹ کے معاملہ میں بحث کی ضرورت ہے۔ اس کے دوسرے روز معلوم ہوا
 کہ سلاطین عظام کے امیر البحرین نے تجویز کیا جو کہ بہ پادشاش کھ ورازی یونان اسپر
 سختی واجب ہے اور اس لئے بندرگاہ پائرس (یہ تھینہ کا بندرگاہ ہے) اور کریٹ
 کی آمد و رفت جہازات بند کر دی جاوے۔ اور جو یونانی جہاز تعمیل حکم نہ کریں اونکو گرفتار
 کیا جائے لیکن ایسے ہتھوڑا وزیر فرانس نے اس سے اختلاف کیا۔
 اور کہا کہ جب تک حمیر آف ڈیوٹیز میں مشورہ نہ کر لیا جاوے گا تب تک یونان پر
 کوئی سختی روانہ نہیں کی جائے گی۔

سلاطین کی یادداشت پر یونانی گورنمنٹ کا جواب اور سلاطین کی عملی دست اندازی

۹۔ مارج کا تاثر ظہر ہوا کہ یونانی گورنمنٹ نے جو جواب سلاطین کو دیا وہ یہ تھا کہ فقط کریت کے خود مختار بنانے جانے سے موجودہ مشکلات کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے سبب ہی جوش اور بغاوت ہرگز کم نہوگی۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ یہ جزیرہ گورنمنٹ یونان کو دیدیا جاوے اور فوج کے واپس بلانے کی نسبت یہ جواب ہے کہ یونان ایسا کر کے وہاں کے عیسائیوں کو مسلمانوں کے اختیار میں دیدینا ہرگز نہیں چاہتا۔ مان بھری فوج اور بیڑہ جہاز کا حصہ کسی قدر واپس لیا جاسکتا ہے اور یہ امر کہ کریٹ میں کس طرح کی گورنمنٹ قائم ہو وہیں کے باشندوں پر چھوڑ دینا چاہئے اس تہمیدانہ جواب سے کریٹ برٹن کو تشفی حاصل نہوئی اس لئے کہ یونانی فوج کے کریٹ میں رہنے سے برابر عیسائی اور مسلمانوں میں کشت و خون جاری رہے گا احتمال تھا۔

۱۲۔ مارج کو خبر ملی کہ روس کی گورنمنٹ نے ایک سرکار سلاطین عظام کے نام جاری کیا جس میں تجویز کی گئی کہ چھ بڑی سلطنتوں میں سے ہر ایک فوراً دو دو ہزار آدمی کریٹ میں اوتار کر جزیرہ کا قبضہ حاصل کریں تاکہ یونان اپنی فوجیں طلب کرنے پر مجبور ہو۔ جرمن اور آسٹریائیے قریب فوج کے بھیجنے سے اختلاف کیا اور جب سلاطین کے مشورہ سے یہ امر طے پایا کہ یونانی فوج کا کوئی جواب نہیں۔ بلکہ یونان و کریٹ کا بھری راستہ فوراً بند کر دیں تاکہ آمد و رفت یونانی جہازات کی تردد ہو جاوے۔ یونان نے ایک اور یادداشت نافذ کی جس میں تحریک کی گئی کہ کریٹ میں امن پھیلانے کا کام یونانی فوجوں سے لیا جاوے اور یوپیو طاقین اس میں

اسکا باہنہ بتائیں اور یہ بھی تجویز کیا کہ اسن قایم ہونے کے بعد جب تک اہل کریٹ کی رائے صحیح نہ معلوم ہو کہ آئندہ انتظام حکومت کی بابتہ اوکی کیا مرضی ہے اسوقت تک ترکی بطور اعلیٰ حکومت کے جزیرہ کی سرپرست ہو۔

آخر ہفتہ پارچ میں عیسائیوں کی مسلمانوں پر سخت زیادتی اور قسطنطنیہ میں ترکوں کی جو شکوہ ترقی

۲۴ - اور ۲۵ - پارچ کو دن بھر کینٹا کے گرد و نواح میں نہایت خونریزی ہوتی رہی اور مسلمان مرد بچے اور عورتیں گاجر مولیٰ کی طرح کاٹے گئے۔ اکثر مقامات پر باغیوں کا قبضہ ہو گیا یہاں تک کہ قلعہ ملاک کو بھی چھین کر خاک سیاہ کر ڈالا گیا حالانکہ اس منٹ تک جنگی جہازوں کو بارہا ہوتی رہی مگر اب غنی لوگ کی سطح ظلم و ستم سے باز نہ آئے۔ انہوں نے موجودہ قیل استداد ترقی ج کا تعاقب کے خوب شکار کیا اور یہاں سے بھی بڑے مقامات ملیسا وغیرہ میں ترکوں کو چار و نظف سے گھیر کر یا۔ نے میں مشغول ہوئے جبکہ دوبارہ جنگی جہازوں سے گولہ باری کی ضرورت درپیش ہوتی چھین دو سو ہفصدین کے قریب ہلاک ہوئے۔ اب ان مسلمانوں کے پیچھے کشت و خون نے تمام ایشیائی کوچک اور یورپی روم کے ترکوں کو بھر کا دیا۔ اوکی رگ سمیت جوش میں آگئی اور یہ جوش ان کا کچھ نہ جاننا اٹھوں نے کیا عرصہ مدید تک دنیا کو اپنا صبر و تحمل خوب نمایاں طور پر دکھلایا۔ چنانچہ ان یونانیوں کے خلاف قسطنطنیہ میں ایک آتش غضب مشتعل ہوئی۔ لندن ۲۶ مئی کی دہری رات کے وقت اطلاعی تار برقیان روانہ کر کے ضرورت پڑی کہ قسطنطنیہ میں ترکوں کو بھیج جوش ہی اور دمان کی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے۔ یونانی بوجہ خوف قتل ہتھیار بند ہوئے ہیں اس تارخ کو غیر ملکی جہازوں نے پھر باغیوں پر گولہ اندازی کی جو خلیج سودا کے سامنے قلعہ ملاک کے نیچے کو موہہ بندی میں مصروف تھے۔ اسی روز جزیرہ غاڑے میں ج

کریٹ کے جنوب میں واقع ہے یونانیوں نے ترکوں پر دھاوا کر کے انکے بہت سے آدمی قتل دہلا کر ڈالے۔ اور بعض مفسدین نے ایک انگریزی دوغالی کشتی پر بھی گولے مارے۔
۴۔ پارچ کو مالک اجنبیہ کے امیر البحران نے سلاطین سے درخواست کی کہ ہر ایک سلطنت فوراً ایک ایک زاید پلٹن کریٹ کو بھیجے تاکہ جدید مقبوضہ شہر مفسدین کی حملہ آور ٹپسی سے محفوظ رہا جاوے۔ ۴۱ کو مفسدون نے دروز کی جنگ کے بعد قلعہ اسپنا لونا فتح کر لیا اور ایک ترکی جہاز جس میں سامان حرب تھا غرق کر دیا اور قلعہ یزیدین واقع قلعہ سوڈا پر حملہ کیا جسکے فوڈ کرنے اور قلعہ پر قبضہ رکھنے کے لئے بڑے جہازات نے باغیوں پر گولہ باری کی اور کچھ مجموعی فوج قلعہ کی طرف بھی گئی۔

اپریل کی کارروائی متعلق بہ کریٹ

- ۲۔ اپریل کو سرکار بریطانیہ نے ایک خریدہ ہاڑی نو پختہ اوز ۱۸ توپچی کریٹ کو روانہ کئے۔
- ۳۔ اپریل کو دس ہزار باغی بزدلوں نے کینیا سے نکل کر ایک وٹری میں باغیوں سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور نقصان عظیم اٹھایا۔ ترکی گورنر اور اطالین انیسروں نے جنگ بند کرائی۔ اور باغی باخوق کو کینیا میں واپس لے جا کر اونسو ہتھیار کھلائے۔ ۵۔ اپریل کو کینیا کے امیر البحران کو حکم ہوا کہ یونان کی جابرانہ زیادتی ہولناکی و جیسے وہ سب ملکر بندرگاہ پائوس (ایتھنز کا بندرگاہ) کو بند کر دیں۔
- اسی عرصہ میں سرحد تسلی ترکی فوجوں سے لبریز ہو گئی اور جنگ کے لئے ترکی عساکر میں اس قدر جوش پھیل گیا کہ لوگ اشارہ ہوتے ہی وہ یونان کو دھون و مار کر دیں
- ۹۔ گوبتا ایدو مشورہ گورنمنٹ روس کے سماجی سلاطین سے دولت عثمانیہ اور شاہ یونان کو اطلاع دی کہ زیادتی کرنے والوں میں جو کوئی بھی قتیاب ہوگا

اوسکو فتح و ترہ نہ ملنے دیا جائیگا۔ اسی تاریخ کو ایجنٹ جنرل جوش میرک اٹھا۔ لوگ
جوق جوق نعرہ ہرے جنگ مارتے پھرتے تھے حتیٰ کہ سلاطین کی ایک اویادوشہ
جو مہنتہ اول کے انتقام پر یونان کو بھیجی گئی کوئی توجہ ایجنٹینین نہیں کی تھی
ولیش فینوزیلر اور سیفور تھہ کی بقیہ فوج انگلینڈ کی طرف سے اور مزید ملکی
ہاہ روس کی طرف سے کریٹ میں داخل ہوئی جہاں برابر دوسرے جنگ جاری تھی
۹۔ اپریل کو باغیان کریت نے کسموس کا محاصرہ شروع کیا۔ اور بحری سپہ سالار دن کو مسلح
کیا کہ اگر وہ اوپر گولہ باری کریں گے تو اوسکا جواب ترلی بہ ترکی دیا جائیگا

اسی تاریخ کو مسلح یونانی بیقاعدہ گروہوں کے ۱۲ ہزار آدمیوں نے ترکی سرحدوں پر
لکڑیا کے قریب عبور کیا اور منکو خیل میں گھیر کر ترکوں نے شکست فاش دی دس
سرحد کی کاروائیوں کا مفصل حال سلسلہ طور پر ابتدائی مین لکھا جاجاتا اس حکم پر
کریٹ اور ایبارس کے معرکوں کی تفصیل تحریر کی جانی ہے۔

۱۰۔ اپریل کو باغیوں نے غیر ملکی جہاز پر حبسین پناہ گرین سلمان بھی سوار تھے گولہ باری کی
اور اوسکا جواب جہاز سے دیا گیا۔ سلطان المعظم نے کریٹ کے ساحل میں صفیل
دیر ہونے سے جو نقصانات عظیم واقع ہوئے تھے سلاطین نظامتہ اسکی شکایت
کی اور ۱۱۔ اپریل کو پھر دہا کی مسلسل خونریزی کے امنو سناک نین برائو منویہ کیا
باقاعدہ ترکی اور یونان میں اعلان جنگ ہو گیا۔ سلاطین میں بنادریونانی اور
بحری راستوں کے بند کر دینے کی کامل تجویز ہو گئی۔ اٹلی سے بھی ایک بڑی فوج
اور دہلپٹینین کیا نہ میں پہونچ گئیں

۲۲۔ اپریل۔ کرنل واساس سپہ سالار افواج یونان معین کریت نے امیر المجر دن سے
استفسار کیا کہ سلاطین دولت عثمانیہ کے موافق ہیں یا مخالف کیونکہ اوس نے

کہا کہ ترکوں پر حملہ کرینکا حکم ہوگا۔ ان تاریخوں میں سرحد پر نہایت تیزی سے جنگ طاری تھی اور ترک میدانِ مقسلی میں بڑھ آئے تھے۔ شاہی خاندان کی وہ نازک حالت ہوئی کہ ایک جہاز اس لئے ہر وقت تیار رہتا تھا کہ ضرورت کے وقت فوراً اپنے شاہی مسافروں کو غالباً ڈنمارک میں آنا آوے جہاں خود شاہ جیاج کے بوڑھے والد امینِ امان سے سرپر حکومت پر جلوہ گر ہیں۔ ٹرناوا اور لومیا کی نہریت سے کرنیل داساٹین بھی دم نہیں رہا وہ چاہتا تھا کہ مقسلی کا بدلہ کرے بے گناہ اور غیر مسلح مسلمانوں کا خون بہا کر نکالے اور اسی لئے اُس نے امیر البحرین سے دریافت کیا کہ سلاطین کا تعلق ترکی سے کیا ہے۔

۲۹۔ کے تار سے معلوم ہوا کہ سلاطین نے تجویز کیا کہ کرنیل واساس یونانی فوج کو کریت سے واپس لے آوے اور اگر گورنمنٹ یونان ایسا کرنے میں تامل کرے تو کوئی بارہ جنگ میں دخل نہ دے اور گیکہ کرنیل واساس کو واپس بلالینا ثابت کر دیکھا کہ یونان سلاطین کی اطاعت سے باہر نہیں ہو۔ علی ہذا شاہ جرمن نے سخت شرط کی کہ جب تک یونانیوں سے کریت نہ خالی ہو جاوے گا تب تک وہ جنگ کے معاملہ میں ہرگز دخل نہ کرے اور بالآخر مقسلی میں شکست کھا کر یونان کو نہایت مجبوری اور شرمندگی کے ساتھ کرنیل واساس کو معہ فوج کے کریت سے واپس بلانا پڑا۔ چنانچہ ۹ مئی کے تاریخ سے معلوم ہوا کہ وہ ایتھینز میں لوٹ کر آگیا۔ اور گورنمنٹ یونان نے سلاطین کو اطلاع دی کہ رفتہ رفتہ کل یونانی افواج کریت سے واپس کر لی جاؤ گی۔ اور امینِ ظاہر کی کہ جنگ ترکی و یونان کے تصفیہ کرنے میں وہ جلد مدد دینگے لیکن سلاطین کو اس رفتہ رفتہ تسفی نہیں ہونی سلطانِ اعظم نے جو کریت کو خود مختار کر دینے کا وعدہ کیا تھا وہ باوجود فتحِ مقسلی کے بچہ نہ شریطاً اُس پر قائم رہے۔

۱۲۔ مٹی۔ سلاطین کی تجویز پر یونان نے کامل اطاعت کا اظہار کیا اور شرائط مجوزہ جرمنی کے بموجب یونان کو ایک نوٹ دیا گیا جسکو اس نے بلا کم و کاست منظور کر لیا۔ اسی تاریخ کو کریٹ سے یونانی لشکر واپس ہونا شروع ہو گئے۔ اور ۲۲۔ مٹی تک تمام بیفینیائی سپاہیوں سے جزیرہ بالکل خالی ہو گیا۔

واقعات مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ بناءً مخاصمت جزیرہ کریٹ ہوا اور چونکہ بوجبات چند در چند سلطان المعظم کو یونان کی تجدید اعلیت کا پہلے سے اندیشہ تھا اس لئے سامان جنگ کے متحرک کر نہیں انہوں نے وہ علاقہ تدبیر قبل از جنگ اختیار فرما لی جس سے بہتر ناممکن تھی اور اس حسن طریقہ سے جنگ کی تیاریاں ہوئیں کہ باوجود موجودگی کے تعداد سوار، دول خارجیہ کے جو سلطنت کے ہر بڑے شہر میں مقیم رہتے تھے سلاطین یورپ اور ملک کو کوئی خاص توجہ نہ دیکھتے تھے نہ آئی اُس وقت تک کہ درہ لمونا کے مقابل طبل جنگ بجایا۔ یونان نے اول پیش قدمی کی اس میں لو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ کریٹ میں کرنیل واساس کا داخل ہونا غنیمت کی فوج کاترکی صدر میں داخل ہونا تھا۔ تھسلی کی طرف ابھی کوئی چھپر چھاڑ نہ ہوئے پانی تھی اور اسی بنا پر اعلان جنگ کا باضابطہ عمل میں لانا اختیار کیا گیا۔ حالانکہ جنگ اپریل کے دوسرے ہفتہ میں شروع ہوئی لیکن یونانی جہاز نو میں لیکر ۱۵۔ فروری سے کریٹ کی جانب چل پڑے تھے جنہوں نے جزیرہ میں داخل ہو کر اور باغیوں کے ساتھ ملکر مسلمانوں پر جو سختیاں کیں وہ ناگفتہ بہ ہیں انہوں نے جزیرہ کے تمام اندرونی آباد مقاموں کے مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے قلعوں پر تسلط کر لیا اُنکی تمام جائداد مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ باغات اور لاکھوں زیتون کے درختوں کو کاٹ ڈالا۔ پس ترکوں کو سوائے ساحلی شہروں کے اور کہیں پناہ لینے کا ٹھکانہ نہ تھا۔ چنانچہ علی گ کو ایک ساحلی قلعہ پر بھی جہان نگوں نے اپنی کھوپڑی کھینچ کر رکھی۔ غیر ملکی جہاز کچھ عرصہ تک ساکت رہے یہاں تک کہ یونانی قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اور تمام محصور ترکوں کو قتل کر ڈالا

تب آسٹریا کے ایک جہاز نے یکدم ٹھکانا ظلم دیکھ کر گولہ باری شروع کر دی جس سے تھوڑے عرصہ میں قلعہ سمار ہو گیا۔ اور تمام یونانی بھی بجز معدودے چند لوگوں کے اسی جگہ ہلاک ہو کر تب بھی یونانی مقتولین کی تعداد قلیل تھی نیز آسٹریا کے ایک جلی جہاز نے دو یونانی باربر داری کے جہازوں کو جو سامان حرب اور خفیہ اسباب یونان سے کریت کو لارہے تھے گرفتار کر لیا۔

ان دونوں جزیرہ میں بعد ایک قتل عام کے صرف سو سو آسٹریا کے رہنے والے تھے اور انہوں نے ایک قلعہ میں پناہ لی تھی وہ بھی یونانیوں کے دستِ ظلم سے بچے اور سب ہلاک کر دیے گئے باوجود اس کے کہ سلطان نے اپنی مسلمان رعایا میں امن قائم رکھنے کی غرض سے کریت کی خبروں کو مشہور نہ ہونے دیا تاہم رفتہ رفتہ ان مظالم کی خبروں نے مختلف ذرائع سے آستانہ پائی مسلمانوں کی جوش و خروش اور غصہ کا کچھ ٹھکانا نہ رہا۔ تاکہ مسلمان سلطان کی نرمی اور سہولت پر غم کھانے اور افسوس کرنے لگے حتیٰ کہ اگر بخت یونانیوں کو کافی سزا دی کی جرات نہ دکھائی جاتی تو کچھ بعید نہ تھا۔ کہ سلطان کا تاج و تخت تو دیکھنا مسلمانوں کے ہاتھ سے شاید وہ قیمتی جان بھی جونی زمانہ بائیس کروڑ مسلمانوں کی جان ہے معرض خطر میں پڑ جاتی۔ جوشِ حمیت کا کچھ ٹھکانا نہ رہا بلکہ عام خیال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر اسی طرح مسلمانوں کا قتل اور ان کی تباہی اور جزیرہ سے بے دخلی رہی تو افواج عثمانیہ شاید خود عمان اختیار اپنی ہاتھ میں لیکر میسائیون سے بدلہ لینا شروع کر دیں گے۔ (افواجِ مقیمہ) جواول سے آخر تک باوجود گشت و خون رعایا کے دست اندازی نہ کی وہ مسلمانوں کے روکنے سے ہوئی کیونکہ وہ انکی امن قائم کر نیکا ذمہ خود شایانِ یورپ نے لے لیا تھا اس لئے کہ ترکی جو جلی دست اندازی سے شاید مذہبی رنگ چڑھ کر بغاوت کو اور ترقی نہو اگر عثمانیہ فرج اس اخلاقی طور پر سے دست دھکر دیکھتی تو اس قدر طول نہ کھینچتا اور کم سے کم مسلمان تو اس افسوسناک حالت سے تباہ و برباد نہ ہوتے) لیکن خدا کے

نہیں ہے بلکہ ان کا کام سردیوں سے لینا چاہئے یعنی تلوار اور سنگین سے انکی مزاج پر سی کر لینا کافی ہوگا پس البانی فوج کی طرف سے ایک فیر نہوا بلکہ ان بہادر دن نے شہر میں
 میں مجاہدین یونانی کو سنگینوں پر رکھ کر ٹکرے ٹکرے کر ڈالا چنانچہ دو ہزار میں سے مشکل تمام
 تین سو آدمی جان بچا کر بھاگے۔ اور باقی سب دین کھیت رہے۔ اس کے بعد ہاتھ اعدہ
 فوجوں میں زور شور سے لڑائی ہونا شروع ہو گئی۔ ۱۷۔ اپریل کی صبح کو بجے کے وقت صلہ
 پر یونان سے یونانی بیڑو پر گولہ باری ہوئی جس کے صدر سے یونانی جہاز مقدونیہ خلیج امیشیا کی
 تنگ دہانہ میں غرق ہو گیا۔ نیز قلعہ مذکور سے یونانی جنگی مقام انیم پر گولے برسائے گئے
 جس کا جواب بیڑہ کی توپوں سے نہایت چابکدستی سے دیا گیا۔ اور ترکوں کا اس سے کسی قدر
 نقصان ہوا۔ یعنی بمباری تو پنجائوں کے دو چھوٹے توپخانے کچھ عرصہ کے لئے بند کرنا پڑے
 حالانکہ تیسرا توپخانہ کسی طرح خاموش نہ ہو سکا۔ گو نمٹ یونان نے مغربی حصہ کے بیڑہ جہاز
 کو حکم دیا کہ وہ قلعہ پر یونان پر گولہ باری کرے اور ایک معقول تعداد لشکر کی سمندر کے کنارے
 بیڑہ کے جزیرہ کارفو کے مقابل۔ سارا نہتہ پر جہاز سے اترتی اور اس مقام پر جو کچھ ترکی
 سامان رسد مختصر جمع تھا اسکو اڑانے اور جلادینے میں کامیابی حاصل کی اور یونانی فوج
 برقی کے ایک پہلو کو اپنے زور میں رکھا جو کرنیل ماناس کے زیرِ کمان جائینا پر بیڑہ برقی
 کرنیل نہایت تیزی سے حملہ آور ہوا اور ترکوں کو ابتدائے مقام فلیپا ڈیز سے متا دیا
 چکو آگے بیڑہ کے مقام اسٹروینا بھی خالی کر دیا پڑا۔ جس کو کرنیل ماناس نے اپنا فوجی
 ہیڈ کوارٹر قرار دیا۔ دوسرا گروہ یونانیوں کا قلعہ نیپی پکروہ کے مقابل موجود ہوا۔
 یہ مقام اس جگہ واقع ہے جہاں جائینا کی شرک آٹا اور پر یونان کی طرف پھرتی ہے لیکن
 بقول ایک انگریزی اخبار کے ”ترکی سپاہیوں کا دل دگر وہ تمام فن جنگ کے کمال
 سے برتر اور اعلیٰ ہے“ انہوں نے اس حملہ آور فوج کا نہایت شجاعت سے

مقابلہ کیا اور ابھی اُدھی دیکھی نہ پہنچنے پائی تھی کہ اونہوں نے شکست فاش کھائی اور پھر اپنی علامت آرتا کیطون مراجعت کرنا پڑی۔ اس عرصہ میں ترکی ملک جو تحسلی کو عاری ہی تھی راستہ ہی سے اسپارس کیطون مڑ گئی جہاں کمک کی زیادہ تر ضرورت تھی ۱۸۔ اپریل کو یونان کے بیڑہ جہازات نے قلعہ پر یوزا اور ادون قلعجات پر نہایت زور شور سے گولہ باری کی جو دہائے خلیج امیشیا پر واقع ہیں اور یہی ایک بڑی کارروائی تھی جو تمام دوران جنگ میں یونانی بحری طاقت سے ظہور پذیر ہوئی۔ اس جہازی ٹکے جواب میں قلعہ پر یوزا نے نہایت دندان شکن مقابلہ کیا اور تمام جہازوں میں ایک کھلبلی ڈال دی۔ بیڑہ جہازات کو آخر کار توپوں کے زور سے ڈر بیٹ جانا پڑا اور وہ آہن پوش جہاز جو گولہ کھانہ بن چکا تھا بخیر سے خلیج کے تنگ ہانے کے بیچ میں دو جا جسکی وجہ سے دیگر جہازات کی آمد و رفت میں بڑا قفل واقع ہو گیا تھا اس لئے گورنمنٹ یونان سے حکم ہوا کہ ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے اوڑھ کر راستہ صاف کیا جاوے۔ ہر بحری حملہ کی کیفیت خود جنرل حفظی پاشا کے تار سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ جو انہوں نے ۱۹ اپریل کو حضور سلطانی میں روانہ کیا۔

۱۹ اپریل جنرل حفظی پاشا کا قلعہ پر یوزا

کی گولہ باری کے احوال میں

جنرل مدوح الصمد اس طرح ۱۹ تاریخ کو تار دیتے ہیں کہ ۱۔

ان ۱۳ جہازوں میں خیمین سے ۷ نے ایلاطوا اور باقی ۶ نے خلیج فاروہ کیطون اگر شہر پر یوزا پر حملہ کیا تھا بخاک حال اول عرض کیا گیا ہے جب پر یوزا کے قلعہ سے گولہ باری کی گئی تو جمعیہ اور جدید مدینوں کی توپوں میں اس

۵۔ سینٹی میٹر والی توپوں کے تین سخت گولوں نے دو جہازوں کو نقصان پہنچایا
مگر یہ تحقیق نہ ہو سکا کہ نقصان کی مقدار کس قدر ہے مگر اسکی وجہ سے یونانی بیڑہ
بٹ کر چلا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس پہلے گھنٹوں کی سخت جنگ میں ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوا
اسی بحری حمایتی خبر کو اخبار صبح نے اسطرح لکھا کہ:-

شہر پر یوزا اور قلعہ جات پر یوزا اور نہا کی موجود کو جلا مینے کی غرض سے یونانی
بیڑہ نے جس دن - آہن پوش اور تین چوبی جہاز تھے دو سو گز کا فاصلہ پہنچ کر
رکھ کر دو اسکواڈرن مرتبہ بنے جنکے اگولے بے تفصیل فیل اسطرح اکر گئے کہ قلعہ
حمید یہ مورچہ کے خارج اطراف پر ایک اور اوس کے اندر دو۔ یعنی قلعہ کے چوبی
اطراف پر تین اور اندرونی حصہ میں ۵ گولے لگے۔ لیکن کوئی نقصان نہ پہنچا تو
ایک یونانی آہن پوش جہاز حمید یہ مورچہ کے مقابل گذر رہا تھا تو اس کے
اگلے حصہ میں ۵ سینٹی میٹر والی توپ کا ایک گولہ مذکورہ بالا مورچہ سے اور اوس کے
پچھلے حصہ میں ایک گولہ یعنی قلعہ کے نوپستے اکر نکلا۔ جس کے سبب جہاز کا
طرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرے آہنی جہاز کے اندر ایک گولہ پھٹا جس کے سبب
بیڑہ کو ہٹ جانا پڑا اور علاوہ اس کے ”واطی مورچہ“ اور خضر قلعہ پر ۱۵۔ اور گیارہ
سینٹی میٹر والی توپوں کے گولوں نے ایک چوبی جہاز کو بالکل بیکار کر دیا جسکو
دو آہنی جہاز ڈھکیٹ کرے گئے۔ اور یونانی بیڑہ کو نقصان اٹھانے کے
کچھ اور ہاتھ نہ آیا۔“

پر یوزا کی گولہ باری یونانیوں نے ۲۱۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو بالکل موقوف کر دی جس کا جاری رکھنا
ان کے بس کی بات نہ رہی تھی۔ کیونکہ قلعہ کے استحکام کے باعث بیڑہ گولہ بارود ضائع ہونے
کے اور کوئی فائدہ مترتب ہوتا معلوم نہ ہوا تھا

ترکی فوج متعینہ ایپائرس کی کیفیت

پاکستان نارمن صاحب ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا مشہدہ کی حالت سے باوضاحت مقابلہ کرنے میں جنگی تحریر بمصدق الفصل ما شہدات بدہ اکعنا نہایت قابل دتوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے دو برس پہلے اس وقت کی فوجی حالت پر ایک رسالہ شائع کیا تھا جس میں ادھون نے یفین کے ساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات کے طفیل جو علی جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکے زیر مجلس خود علیحدت امیر الملتین میں ادوجو برابر بلڈز کو شک میں اجلاس کرتی رہتی ہو رائج کی گئی ہیں کسی نینڈ لڑائی میں خواہ اسکا مقابلہ کوئی ہو اپنی شجاعت دکار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی وہ اب محاربہ دوم دیونان کی تیجہ کو خوش ہوئے انکایان بالکل درست ثابت ہوا۔ پاکستان مدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقبہ صوبہ اپائرس کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تھے اور ادھون نے صوبہ مذکور کی لڑائیوں اور محاربوں کے حالات نہایت شرح دبسط کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں جس میں ادھون نے ترکی فوجی ترقی کا ذکر کیا ہے جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ مشہدہ کی ترکی فوج کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔

محاربہ دوم دروس میں ترکی فوج کے اہم نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا سین نام و نشان تک نہ تھا۔ اور انسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے۔ محاربہ ہا (سپ۔ الاء فواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف نہ تھا اور نہ کوئی انفریسا انکے ساتھ تھا جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معائنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت تھوڑے انسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے اور نقشہ بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے وہ بھی اسٹراکے چھنے ہوئے۔ میدان

جنگ میں ماربرقی سے کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کپ سے فاصلہ پر کھٹ
 اور پھر سے بٹھانے وہ جانتے ہی نہ تھے۔ ڈویژنوں پر گنبدوں اور زمین
 کے کمانڈر اپنی فوجوں سے کام لینے اور اونسو فوجی نقل حرکت
 کرانے کے فن سے نا آشنا تھے۔ اور کیون کے صاف رکھنے کے لہو
 کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ میدان جنگ کے لئے تقریباً کوئی ہسپتال
 موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منطوری
 ملنے سے پہلے قطع نہیں کئے جاسکتے تھے۔ میدان جنگ میں فوجی جنازہ بگل
 خالی تھا اور کسٹک کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ شہداء میں
 کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کے کمانڈر عثمان پاشا اہل سیم پاشا
 دونوں افسر صوبہ ایارس کی فوج پر مامور تھے جبکہ مارشل ادیم پاشا
 کوئی تعلق نہ تھا اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علمی دونوں طرح کو فن جنگ میں
 پورے ماہر تھے اسات افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے کہ کسی فوج میں اونسو
 بہتر نہیں دکھائی دیتے تھے۔ فوج ایارس کے دونوں ڈویژنوں کے اعلیٰ
 اسات افسر سچران اسد صالح نے کئی برس جرمنی فوج میں رہ چکے تھے
 اور یوپی کی چوٹی سے لیکر یوٹی کی ٹیری تک بر جوہر بنیاد کی سپاہ گری
 کا شاہ تھا۔ تمام زمینوں کے افسر اور اسات افسر کو ملک کے تمام
 درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے جو بیابان کے پیمانہ پر تھے ڈویژن کو
 کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی مختصر
 زمین بیابان کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے عمدہ نقشے بن گئے کہیں نہیں دیکھی
 جگہ تا راجوں کے ہمراہ تھا۔ اور ٹوٹسائی یاغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے

تھے ناہم محکمہ مذکور نہایت قابل تعریف درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا
 بکٹ اور دو کپے پہرہ کے فرائض کو نظام نو صین نجوبی سمجھتی تھیں اور صوبہ
 بیکو کے قیون برٹیکین کے سب صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی
 نظیر تھے آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی منی کا الگ الگ انتظام تھا
 پاخانے نہایت احتیاط سے بنائے گئے تھے اور ہر روز صاف کئے جاتے تھے
 میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈوئیر کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھوٹک
 بمقام ریوزائٹین بمقام طلباؤں کے ایک بمقام پلاکا اور باؤنچ جانسن
 ان سب میں بالخصوص دو ہزار چار اور مجروح سہائے تھے مگر کوئی نظام
 ہی کہ طبی ڈاکٹروں پر بیماروں کی چندات بھرانہ پڑی۔ قطع اعضا، کمر
 قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ہر امر ہسپتال
 کے اعلیٰ طبی افسر کی رائی پر منحصر تھا جیسا کہ میڈیکل وارنٹر کا فوجی خزانہ بھرد
 تھا اور عثمان پاشا ہر وقت فقط اوان و میناؤن کو جنگی جانور بار برداری
 واسطے لئے جاتے تھے کہ ایسی دیکھتے تھے بلکہ فوج کے لئے جو بھڑکری
 خریدی جاتی تھیں انکی قیمت فی الفور ادا کر دیئے تھے۔ سپاہی بھی روپیہ
 خالی نہ رہتے تھے انکی بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی۔ اور گوالیا طبعاً لوٹ
 مار کے عادی ہونے میں مگروں آدمی (ارڈو) کے سپاہی نہایت احتیاط
 والے تھے کہ ہر ایک چیر کی جلی اوہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت دار کو
 تھے۔ مئی کے اخیر میں جابنا سے گئے بڑھنے کے وقت فوج میں بار بار
 کا انتظام نہایت مکمل تھا۔ ہر ایک ملٹن کے ساتھ دو سویا پوٹاچین تھیں
 اور مقامات ہیر پوٹا۔ نلیپا ڈیر۔ نہ صون۔ کاروان بیکو اور جابنا ملٹن

ڈیو فایم کر دے گئے تھے۔

اس کے بعد کپتان نارمن تحریر فرماتے ہیں کہ۔

گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین و فاعل ترین حصہ نہیں بھجوا تھا۔ چار جموں کے سوا اور کوئی جمیت باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ نہ کی۔ یہ میدان اکیلی ردیف فوج جیتا ہوا نظام فوج اپنی اپنی چھائیوں کی بارگاہ میں مقیم رہی تھی اگر سردیا۔ یا بلگیر با بھی یونان کے ساتھ شامل ہو جاتے تو دستبند کی صورت میں مقدونیا کا دعویٰ رہے۔ یہ دونوں قومیں اسکی بجائے زیادہ تر سلطان کی طرف راہنمائی تو ترکی کو اسکی کچھ پرواہ نہ تھی۔ اس نے ان دونوں ملکوں کی سرحد پر نازل پرنسز ان کیسٹوٹیس^{۱۲} پلٹن نظام فوج ڈال رکھی تھی جو سب کی سب ماسٹر سیکرین رائفلوں سے مسلح تھیں۔ اور گویا عالمی کوان دونوں ملکوں کو ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسے یونان ایسے حقیر دشمن کے مقابلہ پر نظام فوج روانہ کر کے احتیاج نہ تھی۔

پس ترکی نے ثابت کر دیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کر سکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت ہے جو ہندوستان کے گورنہ فوج کو پولیس کے رنگ روٹ سے ہے۔ (منقول از وکیل)

جانیٹا کے قریب ٹرائی

۲۴۔ اپریل کو جانیٹا سے کچھ فاصلہ پر اس یونانی فوج سے جو برابر اندرون ایپاٹریس میں ٹرینٹی چلی گئی تھی ترکوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا جس کا نتیجہ صرف یہی ہوا

ہوا کہ یونانوں کے قدم آگے بڑھنے سے رگٹے بلکہ انکو ایسی شکست فاش ملی کہ جس میں پانچھو کے قریب قتل و زخمی اور ۶۲ قید ہوئے۔ اور ترکوں کی طرف سے کل ۱۳۸ آدمی قتل اور زخمی ہوئے۔ اس معرکہ سے یونانی فوج سپاہ ہو کر چھپے کو لوٹ پڑی یہاں تک کہ قلعہ منٹی گیمڈیا پر دم لیا۔ جہاں دوبارہ خونریزی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی۔ یہ مقام آٹا اور عائنلہ کے درمیان واقع ہے۔

مینٹی گیمڈیا پر دوسرا سخت معرکہ یونانیوں کی ہریت

اپنی مرتبہ یونانوں نے ترکوں کو مینٹی گیمڈیا سے ہٹا دیا تھا۔ لیکن اس مقام پر ۲۳ اپریل کی شام سے پھر ایک یونانی پلٹن زبردست دستہ فوج ترکی سے مصروف کارزار رہی جس میں قبل الذکر کے ڈیرہ سوادمی ہلاک ہوئے تاہم اس روز فتح کا فیصلہ نہ ہو سکا کہ بالآخر میلان کس کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد پھر دونوں فوجوں میں بڑا بھاری مقابلہ ہوا جس میں یونانیوں کو سخت ہزیمت ہوئی اور اس جگہ سے شکست کھا کر یونانی سپاہ ایسے دیوانہ پن کے ساتھ فرار ہوئی کہ جا بجا خود اپنے شہر کو لوٹتی ہوئی پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ اور چونکہ ترک پہچھے سے متعاقب رہے اس لئے او کو لوگ کر دم لینے کا کہیں موقع نہ ملا حتیٰ کہ دریائے تڈٹا کو عبور کر کے اپنے محفوظ مقام شہر آٹامین جا کر پناہ گزین ہوئے۔ افسروں نے ہتھیار کو شمش کی کبھا گرنڈ کر کے انچو دشمنوں سے مردانہ وار مقابلہ کریں۔ لیکن سپاہی کب کسی کی سنتے تھے۔ چنانچہ ہر طرف سے کھینکھڑا پڑا پر یونانیوں کی تعداد تیس ہزار سے متجاوز ہو گئی۔ اور مجموعی تعداد ترکوں کی اس کے مقابل میں ہزار سے بھی کم تھی۔ دونوں سپاہوں کے درمیان صرف دریائے آٹا کا حامل تھا۔ اگر یونانی گھر پہ پہ چکر بھی ذرا حوصلہ کو کا م فرماتے۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے حریف ان سے تعداد میں دو ٹلٹ سو بھی کم تھے۔ لیکن باوجود

افسردہ کے پہلانے پھیلانے۔ دمہ کھانے۔ ڈرانے چھینے۔ اور چلانے کے کسی سپاہی نے اُنکے ارادوں کی نماندہ کی اور کئی روز تک مقابلہ کا ارادہ تک نہ کیا۔
یورپی والیہوں کا یہ حال تھا کہ جابجا بہاروں کے محفوظ مقامات میں مسکن گزیریں تھیں اور باطنیان تمام درجینا تا کو کے سگریٹ بنا کر پی رہے تھے اور اندھیرے او جالے جو کوئی نظر آجاتا تو ترک سمجھ کر نشانہ موت بنا دیتے تھے۔ حالانکہ وہ شخص یونانی لباس میں ہوتا تھا وہ خیال کرتے تھے کہ ترک دہوکہ دیکر اُنکی قریب آنا چاہتا ہے۔ پٹی لپیڈیہ سے یونانیوں کی فراری بعینہ لریسا کی مانند تھی۔ وجہ یہ تھی کہ افسردہ کی نالایقی اور سپاہ کی بزدلی اور گھبراہٹ سے انتظام اور دوسلوں کا یمنہ رہ سکا۔

نتیجہ جنگ پٹی لپیڈیہ

اس لڑائی کا نتیجہ ۲۹۔ اپریل یوم جمعہ کو ظاہر ہوا جس میں پانچویں یونانی مقتول و مجروح ہوئی۔ والیہوں میں انگریز والیہ کلیمٹ ہیرس کے زخمی ہونے کا افسوسناک واقعہ پیش آیا جو اپریل ہیرس ۵ تھا۔ ہے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ ہیرس والیہ پٹین ملکہ نامہ نگار تھا جو ترکوں کی قید میں کچھ عرصہ رہا۔ ترک تعاقب کرتے کرتے آٹل کے سامنے جا پہنچے اور اس کے قہر و جوار کے گاؤں قرضہ میں گرے۔ علاوہ اس کے دوسری لڑائیوں میں لبنان میں دجوان میں گولی لگنے سے مجروح ہوئے، جیسے روڈوکن کی گلین اور بارک صاحبان بھی زخمی ہو کر راتھینز کو واپس گئے۔

آٹا میں مخالف جوش اپنی گورنمنٹ سے

پٹی لپیڈیہ سے فراری اور بفسلی کی مہم شکستوں سے گورنمنٹ کو رعایا نے اپنا دشمن

تصور کر کے مخالفت کا اظہار شروع کیا۔ چنانچہ ۲۵۔ اپریل یوم کیشنڈ کو جب بادی صاحب نے بادشاہ اور خاندان شاہی کے لئے دعا مانگی تو لوگوں میں سخت مخالفت نے جوش پیدا ہوا۔ اور گرما کے قریب میں جوشا ہی محض قانع تھا دہقانوں نے اسکو لوٹ لیا اور طرح طرح کی خنکی اور ناراضگی کا اظہار کرتے پھرے۔ باشندے شب روز نہایت بے چینی اور اضطراب سے بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرتے رہتے تھے۔ خوف سے انکے چہرے متغیر اور عواس پریشان تھے کبھی اُن فوجوں کے خیمہ قدم کی غرض سے ریل ٹرینیں پارسل سمند پر ڈوڑے جاتے تھے جو بذریعہ ریل یا بوسیدہ جہاز اس مقام پر اترتے تھے اور کبھی باہم جلیہ منتقل کر کے واقعات جنگ پر بطرح نکتہ چینیان کر کے غیظ و غضب کا اظہار کرتے اور باد سے لیکر فوجی سپہ سالاران اور جملہ افسروں اور گورنمنٹ کے تمام اہلکاروں اور منصفانہ حتیٰ کہ اپنے سوا تمام ملک کو یونان کی مصیبت کا باعث ٹھہراتے تھے اور یہ جوش اس درجہ بڑھتا رہا کہ دوراندیش اشخاص کے نزدیک خانہ جنگی برپا ہونیکا احتمال تھا۔

یونانی مغربی بیڑہ جہازات کی کارروائی

۲۶۔ اپریل کو مغربی اسکو اڈن نے سکایہ گاؤں پر حملہ کیا جس میں ترکوں کی فوج کے لئے سکا سامان اور ذخیرہ جمع تھا۔ لیکن کچھ کامیابی شکل پذیر نہ ہوئی۔ کرنل ماناس بدستور فوج اسپائرس کا سپہ سالار رہا لیکن بوجہ نالائقی کے اس کے اسٹاف کو بدل دینے کی تجویز ہوئی۔

پینٹی گپیٹ یہ پرکونکر ترکی قبضہ حاصل ہوا

۲۸۔ اپریل کو ترکوں نے وہ موقع جواونکے ہاتھ سے نکل گیا تھا دوبارہ واپس لینے کے لئے جی توڑ کر کوشش کی۔ اور چار ہزار ترکی سپاہ نے مع اس توپخانہ کے جواونکے

ہمراہ تھا یونانیوں کے ہڈی کو ایٹر پر حمل کیا۔ جنکو صرف لچھ سو یونانی سپاہیوں تین سو
 پیا دیوں اور دو سو والٹیروں نے بہت خوبی اور دلیری کے ساتھ روکا اور برابر اسوقت تک
 اپنی جگہ پر قابض رہے جب تک کہ امدادی فوج اپنے ساتھ دو توپ خانے لیکر آ پہنچی۔
 موقع چونکہ کوہستانی تھا اس لئے بعد وقت توپیں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھائی گئیں۔ ان موقع
 توپوں کی گولہ باری نے ترکوں کا بڑا نقصان کیا جسکے اثر سے انکو پسپا ہونا پڑا۔ بقول ایک
 ولایتی نامہ نگار کے اس معرکہ میں یونانی صرف ایک مقتول اور چار مجروح ہوئے لیکن چاہتو تھا
 کہ اس غیر متوقع فتح اور خوش نصیب حملے سے آئندہ کئے یونانی متنبہ ہوتے اور مہمت
 بڑھا کر اُس ضروری مقام کو جو درمیں صوبہ ایسٹرس کی کنجی تھا اچھی طرح محفوظ اور مضبوط
 کرنیکا اہتمام کرتے اور اوپر متصرف رہنے کی ضرورت سے واقف ہو جاتے۔ لیکن
 چون قضا آید طبیب المینود ”یونانی فوجوں نے ایسا ضروری موقع بعد دس چند آدمیوں
 چھوڑ دیا اور انکے لئے کافی سامان رسد بھی نہ چھوڑا جو ایک ہی طرف سے مطمئن رہتے
 انکی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ اگر وہ حد سے زیادہ بھی مستقل مزاج اور بہادر ہوتے تو بھی ترکی
 گولہ باری کی تاب نہ لا سکتے تھے لہذا رات ہونے سے پیشتر ہی اس مستحکم موقع کو تمام سپاہی جنگی
 شمار تین ہزار تھی چھوڑ کر چلے گئے اور اپنی موجودہ توپیں بھی اپنے ہاتھ لے گئے اور صرف
 ترکی اقبال سے بلا ایک فیر کئے ہوئے ساری فوج نے راہ فرار اختیار کر لی۔ بھاگنے والوں کو
 بے حد خوف ہراس طاری تھا اور انکے چہروں سے حالت اضطراب اور طرز رفتار سے تپتی
 محسوس ہوتی تھی۔ انکا قیافہ ظاہر کر رہا تھا کہ مقابلہ کرنے کی امید انہوں نے قطعی ترک
 کر دی تھی۔ یہ تمام لوگ جو درجنوں سے فوجی سپاہی معلوم ہوتے تھے ایک باقاعدہ بے تربت
 اور ناممکن الاند صورت میں آرتھاںک جانب اوڑھے جا رہے تھے بچا سے افسر کی پشتیں
 سب منتشر ہوئی تھیں اور انکا انہر کوئی قابو نہ رہا تھا وہ بھی بچھے بچھے دوڑتے پلے جا رہے

تھے۔ حزنِ ملال اور شرم و غیرت کے آثار اور ان کے مبشر سے صاف عیان تھے اور دوبارہ اپنے آدمیوں کو ترتیب میں لانے کی ادھو کوئی امید باقی نہ رہی تھی۔ ان سب بھاگنے والے سپاہیوں کی شمار قریب، ہزار کے پہنچ چکی تھی جنکے ساتھ دیہاتی لوگ بھی گریز میں شریک ہو کر اور بھی ہر لونگ کا سبب بن گئے تھے یہ دیہاتی لوگ سلطان کی عایا تھی لیکن بدین خوف کہ ترک اُن سے یونانیوں کو مدد سونپانے کا بدلہ لین اپنے اپنے گھر چھوڑ کر آرٹاک کی جانب بھاگے چلے جا رہے تھے۔ ہزاروں مرد عورتیں اور بچے جنکا مال اسباب گھروں میں بندھا ہوا انکی پشتوں پر لدا ہوا تھا۔ اُفغان و خیزان کرناہل تعداد کو بھیڑوں اور بکریوں کو آگے آگے ہٹکاتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ بعض بعض جگہ جہاں سترک تنگ ہوتی تھی وہ اس خوف زدہ بھیڑ بھاڑ اور ان کے اسباب اور سامان لشکر سے ایسی ٹھس جاتی تھی کہ پیچھے سے آنے والے لوگ پیچھے چلتے۔ سُرور غل مچاتے ہوے یگانہ اور یگانہ کو کھینچتے ایک دوسرے کو ہال کرتے حتیٰ کہ جان سے مارنے ہوتے وہاں دو ان تھے۔ گاؤں والوں کی حالت ذرا اس کو سیکند بہتر تھی۔ سخت شرمناک ہنگامہ بنا ہوا۔ والدین کی آہ و زاری اور بیقراری کی چغیر سنائی دیتیں جنکے بچے گم ہو گئے تھے اور بچوں کے دھارنے کی آواز گوش زد ہوتی تھی جو اپنے اپنے ماں باپ سے بچھڑ گئے تھے رات ہو جانے سے یہ ہولناک سین اور بھی پرخطر ہو گیا تھا۔ بعض بعض آدمیوں کے ہاتھ میں جو لٹینین تھیں وہ اس دردناک سین کے کسی حصہ کو کبھی کبھی رخن کر دیتی تھیں یہ گروہ مفقود ڈھائی بجے رات کے آرٹاک کے پل پر پہنچا۔ اور صبح ہونے ہی مطلع صاف ہو گیا۔ ایک یونانی بھی سرحد کے اس پار باقی نہیں رہا۔ چنانچہ گیارہ ہزار فوج جرار جیک ہواہ چلیں صرب توپ کا توپخانہ تھا اور جس نے شروع شروع میں ترکی میں جا بڑا نہ چلے کر کے خاص کامیابی حاصل کی تھی۔ اور اچھی طرح مستحکم اور مضبوط مقامات پر جم گئے تھے۔

ایسے بے سرو پا طریقے سے ایک ایک کر کے وہاں آگئے جسکی نظیر کسی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

آرٹاکی حالت مفروین کے جمع ہو جانے کے بعد

بعد جمع ہو جانے کل مفرو اور موجودہ سپاہ کے اور بوجہ پناہ گزین ہونے بیشمار دیہاتوں اور دیگر مفروین کے آرٹاکی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ هجوم خلافت کا وہاں کوئی ٹھکانا نہ رہا اور انتظام صفائی کے بگڑ جانے سے شہر کی حالت نفرت انگیز اور گھٹونی ہو گئی یہاں تک کہ آج ہوا خراب ہو کر تپ محرقہ اور اسہال کے امراض و بالکی طرح پھوٹ پڑے۔

بقول ایک غمزدہ اور پھر رد قوم نامہ نگار کے یونانیوں کی محض سستی اور ناقابل معفو کاہلی اور بزدلی سے ایسے بُرے نتائج ظہور پذیر ہوئے جسکے کھینے سے شرم آتی ہو اگر وہ دس روز پہلے جانتا ہر حملہ کر دیتے جہاں البانیا سپاہ باغی ہو گئی تھی تو انکی کامیابی پر ذرا بھی شہم نہیں ہو سکتا تھا اسی طرح بریوینز پر اگر مزید بحری قوت سے مدد ہو پونچائی جاتی تو کچھ عرصہ تک قبضہ ہو جانا ممکن تھا۔

ایسپانیا میں فرید ترکی فتوحات

علاوہ کالیوینیونانیوں کے ترک سلاوگور۔ اور قلعہ حمزت پر بھی متصرف ہو گئے۔ سب ترکی سپہ سالار جانیکیا کی رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ یونانی تین ہزار اطفالین۔ سامان جنگ کی تین سو بیٹیاں۔ ایک پہاڑی توپ اور ۷ لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ بھاگے۔

آرٹا کی بھاگ اور اسکی دھپ

کیفیت

مطابق تحریر نامہ نگار اخبار نامہ

ہوتے سیرت سے ہین مردانِ دلاور ممتاز، ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں تھنا یہیں
اخبار نامہ کے خاص کار سپانڈنٹ نے مقام ٹپرس سے ۳۰ مئی کو تحریر کیا کہ ۔
میں اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب موضع کو مارڈس میں جو ایک پہاڑی
درہ کے راستہ پر واقع ہے چھوڑ گئے تھے ۔ جب ہم اس گاؤں میں آئے
تو لوگ سخت آفت میں مبتلا تھے ۔ جب ہم سڑک پر پہنچے تو ہمیں موضع گردا گرد
اور بہت سے گاؤں دکھائی دئے جن میں آگ لگی ہوئی تھی اور مکانات
یکے بعد دیگرے جل رہے تھے ۔ یہ گاؤں دو میں سے زیادہ دور نہ تھے اس
بہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ ترک بہت قریب آگئے ہیں ۔ اور عیسائی کاشتکاروں کے
مکانات جلا رہے ہیں ۔ اب اس گاؤں میں رہنا ہماری رے میں آپ موت کے
منہ میں جانا تھا ۔ اس لئے ہمیں ان بچا رہے زمین داروں کو صلح دی کہ اپنا
اپنا اسباب جو فی الجملہ گران قیمت کا ہو لیکر راتوں رات آرٹا میں پہنچ جاؤ
ہم نے اون سے یہ بھی وعدہ کر لیا کہ جب تک تم تیار نہ ہو جاؤ ہم تمہاری راہ دیکھیں
بلکہ اپنے گھوڑے بھی اونہیں عاریتاً دیدتے ۔ بلکہ عورتیں روتی تھیں اور
اسی ۔ الت میں اون سے جو کچھ ہو سکا انھوں نے کب کب کے گھڑیوں میں بانڈا
جب اس سے فارغ ہوئیں تو اونھیں نے نہایت درو انگیز اور بے وسارہ

نگاہوں سے اپنے مکانون اور باقی ماندہ اسباب معاشرت کی طرف دیکھا
 جنگی نسبت اور نین یقین کامل تھا کہ ابھی طرفہ العین میں جلکر خاکستر
 ہو جائیگا اور اوغین پھر دیکھنا نصیب ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی
 خاصکر قدیل بیان ہے کیونکہ اسکی شادی غنقریب ہونے والی تھی اس
 سبب سے اسکا ہنر وغیرہ سب کچھ تیار تھا۔ اب چونکہ بہت گڑبڑی پڑی
 اس میں ناچار اسے اپنے جامہ عروسی تک پہن چھوڑنے پڑے۔
 چھوٹے چھوٹے بچے بستر وں اوٹھائے گئے اور وہ اوٹھے ہی اصلیت
 سمجھ گئے اسکی بدیہہ لڑکیچین ہی سے اوغین جب کبھی وہ والدین کوٹان
 تو اس فلاح میں یہ کہا چپ کرایا جانا کہ وہ ترکی سپاہی آئے۔
 خیر چون نون کر کے ہم روشنی نیکر گھر سے باہر نکل آئے اور دروازے مقفل
 کر کے پہاڑوں کے درمیان اترے۔ ہمارے ساتھ بہت سے آدمی
 تھے جن میں بعض تو ضعیف العمر تھے۔ اور بعض معصوم بچے۔ ان میں سے
 اکثر جن میں تھوڑی قوت بھی تھی اسباب کی گھڑیاں سر پر اوٹھائے ہوئے
 تھے راستہ میں اور بڑی آدمی ہمارے ساتھ شریک ہوتے اور رفتہ رفتہ
 ہماری تعداد ساتھ آدمیوں تک پہنچی۔ میں اور میرا رفیق سفر بہت دو
 تک پیازہ پا جاتے رہے۔ اور جب آخر کار ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے تو
 ہم نے اپنے ساتھ اپنے مالک خانہ کے دو شیر خوار بچے بھی لے لئے۔ رات
 بہت اندھیری تھی اور پہاڑی راستے بالکل ناہموار تھے اس لئے ہم مہذب
 سفر نہ کر سکتے تھے۔ بہت سے آدمی متعلین اور لپ لے کر ہمارے قافلے
 میں، دور دور پہلے گئے تاکہ اندھیرے میں کوئی پیچھے نہ رہ جائے اور راستہ

دکھائی دے۔ ہمیں خوف تھا کہ درہ کے سرے پر ہمارے پہونچتے ہی ترک
 بھی نہ آن پہونچیں۔ مگر جب ہم پہونچے تو وہاں کوئی مستنفس عام ہے
 کہ وہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تھا۔ یونانی بھگورے ہمارے آگے تھے
 اور ترک ہمارے پیچھے چلے آتے تھے۔ اسوقت جب میں نے اپنے
 داہنی طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی۔ کیونکہ ترکوں کی فوج اب
 مقام فلیپاڈا پر لغائب کرنے کا بن ہو گئی تھی (یہ شہر اسی
 لڑائی میں تیسری بار ترکوں کے ہاتھ آیا ہے) اس شہر کا باقی حصہ جو سابقہ
 تختہ تاراج سے باقی رہا تھا اب آگ کی نذر ہو رہا تھا۔ نصف شب
 ہو گئی تھی کہ ہمیں یونانیوں کی وہ فوج ملی جو بھاگ رہی تھی انکی عجیب صورت
 ہو رہی تھی اور ہمیں اونکی حماقت پر سخت تعجب آیا کہ یہ کس بنیاد پر وہاں
 بھاگ آئے ہیں نہ تو کوئی بے منابطگی تھی نہ خوف و ہراس اور نہ کشت و خو
 تھا جو انکے بزدلانہ فرار کا موجب ہوا تھا بلکہ اگر باعث تھا تو یہ تھا کہ
 انھوں نے آپس میں پختہ عزم کر لیا تھا کہ ہم اپنے افسر کی متابعت کریں گے
 اور ترکوں کے مقابلے میں مطلق ہاتھ نہ اوٹھائیں گے چنانچہ انہوں نے
 ایک گولی تک نہ چلائی اور بلا وجہ بھاگ گئے۔

میں اور میرا رفیق دونوں حیرت میں تھے کہ انکو کیا ہو گیا یہ جتنے کٹے
 ہیں اور انہیں دیکھنے کو یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں
 مگر باوجود اسکے صورت یہ تھی کہ چپ چاپ ہتھیار بغل میں دبائے ہاتھیں
 خرد و کلان افسر سپاہی اندھیری رات میں دھب کر چلے جا رہے تھے
 اور افسر بھی عالم بے بسی ہیں یہ دیکھ کر کہ سپاہ قابو میں نہیں کہاں فٹ و سوائی

کے ساتھ اونکے ساتھ ساتھ چلے جاتے تھے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ باوجود اس تن و توش کے انکے حوصلوں کو کیا ہو گیا۔

یہ کارپانڈنٹ آرٹا سے پیٹریس کو بذریعہ ریل پہنچا اور وہاں سے اُس نے یہ نادر واقعہ ”پیٹریس کے لوگ بھی سخت اضطراب میں ہیں۔ غول کے غول ایک محنت اور گھبراہٹ کی حالت میں شہر کے بازاروں میں دیوانوں کی طرح پھرتے اور جہاں کہیں دس پانچ اکٹھے ہو گئے وہیں ان توش و افعات کے موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے شروع کر دیتے ہیں کوئی افسر پر الزام لگاتا ہے۔ کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اُد کے اراکین خاندان پر دل کا ہتھار نکالتا ہے۔ غرض کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اونکے لعن و طعن سے محفوظ رہ سکے۔ اکثر ہمدرد آدمیوں کو خوف تھا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہو جائے چنانچہ پچھلے اتوار (۲۵۔ اپریل) کو جب گرہن میں پادریوں نے شاہ کی فریاد عمر اور بقائے سلطنت کے لئے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بھی جو ہیٹلح میں واقع تھا۔ بدحواسی میں بعض دہقانوں نے ٹوٹ لیا۔“

کارپانڈنٹ پھر جمعہ کے روز (۳۰۔ اپریل) آرٹا میں واپس آیا اور سکا بیان یہ کہ میں نے راستہ میں ہزاروں باضابطہ فوج کے سپاہی اور رولف اور والڈیر دیکھے جو سرسبز پر جا رہے تھے ان میں حب قومی کا کچھ دلولہ تھا۔ مگر آرٹا والوں کے دل سخت افسردہ اور طبیعتیں ٹھنڈی ہوئی تھیں کہ ترکوں سے لڑنے کو افسر بھیجتے تھے (ابھی ابھی ہی کارپانڈنٹ لکھتا آیا ہے کہ فوج بزدل ہے اور افسران کی بزدلی اور کم وصلگی کے باعث وہ ناچار ہیں)

ترکون کی جمعیت یہاں امن کے مقابلہ میں بہت تحلیل ہے اور انکی فوج دریائے کناری
 پڑھی ہو یا وجود کیلئے بار بار وہ نہیں اشتعالک بھی دیتے ہیں اور گاؤں پر گاؤں
 جلا رہے ہیں مگر پھر بھی انہیں اتنی ہمت نہیں کہ آگے بڑھ کر اوتے دو دو
 ہاتھ کر لیں۔ چنانچہ ۲۰۔ اپریل جمعہ کے روز ترکون نے موضع گریشنا
 کو جلا کر خاکستر کر ڈالا۔ حالانکہ دوسیل کی مسافت پر سلسلے یونانیوں کے
 تیس ہزار سپاہی اپنی آنکھوں سے یہ قیامت خیز حادثہ دیکھتے رہے مگر کسی نے چون
 تک نہ کی۔

اب آرمینائی اور غیر آرمینی فوج اور دیگر اطراف کے بھگڑے بکشت
 جمع ہو گئے ہیں عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہے۔ دوکانین سب بند
 تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہے۔ اب انہوں نے قلعہ عمرت
 اور سیلگولا بھی چھوڑ دیا ہے اور ترکون نے اپنا تسلط وہاں بھی بٹھا لیا ہے
 ترکون کا جنرل مقام جینک سے تار دیتا ہے کہ یونانی یہاں سے شکست
 کھا کر بھاگ گئے ہیں۔

”لڑائی میں آٹائٹی آدمی کام آئے اور ترکون کو تین ہزار ہندو قین اور تین سو
 صندوق گولہ اور بارود کے اور ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتھ
 آئی۔“

یونانیوں کے ایک بیڑہ جہازات نے پیر کے دن موضع سکیا پر گولہ اندازی
 کی یہاں ترکون کا ذخیرہ خوراک ہے۔

البانیاء عیسا کا اشتہار

البانیاء کے عیسائیوں نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں عبارت ذیل درج تھی۔

و جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہو کہ مقدونیا اور مقدونی ہماری نہیں ہ
غلطی پر ہیں۔ بھائیو! جو ہمیں یونانی سمجھے وہ ہم سے دشمنی کرتا کہ
اور ہمیں برنج دیتا ہے یہ خوب یاد کر لینا چاہو کہ اسلام اور
نصرت کے پیشواؤں نے ہمیں ایک دوسرے سے
علوہ کر لیا ہے یونان خلافتِ آسمانی اور مقدونیہ پر قبضہ
کر چکا ہے اور اب امپائر اس اور مقدونیائی
ہو سکتا ہے کہ مائیکرو نے تین
اولینیتوں ہی دیا رکھے ہیں۔ ہمارے
باقی علاقہ پر آسٹریا، بلغاریہ اور سربیا
والتین میں بیرونی مہم
ہماری طرف سے
انداز ہے

باز
چین نہ ہم تلو اسے اونکا مقابلہ کریں گے

خاتمہ حصہ اول تاریخ جنگ۔ روم و یونان۔ ۷۔ دسمبر ۱۹۱۷ء۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ہذا کے حصہ اول میں ہم نے ترکی سپہ سالار اور ہم پاشا کو اپنی غلط فہمی و
 فوج کے ساتھ شہر لریا میں داخل ہوتے ہوئے چورٹاچ جو غسلی میں ایک بڑا قلعہ بن
 شہر اور ریلوں کا صدر مقام ہے جسے ترکی سے لیکر یہاں تک تمام جنگی ہتھیار اور
 فوجی جو کیوں پر بجائے یونانی پھیریوں کے سلطانی پرچم اڑاتے نظر آتے ہیں۔ یونانیوں
 نے دو ٹوک۔ ویسٹو اور فارسیا لائن جھاگ کر پناہ حاصل کی اور پھر ایسا نہیں
 بن جو ابتداءً تھوڑا بہت یونانی حوصلہ مندی کا ظہور بر ملا تھا صرف ایک ہفتہ کی جنگ و جدل
 کے بعد ہمت ہمتی اور بزدلی سے تبدیل ہو گیا۔ خدا ہائے وہ ابو لغزی ہلد علی حوصلگی
 وہ جو شش و خروش جو دس روز پیشتر آئینہ سر کے جلدے گا ہوں اور عام شرکوں اور بانہار علی
 میں بجا ہوا تھا کیوں اتنی جلدی خاک میں مل گیا۔ وہ گرجو شہر سے معلوم کیوں انا فانا کا نرہ گئی

ترکوں کی کس بات سے ایسے دُور کہ محض اذکار نام ہی بے دنیا افواج یونانی کے بھگا دیئے گئے کافی ہو گیا۔ اور یہ خوف کچھ ایک ہی جگہ نہیں بلکہ پورا۔ لڑا۔ اور آرمی بھاگنے کا حال دیکھ کر ثابت ہو گیا کہ ہر جگہ یکساں طور پر پھیل گیا تھا جو آخر تک کسی یونانی انسان کے دل سے دور نہ ہو سکا۔ اور یہی وہ غائبانہ پر عظمت خوف و حراس تھا جس کو مشرقی لوگ اقبال کہا کرتے ہیں ذیل کی تصدیق سچو ایک معتمد انگریزی نامہ نگار نے کی ہے بھی طرح واضح ہوتا ہے کہ اس اقبال کی دلیل کس حد تک پہنچ چکی تھی اور کیا کیا نتائج یونانیوں کے حق میں اوس کے اثر سے پیدا ہوئے۔

یہاں سے تاریخ کا وہ سلسلہ شروع ہوتا ہے جو حصہ اول کے صفحہ ۳۶ و صفحہ ۱۰۹ پر چھوڑا گیا ہے۔

شہر لاریسا کی توجہ کیا گیا

تراناو کے قریب بہار طمی ڈیال پر ایک بڑے درخت کے سایہ میں ترکی گھوڑوں کے دھینا اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار جوتا بھینے پر معین تھا اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ کوئی خبر ملے تو مار پراور دادوں کہ اتنی میں سلطان کا ایک ایڈیکالنگ پہنچا جس کو سرخ اور نیلے لباس پر ہزار نفی کام اس قدر آب و تاب سے چمک رہا تھا کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی اوس نے کہا کہ ہیرا کی سیلنی۔ آدھم پاشا تمہیں مطلع کرتے ہیں کہ لاریسا مسخر ہو گیا۔

نامہ نگار۔ مسخر ہو گیا! کس طرح! ہمیں تو یہ امید تھی کہ کل سے ایک لڑائی کا آغاز ہوگا جو بظاہر نہایت خونریز اور دیر طلب معلوم ہوتی تھی۔ کیا واقعی لاریسا فتح ہو گیا؟ کیسے مسخر ہوا؟ اور کس نے فتح کیا۔

ایڈیکالنگ۔ بلا ایک گونی چلائے آج صبح لاریسا پر قبضہ ہو گیا۔ او چلے شہر کو دیکھیں

نامہ نگار کہتا ہے کہ میں گھوڑے پر چڑھ کر روانہ ہوا۔ حالانکہ درمیان میں چند دیباہاں ہیں لیکن شوق استعد تقاضی تھا کہ اگر مسند میں بھی راستہ پڑے تو تیر کر نکل جاؤں اور وقتی جلدی پہنچنے کی غرض سے ارادہ مصمم یہی کر لیا کہ کچھ ہی کیون نہو آج ہی دریاؤں کو تیر کر ضبط بن پڑے لاریسا پہنچ جاؤں لیکن ایک دیباہاں نکل خشک ملا جس میں پانی نام کو نہ تھا دوسرا جس میں پانی جاری تھا اور پہلے صبح و سلامت موجود تھا کیونکہ یونانیوں کو بوجہ اپنی خون جانکارسقہ مہلت ہی تھی کہ وہ اسکو توڑ دینے کا خیال بھی کرتے۔ البتہ پل کی دوسری جانب ڈائناسا کا ایک گولہ چھو گئے تھے جس کے اوٹھانے کی اپنی معمولی بے پروائی سے ترکوں نے ذرا بھی فکر نہ کی میں نے آج اسے اسی جگہ پر پڑا دیکھا (جہاں غالباً یونانی چھو بھاگے تھے لیکن اس کے یونانی اساخت ڈائناسیٹ ہونے کی وجہ سے مجھے شک تھا کہ وہ بھی مل سکتا ہے نیز کیونکہ یہ صفت یونانی میگزین نے اپنے لئے مخصوص کر لی تھی۔

مڑناؤ سے لاریسا جانے کے لئے ہمیں شاہراہ اعظم اختیار کی جو وسیع و کشادہ اور خوش منظر شہر ہے اور جس میں بہتر کوئی دوسری شہر قرب جا میں نہیں دیکھی گئی۔ مڑناؤ کو مہتان کے شیر میں واقع ہے جو ایک ایسی ناقابل گندہ پڑی ہے جس میں چار سو تک ترکی سپاہ کا مینہ ڈل نہ ہو سکا یہاں تک کہ انکی خوش نصیبی سے یونانیوں نے (ازراہ دوراندیشی یا۔ ازبک ہیرا خود مڑناؤ اور کریمیری کے دونوں (دزبردست) مہچون کو چھو دیا۔ مڑناؤ بالکل خالی اور ویران پایا گیا۔ باشندوں کے نہ ہونے سے ہر طرف ایک ستائے کا عالم نظر آتا تھا۔ سوئے چند مرغون کے جو صحن مکانات میں یا چند کٹوں کے بازار میں پھرتے دیکھائی دے کسی جڑیاں کا پتہ نہ تھا۔ مکانات خالی۔ دروازے اوکھڑکیاں چوہے کھلے ہوئے (جو اضطراب میں بند تک نہیں کھلیں گئے) وغیرہ بازاروں میں کچرے ہوئے پائے گئے۔ غرض مڑناؤ میں استعد و حشمت کا خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ گویا دیباہ قیامت آپہنچی ہے۔ جو بی پل کو

عبدالکریم کے ہم شاہراہ پر پہنچے جس کی داہنی جانب ایک بڑی فوجی بارگ بنی ہوئی تھی جس کی طرف ایک ترکی انسر نے اشارہ سوا کہا کہ یہ ہماری بنائی ہوئی ہے۔ جو دشت خیراود اسی میں جگہ پائی جاتی تھی اس سے زیادہ کہیں دیکھی اور نہ سنی کیونکہ اس مایوسی بخش فانی کائنات اس سولتاہو کو شکر کے اطراف و جانب میں سرسری نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ زمین اور لگام کے مابین لگے ہوئے فوجی کاغذات ہلومیں اڑتے ہوئے درد و پھیلے پتھر کی بہان سپاہی کا تھیلہ لٹک رہا ہے وہاں ٹوٹی ٹھوکرین کھا رہی ہے۔ ایک جگہ تو پھلنے کے گولہ بارود کی گاڑی خندق میں گری ہوئی ملی۔

دوسری جگہ کار تو سون کا چھوٹا سا ڈبیر لگا ہوا پایا جو ایک فوجی ملک کے لئے نہایت شرم کی بات ہے

لاریا کی بڑی خودی و پرمحافظین کے تھمے

ہمارے نمبر کے نامہ نگار نے ۲۶۔ اپریل کو لاریا سے اس مضمون کی خبر بھیجی کہ جب میں ایک سہ سواران کی ہمراہ کل اس شہر میں داخل ہوا تو اس کی حالت نہایت خراب اور فاسد سنک معلوم ہوئی ابھی دشمن کا ایک سپاہی تک شہر میں داخل ہوا تھا۔ کہ خود اس کے محافظوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور دست اندازی کا کوئی دقیقہ اٹھانا رکھا۔ بانیہ اکثر دوکانیں بند پائی گئیں اور اکثر لوگوں کے قفل ڈٹے ہوئے دیکھے گئے۔ گھر دن کا یہ حال تھا کہ قدم بدم لوٹ اور غافلگی کے آثار ملتے جاتے تھے۔ سپاہیانہ داری بڑی بے سلیقگی سے ادھر ادھر منتشر پڑا یا گیا بعض نشانات اور آثار بھی ترسٹ ہوئے تھے کہ ایسی بے ترتیبی فراہی کی وجہ سے ہوئی ہو لیکن دراصل اس کا سبب وہ ہی لوٹ مانی جو خود وہیں کے یہ معاشین نے یکس اور خوفزدہ رکھا یا پر ایسی بے بسی کے عالم میں اپنے ہاتھوں سے جان بچائی۔ کل شام سے رات بھر کی فائرنگ نے ان معاشین کے غم کو کرنے میں بہر کی بہین اٹھیں اور ہی کامیابی ہوئی۔ اس طرح

نہیں کہ البتہ ان کے ایک دوست کی سپاہیوں نے لوٹ مار پر نیت کی تھی لیکن اس کا نتیجہ فوراً
 یہ ہوا کہ وہ فوج سے علیحدہ کر دیے گئے اور سرانجام دو سپاہیوں کو گولیوں سے اور اڑ گیا
 کیونکہ وہ نہ بولنے لگا اور نہ کسی اور اطلاع تعمیل احکام میں تساہل کیا تھا۔ پس اس کارروائی کو
 تمام فوج کو عبرت ہو گئی اور ترکی جبل کے اس فعل نے اس کے ضابطوں کی تعمیل اور پابندی
 کا سکتہ بٹھادیا اور اس سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ ترکی فوج میں کس حد تک انتظام اور قواعد
 کو دخل ہے کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے بھی جی ایک
 شہر کو بڑبڑاؤ شیعہ فتح کیا ہو اس فعل سے روکا جاسکے کہ وہ کسی ایسی مال پر ہاتھ نہ ڈالے جس کو
 شیر مادر سمجھ رہا ہو اور خاص کر ایسی صورت میں جبکہ اپنا فیم بھی اُس میں حصہ لچکا ہو۔ ایسی فوج کو
 روکنا آسان بات نہیں ہے۔

یونانیوں کو خود اپنی بیضیگی کا قہر

اکثر یونانیوں نے خود تسلیم کیا کہ ہماری فوج میں بے ضابطگی اور بے آئینی بے طرح پھیلی ہوئی ہے
 اور ان رنجرز (ریگروٹ) نے بجائے فائدہ کئے ہیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور میں
 بے تکلیف لڑائی کی جس طرح یہ لوگ عادی ہیں ایسے غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی نہیں ہل سکتی ہیں
 آئینی اور جس کے خیل زمانہ حال کے قہور جنگ میں بدھ تم مشاق اور بدھ اکمل ہر میں

لاریا اور آرٹس کی بھاگتیں امتیازی مقابلہ

یونانیوں کے طریقہ جنگ کی مختصر کیفیت ایسا

اس موقع پر یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ قریب قریب ایک ہی وقت میں ہر دو اہل
 یونان مقیمہ ایسا کر س اور متعینہ تھیلی کیونکر فرار ہو گئے اور یہ کہ دونوں مقامات میں فرار کیا
 اسباب یکساں تھے یا مختلف اپنا نچ حالات ذیل سے انکشاف ان سبب اور وجوہ کا

ہوتا ہے جو انکشاف اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے موقع جنگ سے ارسال کیے تھے اس کی تحریر کا اقباس یہ ہے کہ جو اسی مین لاریسا اور آرٹھ کی دونوں فوج مین سے ایک سے ایک جڑ کر تھی لیکن بے لڑے جڑے بھاگنے میں طرفہ فرار کو جانچا جاوے تو آرٹھ کی فوج زیادہ جواہر اور صفت شکن ثابت ہوتی ہے۔ کیا معنی کڈ آرٹھ کی فوج نے دو چار مقامات پر ترکون سے مقابلہ کر کے اور انکی قوت کا اندازہ کر کے راہ گریز کو لے ستینز پر ترجیح دی تھی۔

کبعت لاریسا کی لپٹیں تو ترکی ہر اول تک کی صورت نہ دیکھتے پائین بلکہ صرف زایت اقبال و اجلال سلطانی سے متاثر ہو کر ایسی نوکرم بھاگین کہ خود فاقین کو انکی اس قدر پریشانی اور خوف کی وجہ تلاش کرنے میں ایک ہر صدمہ صرف ہلو لیکن اسکی وجہ کچھ ایسی شکل نہیں جو سمجھ سکیں باہر ہو کیونکہ لاریسا سے بھاگنے والی فوج مین وہ ہی سپاہی تھے جنہوں نے اول سرحد پر جڑ کر رشتہ مصالحت کو توڑ کر درہ ملو نہ پر قدم جمائے تھے اور تین چار روز انہیں گھائیٹونین اپنی مقدور بھر سینیپر ہو کر لڑے تھے اور باوجود پوری قوت صرف کر دینے کے انکو مجبوریت سے کھلا کر شرافتین پناہ گزین ہونا پڑا تھا اور پھر وہاں بھی راہ فرار اختیار کر کے لاریسین اگر دم لیا تھا تو اس کے ترک تعداد میں زیادہ سخت ترین جنگی قاعدوں کے پاس بند اور ہیبت بن اسلام سو مسلح پس ایک دفعہ سے زیادہ آزموہ کو آنا اپنی کو غیر موافقات میں پھنسانا اور خود موت کو پہنچانے کا تھا اس لئے ”جان ہے تو جہان ہے“ کے مسئلہ پر پورا عمل کر کے انہوں نے گریختن کا صیف غروب نوک زبان کو لیا تھا۔ جس سین کو یہ دورانیش و حکمت اب قوم اسوقت تک دیکھ کر کئی جب تک کہ قدمو کو سے گذر کر اپنا وری ملک میں نہ پہنچ گئی جہاں سلسلہ کوہ آتھس اور تھالوئی گھاٹی نے مثل آغوش مادر کو میں لیکر دشمنوں کو محفوظ کر لیا۔ لیکن آٹھ مین صورت معائنات اس کے خلاف تھی وہاں برابر اسوقت تک یونانی کامیاب رہے تھے یہاں تک کہ چند مقامات خصوصاً مٹی گپیٹیا کئی دفینہ اور چھوٹا۔ علاقہ زمین اس مقابلہ میں ترکی تعداد بھی قلیل تھی

نہ وہ ترکی فوج بہ لحاظ اسلحہ نہ بلحاظ جنگی قواعد کے قسلی کی فوج کے ہیلہ تھی نہ اوجھا سرفراہ
 مثل ادہم پاشا کے مشہور و معروف سپہ سالار تھا اور کجا بھگنا دافعی حیرت سے خالی نہیں
 ساحل قسلی پر جہازی بیڑہ کو بہ نسبت مغربی بیڑہ کے زیادہ خوف نہ تھا۔ خلیج پر یونانی
 اور کلاؤ کے گرد کا سمندر اور اوس سمندر کے مہادات کی تمام بستیان یونانی جہازوں
 کے عین زد پر تھیں لیکن قلعہ پر یونان کے حمید یہ توپوں کے چند گون سے یونانی جہازوں کی اسی
 مرمت کر دی کہ کچھ عرصہ کے لئے اس بیڑہ کو بند لگا ہوا پائرسین واپس آنا پڑا اور تمام
 سمندر جو طوفان جنگ سے کچھ دیر کے لئے متلاطم اور موجزن ہو گیا تھا یکایک
 ساکت اور خاموش نظر آنے لگا۔

نامہ نگار موصوف کی تحریر دیکھ کر آرٹہ کی جاکر کا نقشہ اسطور پر کھینچتا ہے کہ اس جنگ
 مشعل ہوتے ہی دس ہزار لشکر یونان آرمی سے لپاٹیں گے۔ صدر مقام جنینا کو فتح کر کے
 بڑا اور اونکے ایڈوائس گارڈ یعنی زیر دست ہارڈل نے جنگی ہمراہ تو پناہ بھی تھا ترکی
 فوج کو جو تعداد میں بہت قلیل تھی اپنا آگے رکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنینا کے مقابل پہنچ گئے اور
 اونکے سولہ سو یوزونس سپاہیوں نے پیٹھی گپیٹیہ کی گھائی کو ایک محفوظ مقام پر اپنے قیام
 جملے موقع کی عمدگی اس سے ظاہر ہے کہ ہزار ترکوں نے اون کو وہاں سے ہٹانا چاہا لیکن
 ہر کوشش میں ناکامی رونما ہوتی رہی ان کے حوالے جاتے تھے ان کی ضرورتیں برابر ترکوں کے
 سربراہ پرتھین وہ محفوظ بلند گھائی میں صف باندھ ہوئے تھے۔ ترکوں کا کھٹکے میں ان
 میں پراجا ہوا تھا انکی جہاز میں ایک دیوار کوہ انکی زمین ایک پر کاہ تک نہ تھا تاہم ممکن نہ تھا
 کہ قدم پیچھے ہٹالیں نہ یہاں تک کہ دوسرے دن کے صبح میں یونانی افسر تمام بیٹی پناہ چھوڑ
 گئے۔ یکایک اونکے ہاتھ پاؤں پھول گئے حالانکہ امدادی فوج میدان جنگ سے ہم گھنٹی کی راہ پر
 ہر دم تمام قیام قیوم کی تعداد ۳ ہزار اور ساتھ میں ۶ توپیں تھیں اور علاوہ میں ایک دوسرا

دستہ فوج عاون کا اسی تعداد میں گھنٹے کی راہ پر پھرا اٹھتا لیکن انسرون کو بوجہ
 غایت وجہ فتنہ حال اور سخت ترین بدحواسی کے انکو اپنی کشمکش کی خیر پہنچانے تک کا خیال
 نہ ہونے کا اور وہ سپاہی مزے سے چڑے سلا سلا کر بچے بچے رہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ صرف اوروں
 کے فاصلہ پر گھوڑے یا تو بچا نہ باگ ڈور اور تو بڑے سے لیس کھڑا رہا اور ایسے اوروں میں ذرا
 کام نہ آیا چنانچہ جن ترکوں پر حملہ آور ہو کر یونانیوں نے عارضی فتح کا دمکا بجایا تھا وہی ترک اب
 انکی جانکا وبال ہو گئے۔ پو پھٹتے ہی ہابل جنگ بجا اور چار گھنٹے تک خوب میدان ستیگر
 رہا۔ گو لو کھا جاب گو لون اور بندہ دق کا بندہ دق سو دیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ترکوں نے
 ایک سخت حملہ کی طیاری کا نقشہ جمایا۔ اور بھی وہ نقشہ تھیل کو نہ پہنچا تھا کہ خیر اندیش یونانی
 خبروں نے اپنی فوج میں طیل باز گشت بجا کر دشمن کے سامنے سے بھاگ جانے کا حکم دیدیا
 جسکی تعمیل اون فوجوں نے سب سے پہلے کی جو دشمن کی زو سے چار اور سات گھنٹے کی راہ پر
 تھیں۔ چنانچہ شہر و معروف نسل مارنے کے پیچھے بھاگتے گئے آگے پر عمل کر کے آڑ میں سب
 سے پہلے ہی پہنچے اور چونکہ لشکر کے تین چاروں سے مختلف مقامات اور مختلف فاصلہ پر پہنچے
 ہوئے تھے اس لئے بھاگتے میں وہ سخت ترین بد نظمی واقع ہوئی تھی جو لاریسہ سے تاملی
 اور عایا کے ایک ساتھ فرار ہونے سے واقع ہوئی تھی۔

آن فوجوں میں ہزار ہا سپاہی ایسے تھے جنکو آخر وقت تک ایک ذرا کرنے کا بھی موقع نہ ملا
 جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو اونہوں نے ترکوں کے مقابلہ میں بڑھنے کے حکم کی تعمیل کی لیکن اپنی
 لڑاکا کا ارادہ کسی کے دل میں نہ تھا۔

اس سب بد انتظامی اور اتیری کا الزام شہزادہ ولیم روسو لیکر چھوٹے سے چھوٹے مندر
 پر عاید ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ حکمت علی اور ستہ قتال کو کام فرماتے تو شکست ہونا تو مقدور تھا
 لیکن ایسی شرمناک ہزیمت یونان کو نہ تھی۔ باقاعدہ بازگشت ایسی ہی نہیں جیسے بے قاعدہ

عبثتاک ہوا کرتی ہے۔

کلاہسیہ میں شہزادہ اسپارٹا کی جنگی تدابیر بالکل مہل اور ناقص تھیں اور اس نے کبھی اس کے مقابلہ میں قدم جا کر اپنا کام کرتے بھاگنے میں وہ کام کیا کہ سارا سال حرب قوپ و گولہ۔ بستہ دوق۔ سیگزیں۔ رسد۔ وغیرہ حتیٰ کہ اپنی پوشش تک ترک و نگو حالہ کرنے کے چند اٹھ سے مرنے اور کھانے پینے کا ضروری سامان اپنی ہمراہ لیکر فرسٹ کلاس کی گاڑی میں سب سے پہلے روانہ ہوئے اور یہ ایسی بزدلی کا کام تھا کہ ان سب سرداروں کو لایا جا رہے تھے کہ کوئی جیلہ باقی نہیں رہا۔

یونانی فوج کی حالت بعد صحنہ جنگ بانیانہ کارخانہ یونانی

نامہ نگار موصوف جیسے اس سے پہلے بہت سی معرکے خیمہ خیز و کیچین کہتا ہے کہ یونانی سپاہیوں کی حالت جو مجبوری فوج میں بھرتی کئے گئے تھے۔ ناگفتہ بہ ہو لیکن جنگ شروع ہونے سے پہلے جو عام یونانیوں میں جوش و خروش تھا اس سے مجبوری کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی حیکہ بمبئی تاک کے یونانی باشندے قومی حمیت کے جوش میں اپنا اپنا کاروبار بالائے طاق رکھ کر جان نثاری کے لئے میدان جنگ میں جاسودہ ہوئے تو ہم کو تانہ نگار کی رائے سے اتفاق نہیں ہو سکتا کہ کوئی یونانی سپاہی مجبوری بھرتی کیا گیا ہو۔ ہاں اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بوجہ کمی فوج کے شاہ کو مجبوری نہوئی کہ وہ نا تجربہ کار لوگوں کے مزید فوج تیار کر رہے ہیں مگر میر جوش اور جوا غرور غازیوں کا یہ کام ہوتا آیا ہو کہ وہ باضابطہ فوجوں کے سامنے بے ڈھنگے ہونے سے اپنی جانیں دیدیں لیکن میدان جنگ سے پیٹھ نہ پھیریں۔

یونانیوں کا ایسی بزدلی اور ذلت خواری سے ہر مقابلہ میں لپٹ دھلا دینا نہ انکی بیضا علی

پیر وال ہی نہ نا تجربہ کاری کا کوئی عذر ہی بلکہ صاف اور بدیہی ثبوت ہے اس امر کا کہ وہ قوم
 حصہ نہ رہے تو ہی لیکن بے حد لچر اور نہایت بڑول اور جنگی سطح سے بہت ہی نیچے گری ہوئی اپنی
 جان و مال و آل کو عزت و آبرو پر ترجیح دینے والی۔ ملک ملت کا نام بدنام کرنے والی مادری
 وطن کی شان و شوکت کو خاک میں ملا دینے والی جو اب یونانی ہرگز وہ یونانی نہیں رہی جو
 میدان تھو پالی میں اگست ۱۹۱۸ء قبل عیسیٰ علیہ السلام میں ایرانیوں سے سینہ سپر ہو کر
 انکی تہمتاں اور فوج کو روک دینے میں کامیاب ہوئے تھے۔ نہ وہ یونانی ہیں جو سکندر عظیم
 کے جھنڈے کے نیچے دنیا کو فتح کرنے پر نکلے ہوئے تھے اور جنہوں نے مشرق و مغرب
 میں تہلکہ ڈال رکھا تھا۔

یہ لوگ اقرار پسند۔ نقصان رسان اور تفرقہ انداز ضروری ہیں۔ ان کا خاصہ یہ کہ
 بغاوت کو امن پر مقدم کریں جیسا کہ قبیحی تعلقات سلطین روم سے ظاہر ہوتا ہے لیکن متنا
 کسی جو مغزو۔ شیر دل اور با عزت قوم میں نہیں پائے جلتے۔ یہ کام چھوڑوں اور ڈولوک تھوڑوں
 کے ہلو کرتے ہیں دبھا دمجبور فوج وہ کام کیا کرتی ہے جو غازی عثمان پاشا کے سپاہیوں نے
 پلوزین میں کیا تھا) نامہ نگار کہتا ہے کہ میں نے کسی معرکہ میں چھوٹے سے چھوٹے دستہ فوج کو بھی
 ایسے امتداد اور اضطراب کے عالم میں پیچھے دکھلائے نہیں پایا اور زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ باوجود
 ہمہ سایہ قوم ہونے کے، ایسے نا تجربہ کار لشکر کو جس نے میدان جنگ کی صورت تک نہ دیکھی
 ہو اور جس کے کان ترکی توپوں کی آواز تک سے نا آشنا نہ ہوں کیوں میدان میں لایا گیا
 اور کیوں اول سے ترکی شجاعت کا اندازہ نہ کیا گیا جن کے مقابل ہوتے ہی ایسا رعب و خوف
 ان پر طاری ہوا کہ جہاں تہاں سے وہ ہمیشہ بھلتے ہی نظر آتے رہے۔

تج کل کے یونانی جو ہمیشہ دوسری قوموں سے اپنی قوم کو موازنہ کرنے لگے ہیں
 میں کیا امن میں یہ جرات باقی ہے کہ برابر تعداد کی اس قومی فوج سے مقابلہ کر سکیں جنگی

تعلیف و توصیف میں کتب تواریخ کے ہزار ہا صفحے بھرتے پڑے ہیں۔ البتہ ان سب میں سے
یہ غذر کرنے کا موقع ہو سکے گا کہ قصود انکا نہیں بلکہ فوجی سرداروں کا یہ خصوصاً ان افسران
کا جو ولیعہد کے اسٹان میں تھے جنکا تمام ایتھنصر کی رعایا نے تسخیر کیا اور بے حرمتی
کی اور جب ان سرداروں سے جواب لیا جاوے کہ کیوں تم نے ایسی بڑا لائن حرکات کیں
تو وہ صاف کہیں گے کہ یہ سرکار کا قصور ہے کہ اس نے ہمیں کافی فوجی تعلیم نہیں دی جس
سے تجربہ اور جنگی لیاقت حاصل ہوتی۔

سلطانی تار برفی و بارہ فتوحات تار و لاریہ وغیرہ بنام غازی احمد مختار پاشا ہاکم شہر تری تھینہ مصر

بعد فتح لاریہ محمد کمال بے کاتب مابین جاپون ملوکاتہ کی جانب سے نمازی مختار پاشا
کے نام ایک تار روانہ ہوا جسکا مطلب حسب ذیل تھا۔

خداوند جل و علا کے فضل و کرم امیر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتح
کی استعانت سے عساکر نصرت آفرینے فرماؤ۔ لاریہ۔ اور اس کے کل حوالی کو تاریخ ۲۶
ذیقعدہ۔ بروز چہار شنبہ (۲۸۔ اپریل) فتح کر کے علم سلطانی جابجا نصب کر دیا۔

فتح تریقالہ ۲۹۔ اپریل کو فتح یحشام

لاریہ کی کامل تسخیر کے بعد ایک دستہ فوج زیر کمان جنرل خیری پاشا قصبہ تریقالہ کو فتح
کر کے پڑا۔

یہ قصبہ بیسیا کہ نقشہ مقابل صفحہ ۲۱ سے واضح ہوتا ہے لاریہ سے ٹھیک مغرب میں
مغربی جالیں میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں دو میل گزرتی ہے جسکا سلسلہ جنوب مشرق میں

نابھہ سالہ۔ ویسے تو اور دو نوک پہنچتا ہے اور شمال و مغرب میں کھلا بکالنگ اور اس سے تھلی کے بڑے شہروں، لاریہ اور ڈوموکو وغیرہ سے اسکا ریلوی تعلق ہے۔

لاریہ کے مسافر کو ترقیالہ پہونچنے سے پہلے دریا کی سلامیہ یا کو عبور کرنا پڑتا ہے چنانچہ ترکوں کی آمد آمد کی خبر وحشت اترنے اس مقام پر بھی وہی اثر پیدا کیا جو ہر ملک عالم تھا یعنی اون کے داخلہ سے پیشتر ہی سب اعیان سلطنت اور عیال سرکاری شہر چھوڑ کر محفوظ جگہ کی طرف فرار ہو گئے اور چلتے وقت اتنا بن و بست کرتے گئے کہ مہنسہ پر دازی کے لئے جیلخانہ کے قیدی چھوڑ دئے گئے اور ہزار ہا بندوقین بارود اور کارتوس اہالیان شہر کو دیکر گھبرا کر ترکوں کے داخل ہوتے ہی وہ اون سے برسرِ میکارہوں لیکن جب فوج ہی ایسے حملہ آوروں کے نام سے ڈر کر بھاگ نکلے تو پچاس گھڑ گھڑی لوگ اور ہل جوتے والے کسان کیا کھا کر مقابلہ کرتے۔

چنانچہ خیری پاشا امن امان سے ۲۹۔ اپریل کی شام کو داخل آبادی ہوئے اور تمام ہتیار اور ذخیرہ ہائے رسد جو لوگوں کی تحویل میں تھے بذریعہ استہبار عام ضبط کر لئے گئے۔

فتح ترقیالہ کا تاریخ و خصوصیات

۲۹۔ اپریل ۱۹۱۹ء کو سپہ سالار اڈم پاشا نے بذریعہ ابرار آجمنو سلطان ابراہیم طالع کی کہ آج ۲۹۔ اپریل کی شام کے بجائے ترقیالہ کو فوج مظفر میں سے فتح کر لیا اور شہر میں داخل ہوئے سے پہلے خبر ملی کہ یونانیوں نے دوسو وایم ایس قیدیوں کو رہا کر دیا اور ۲۰ ہزار مزدوق مع سامان حرب کے اہالیان شہر کو بین غسر صحت حال کر کے چلتے ہوئے کہ دن سے ترکوں کا مقابلہ کریں کمندان (کمانڈر) پہلے فریق کا خیری پاشا شہر میں داخل ہوا اور استہبار شایع کر لیا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر جو شخص آلات حرب ہماری

تخیل میں نہ دے گا نہ سراپا ہے گا اور نہ ترس کے پاس فوجی فخر ہو یا جس کو اسکی اطلاع ہو وہ حاضر کرے ورنہ اٹھا کرنے والا بھی مستوجب سزا ٹھہرے گا۔

(Ghazi Ahmad Mukhlis Pasha)



”غازی احمد فخر الدین شاہ عالی کشن پور کی متینہ مصرا“

ترقیات اور قاریجہ (کارڈیا) کی عیاد اور
اوس کی فریاد و بخت شہر اسٹین

بقول المود المصری تریقالہ اوقار و سجدہ ایک نصب تریقالہ کے جنوب میں رہا ہے

لائن پر واقع ہوا کی یہودی۔ یونانی۔ آرمینی۔ اور دیگر رعایا نے سفر سے روس و فرانس و جرمن و اٹلی کی خدمات میں ایک عریفہ ارسال کیا جس میں انہوں نے یونانیوں کے ہاتھ سے اپنی تباہی اور بربادی کا افسوسناک حال اسطرح لکھا کہ بہن رہ سولہ برس کی ہم لوگ یونان کے دستِ ظلم سے تنگ اور ان کے جور و تعدی کی سخت محبت و کینہ اور اس پر ضرور یہ کہ یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اٹھا کر فرار ہونے لگا تو بھاگتے بھاگتے بھی ہمارے سرسبز کھیتوں۔ اور ہر قسم کے مال و اسباب کو تباہ و برباد کر کے ہم کو بغیر کیا ہر چند ہم جھپٹے چلاتے رہے لیکن ہماری فریاد و زاری پر کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ترکی لشکر آہو پچا تب ہکوالان ملی۔

یہ قوم ہماری زراعت کی محافظ ہماری ننگے ناموس اور مال متاع کی نگہبان اور حفظ صحت کی پوری پوری ساعی ہو۔ پس ہماری درخواست ہے کہ ہماری رومی حالت اور ترکی عساکر کے ترحم اور سعادت کی حکایت اپنی پادشاہوں کو سنا دیں۔ اور عرض کریں کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے ہکوالان کی گورنمنٹ کے نہ حوالہ کریں اور اوس کے دستِ تعدی سے نجات دلانے میں ساعی ہوں۔

دارالخلافہ یونانی شاہی خاندان کی نازک حالت

۲۶ تا ۲۸۔ اپریل کی تاریخ میں یونان نے دارالخلافہ کی نازک حالت کا بہت کچھ ظہار کیا عام جوش و خروش و خوت و گھبرائٹ کے علاوہ خود بہر مجبوسی شاہ جابر کے متعلقین کی مایوسی اس درجہ نازک حالت پر پہونچ گئی کہ بقول ”سینڈرو“، اگر ضرورت واقع ہو تو انھیں سے فرار ہو جانے کا پورا پورا بندوبست کر لیا گیا اور اس امر کے انجام دینے کو ایک جہذاٹیم سے بھرا ہوا بند گاہ پارٹس میں ہر وقت کھڑا منتظر رہا کہ یہی ملو ہا کہ شاہ کا کوئی

کارروائیان تمام ناقص ثابت ہوئیں واپس بلوایا جاوے اور کبھی یہ قرار پایا کہ اولیٰ شاہزادہ کو نہیں بلکہ اُنکے اسٹاف کو جو نہایت بزدل اور کم حوصلہ لوگوں کا مجمع ہے واپس بلایا جاوے چنانچہ ان لوگوں کو طلب کر لیا گیا۔ اور کرنل اسمانگی اس اسٹاف کا سردار مقرر ہوا۔ جو بمقابلہ اور افسر کے ناما مال جواہر دترین ثابت ہو چکا تھا۔ شہر میں جا بجا غضبناک انہوہ چہرے تھے اور شاہ کی تصویروں کو جو دوکانوں پر جا بجا آویزاں تھیں بے عزت کرنے میں بیخ کن کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مجمع نے حملہ کر کے شاہی ریزر و سیکورین کے ٹینک سے ہتھیار اور گولی بارود وغیرہ بامحربہ چھین لئے اور نوپ سازی کے کارخانوں کو دین دھاڑے بٹھایا اور نئے آلات سے مسلح ہو کر شاہی ایوان کے روبرو جمع ہو کر آمادہ فساد ہوئے اور وجہ یہ بیان کی گئی کہ کیوں نہیں اُنکو ترکوں کے مقابل بھیجا گیا تاکہ وہ اُنکو قلع قمع کر دیتے۔

۲۸۔ کی شام کو مغرب کے وقت دس ہزار آدمیوں نے وزارت خانہ یعنی جمیئرف ڈپوٹر کو گھیر لیا۔ اور ایم رالی ہونے والے وزیر اعظم نے گورنمنٹ کو بوجہ کمزوری اور اختلاف ثابت برا بھلا کہا۔ چنانچہ ۲۹۔ کو ایم ڈیلیانی موجودہ وزیر اعظم کو برطرف کر کے ایم رالی کو اسی جگہ مقرر کیا گیا۔ اور تمام وزراء دیگر بھی مغضوب ہو کر طلبہ نے شخصوں سے مرتب ہوا جسکا فضل حال حصہ اول کے صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۹ میں لکھا جا چکا ہے۔

۶۵۷ آغاز ماہ مئی و جنگ ویسٹنو بہر اپریل

میں کہ نقشہ صفحہ ۱۷۳ حصہ ایکہ سے ظاہر ہے ویسٹنو براہ راست لاریا سے بذریعہ ریلوے لائن مئی یا اوس کے قریب ساحل سمندر پر دولو واقع ہے۔ یہ ہر دو مقامات قریب ترین نسبت فاصلہ (فرانکس) کے جہاں لاریہ سے گہو کر ریل جاتی ہے لہذا ویسٹنو اور دولو کا رخ کرنا مقدم ہوا بہ نسبت فاصلہ کے۔ علاوہ برین ویسٹنو جاکشن ہے جہاں سے

بحال جنوب مشرق و دو کو کو اور بحال جنوب مغرب فارس لاکو اور بطرف شمال مغرب لاریا کو ریل جاتی ہے جس کو کو قبضہ میں کرنے سے گویا فارس لاکو اور دو کو کا سلسلہ یونانی رسل میں بند کر دینا تھا اور ریل پر منحصر ہونے سے یونانی امدادی فوج کی آمد و رفت بند ہو جاتا تھا تھا اور نیز یونانیوں کے مقابلہ کی اعلیٰ لائن میں سے صرف ہی ایک جگہ فتح کرنے کو باقی تھی جو سب سے زیادہ اہم اور یونانیوں کے حق میں نہایت کامیاب اور محفوظ مقام تھا کیونکہ اس شہر کے گرد دو پہاڑ بان ہلال کی شکل کی واقع ہیں اور بلندیوں پر یونانیوں کے زبردست مورچے اور دھڑے بندھے ہوئے تھے اس لئے الاحوال ادھم پاشا نے اس ضروری مقام کو قبضہ فتوحات کی کئی سبھا اور فارس لاکو پر اس کو مفت دم رکھا۔

چنانچہ ایک دستہ فوج دو کو کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا اور جنرل حقی پاشا کو دس پیادہ پلٹنوں اور میدانی توپخانہ کی دو باٹریوں کے ساتھ ویلشٹون پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ جو دستہ فوج دو کو کو جارہا تھا اس سے ۳۰۔ اپریل کو یونانی فوج نے ویلشٹون نصف گھنٹے کی راہ پر مبارزت کی۔ دس بجے صبح سے شام تک لڑائی یہی جیسی نفس کشی خود مارشل موصوف کے تار سے معلوم ہوتی ہے جو وزیر جنگ کو بتایا یکم مئی ۱۸۹۷ء کو یہ وصول ہوا۔

مارشل ادھم پاشا کا تار بجنو وزیر جنگ

یکم مئی ۱۸۹۷ء

یکم مئی کو وزیر صیغہ جنگ ٹرکی کو تنجانب مارشل ادھم پاشا حسب ذیل تار موصول ہوا جو سپاہ کا دستہ محاصرہ دو کو کے لئے بھیجا گیا ہے اس کے کمانڈر کی رپورٹ ابھی میرے پاس پہنچی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کل سائے بارہ بجے صبح کے ویلشٹون سے نصف کی مسافت پر دشمنوں سے مقابلہ ہوا۔ لڑائی شام تک ہوتی رہی۔ دوسرے روز ۹ بجے

جنگ کو جنگ پھر ہوئی۔ سپاہِ سلطانی نے تین قلعوں اور چار سو چون پر قبضہ کر لیا۔ اور دشمن نے ویسٹنوں کے قریب ایک قصبہ کے قلعہ میں پناہ لی۔ بروصہ ردیف پلٹنوں نے اسکا بھی محاصرہ کر لیا اور امید کال ہے کہ یہ قلعہ بھی بہت جلد تصرف میں آجائیگا۔

مین نے جنرل حقی پاشا کو دس پیادہ پلٹنوں اور میدانی توپخانہ کی باٹریوں کے ساتھ ویسٹنوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ ویسٹنوں کے قلعہ پر مختصر ترکہ جھٹکا لہرا نظر آئیگا۔ اور دوسرے اسکی تمام خط و کتابت بند کر دی جائے گی۔

جنرل احمد غفلی پاشا کو رز جنرل اور کمانڈر جنیف جانینا نے ۲ مئی کو ہڈر لیم تار اطلع دی کہ دوسرے ڈویژن کا کمانڈر رپورٹ کرتا ہے کہ افضل الہی واقبال سلطانی سے ترکہ فرج نئی اور پرانی دونوں مشکوں سے محروس کی جانب بڑھ رہی ہے اور سپاہ اول قصبہ مذکور میں پہنچ گئی ہے۔

جنگ ویسٹنوں کے مئی ۱۸۹۷ء

اسی تاریخ جنرل حقی پاشا اپنی جمعیت کے ساتھ عین وقت پر ویسٹنوں کے سامنے آ پہنچا۔ رٹرائی میس سے شروع ہوئی۔ یونانی مستحکم مقامات پر پہنچائے ہوئے تھے اور کو دشمن کی توپوں سے ابھی خامی آرٹفٹھی۔ حقی پاشا نے آہستگی سے بلکہ کامل استقلال اور مضبوطی سے اپنے سوچے جمائے۔ ایک توپخانہ جو نسبتاً کم ہوا مقام پر لگا دیا گیا تھا حملہ آور فرج کی غلطی کے لئے سامہ لیا گیا تھا ترکہ فرن کا ہیمنہ اور میسرہ آگے بڑھا اور قلب شکر اڑتی چلتی گئی اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔

ان دونوں ہاتھوں نے نہایت تیز آتشباری کے ساتھ دھاوا کرنا شروع کر دیا جبکہ یونانی کمزوری سے دینے لگے۔ حتیٰ کہ شہامان ترک اس موقع پر پہنچے جہاں توپوں کی مدد و سخت ترین تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی مگر وہ اس مقابلہ کے سلسلے میں سپر کئے ہوئے

برابر آگے بڑھے رہے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک قلعہ کوہ اور بلند یوں کو فتح کرتے چلے گئے اور ایک مضبوط مورچے پر ملک کا انتظار کرتے رہے اس لئے کہ بازو سے میسرہ کو ایک سخت کام پیش تھا دشمن مقابل میں ایک بلند عودی پہاڑ پر قابض تھا اونپر براہ راست حملہ کرنا نہایت دلیلی اور مردانگی کا کام تھا۔ چنانچہ ترکوں نے سلسلے ہی سے حملہ کا خیال دلا کر یونانیوں کو ایسی ترکیب سے محصور کر لیا کہ ان سے بجز مورچہ چھوڑ کر بھاگ نکلنے کے اور کوئی پہلو نہ اختیار ہو سکا۔ چنانچہ اونھوں نے دوسرے مورچے پر جا کر پناہ لی اور وہاں سے آگ برسانے لگے لیکن نابکے۔ آخر ہلکی پوتے ہونے آتش باری بالکل بند ہو گئی اور اس لئے ظاہر ہے کہ ترکی فتح کے میسرہ نے اصل درجہ کی بہادری اور شجاعت اور قابل تحسین جوش و خروش کے ساتھ مقابلہ کیا۔ حالانکہ یونانی فوج کی امداد کے لئے ایک معقول تعداد میں ملک پہنچ چکی تھی اور اس نے ملکر میسرہ پر جی توڑ توڑ کر حملہ کیا جس کا جواب نہایت کامیابی سے برابر دیا جاتا رہا۔

جب اونھوں نے دیکھا کہ میسرہ بے حد مضبوط اور ثابت قدم ہے تو اونھوں نے مینہ کا امتحان لینا شروع کر دیا۔ جنھوں نے اس کے حملہ کی مطلق پرواہ نہ کی اور انکو صحیح طبع نہ سمجھ کر جواب تک دینا گوارا نہ کیا۔ آخر کار بجائے توپ تفنگ و نیزہ و شان کے گرنیٹن کے مشتقات پلٹنے لگے۔ گرنیٹنڈ۔ گرنیٹنڈ۔ بقیہ خواہند گرنیٹ۔

الا : اے یونان بگریزید۔ اگر تاب مقاومت نہ آید جہاں ست تاجان ست این وقت نہ آنت کہ خود را بدست خود در معرض ہلاکت بیند ازید و برائے چه !
 ننگے ناموس و قوم و ملک ! جان خود را کہ از ہمہ جان بہتر از تمامی ملوک و عالمین خوشترست۔ قبل از وقت بخدا بسپارید۔

الا : اے یونانیان پاسے خود را بسپریستہ راہ فرار اختیار نکنید چرا کہ اگر یک اند

کہ شود بسا غم و الم شود و اگر یک صد پیش از ہزار ترک در ہوس ملک گیری سرور خاک و خون ہو
مضائق نیست۔

عرض ہر طبع بھاگنے ہی میں فائدہ نظر آیا۔ و اسی بہ بہادر اگر بے فائدہ کٹ جاتے تو شاہ کو
ایسے جری اور آزمودہ کار سپاہی پھر کہاں ملتے جو سیکڑوں روپہ خراج کر کے تیار کئے گئے تھے چنانچہ
جنگ کی خبروں کے ساتھ ہی دنیا بھر میں تار دوڑنے لگے کہ دینانی و لیٹنوسے بھاگ
رہے ہیں اور رخصتوں کی ایک بہت جری تعداد گاریں میں سوار کر کے دو کو کوٹے جا رہے ہیں۔
یوٹرکے کارپانڈٹ نے کہا (جسکی تصدیق بمقابلہ ترکی والوں کے اکثر لادین زیادہ ترغافل
و وثوق ہے) کہ اٹناے جنگ میں ترکی فوج کا قلب ایک گھنے جنگل کی آڑ میں تھا ترکوں نے
نہایت کامیابی سے یونانیوں کے حملوں کا مقابلہ کیا۔

دشمن کی فوج ترکوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ صبح کے وقت ترکی رساک
دو اسکو اڈن یونانی فوج کے ایک حصہ پر حملہ آور ہوئی اور انکو مار کر بھاگ دیا لیکن غیر متوقع
طور پر ایک بڑا ٹکڑا کر لئے آگیا جس نے نہایت مضبوطی کے ساتھ مورچہ بندی کر رکھی تھی۔
اس موقع پر ترکوں کا بڑا نقصان ہوا۔ ترکی فوج کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرنا نا ممکن
امر ہے جو خوف اور خطرہ کے مطلق پر واہ نہ کرتی تھی۔ میں نے اُن مورچوں کو دیکھا جن پر
میں دشمن کے ٹوٹ پڑنے کی امیدیں دیان بجز جبہ دستہ سپاہیوں کے تمام فوج باہر
تمام خواب راحت میں پڑی ہوئی تھی۔ گویا دشمن جنگ سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ فوج کے لو
زوں ابھی سے گاؤں میں پک رہی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کل شام آٹھ بجے یونانی مکلی افواج دو
اصفار سال سے بند لیوہ ریل بیان لائی گئی ہیں۔ ترکی فوج چونکہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بطور
لعدا و بہت ہی کم تھی اور زمینہ اور سیر کے درمیان فاصلہ بہت بڑھ گیا تھا اس لئے سپہ سالار
انکو ایک بہتر صورت میں بھی مقیم کرنا مناسب سمجھا۔

مقام ویسٹنوپر ۳۰۔ اپریل اور اس کے قبل کے معرکہ جات کے تفصیلی حالات

ویسٹنوپر فتح سے قبل شہر کے قریب جوار میں کئی روز تک معرکے ہوئے۔ ۲۶۔ اپریل کو قریب ایک ہزار ترکی سواروں نے چھ میدانی توپیں لیکر ویسٹنوپر کے گرد فوج میں گشت لگایا۔ اگرچہ ۱۵ سوار یونانیوں سے (جسکے پاس بھی چھ میدانی توپیں تھیں) وہ کئی ڈیڑھ گھنٹے تک برابر جنگ کرتے رہے لیکن ریلوے کا ڈبہ دینے کے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لڑائی ختم ہو جانے کے بعد یونانیوں کو فارسالا سے مدد پہونچی۔ تین یونانی افسر اور ۳۲ ترک مقتول ہوئے۔ ۲۹ کی شام کو ترکوں کی ۱۵ ہزار پیادہ فوج اور ایک رسالہ نے بارہ میدانی توپیں لیکر گھر گشت کیا اس مرتبہ یونانیوں کی فوج زیادہ تھی لہذا ترکوں کو اب بھی ریلوے کا ڈبہ دینے میں کامیابی نہ میسر ہوئی اور دو گھنٹے کی لڑائی کے بعد وہ اپنے مقام پر پسپا ہوئے۔

۳۰۔ اپریل ترکی پیادہ فوج پھر دو کالموں میں منقسم ہو کر بدین عزم آگے بڑھی کہ ویسٹنوپر کی ریل کا ڈبہ کر دو اور فارسالا کے پاس سلسلہ پیغام رسانی سکود کر دیں۔ یونانیوں کی طرف بارہ ہزار سپاہ تھی۔ ترک تقریباً چار ہزار سے کم نہ تھے۔ اونھوں نے بڑے قابل تعریف طریقے پر سنگینوں کے زور سے مقام کیفالو کو چھین لیا۔ اگرچہ اس موقع پر اونچی تعداد یونانیوں سے کم تھی۔ جابھین کا نقصان بہت سخت ہوا۔

میدان میں ترکی رسالے اور یونانی پیادوں کے دستے مصروف کارزار تھے۔ نقصان زیادہ تر پیادوں کو پہونچا۔ افواج مقابل میں باہم گولیاں برابر چلتی رہیں وہ ایک دوسرے سے ۴۰۰ گز کے فاصلہ پر رہتی تھیں اور چھوٹی چھوٹی ہپاڑیوں کے سلسلے سے منقسم رہتی تھیں۔ قریب شام کے ترکی سپاہ کا بڑا ریسائی حصہ توڑی دور پر آگے بڑھتا نظر آیا لیکن غروب

آفتاب کے باعث ماضی طور پر جنگ ملتوی ہو گئی۔ اب دو لوسے فارسلا جانے والی تھیں۔
 میان سے گزر جانے کا بندوبست کیا۔ رات کو یونانی آگے نہیں بڑھے بلکہ اپنے موچوں
 پر قائم رہے اور ترک وہاں سے پانچ میل دور موضع عربیہ میں چلے گئے اور فوج کا اٹھا
 کرنے لگے۔

یکم مئی روز شنبہ کو یونانیوں نے تقریباً اپنی تمام سپاہ متعینہ فارسلا میدان بلالی لے
 لی غیر متوجہ خیز معرکے ہوئے۔ رات کو بھی کئی بار کشمکش ہوتی رہی۔ لیکن یونانی اپنی جگہ
 قائم اور قابض ہے۔ بالآخر حتی پاشا سے بزمیت اور ٹھاکر دو لوسے کی طرف فرار ہونے
 لگے جو یکم مئی کے حالات میں ابھی درج ہو چکا ہے۔

فتح واپست و ترکون کا نقصان ۲۹ مئی

چونکہ اس جنگ میں یونانی بلند اور محفوظ مقام پر تھے اور ترک بچے میدان میں اس پہاڑی کے
 فتح کرنے پر تھے ہوئے تھے جنکے لئے کسی قسم کی آڑ نہ تھی اس لئے ترکون کا زیادہ
 نقصان ہوا جو اس وقت تک کسی لڑائی میں ایک جگہ اور ایک ہی وقت میں نہ ہوا تھا۔

یونانی فوج باہمتی خیل سمونکی لڑ رہی تھی۔ ترکون نے ریلوے سلسلہ مسدود کر کے ملک کا
 دروازہ بند کر دیا لیکن موجودہ کثیر السعہ اذ فوج اور محفوظ جگہ سے گولہ باری ہونے کی وجہ سے
 کھلے میدان کی نزکی فوج کو صدمہ پہونچا۔ چنانچہ اول روز حینی یکم مئی کو بقول نامہ نگار
 ریوٹر ترکون کے بارہ سو سپاہی اس حملہ میں کام آئے ہیں۔ جن میں سے یکم و ۲ مئی کو خود یونانیوں
 نے چھ سو کے قریب دفن کئے۔ علاوہ برن چار سو میلے کے گھوڑے بھی مارے گئے اور
 یونانیوں کی غلط ۳۰ جانوں کا نقصان پہونچا۔ جس میں سے صرف ۵ مارے گئے اور باقی
 زخمی ہوئے۔ یہ یکم مئی کا واقعہ تھا۔ ۲ مئی کو حتی پاشا نے یونانیوں کے پہلے مورچے پر

یورش کی اور ایک سخت مقابلے کے بعد یونانی فوج اُس کو چھوڑ دینے پر مجبور ہوئی اور
 لے لیا گیا۔ اور دشمن دوسری لائن پر پہنچا ہو گئے۔ یہاں بھی ان جہن سے گزرنے لگی
 اور بالآخر تاب مقاومت نہ پا کر دو لو کی طرف بھاگے جہاں سے جہاز میں بیٹھ کر میدان سے
 گھر کو جا سکتے تھے۔

یہ لڑائی اس قدر سخت تھی کہ جنت میں سے صرف ایک سو بیس سپاہی زخمیوں سے
 محفوظ رہ سکے باقی کل یا تو زخمی ہوئے یا مارے گئے۔ ترکوں کو یہ فتح میدانی توپوں کی موجودگی
 کے باعث قرار دی گئی لیکن فوجیں جب کسی مقام کو فتح کرتی ہے تو آخر کچھ نہ کچھ ذریعہ ضرور
 ہوتا ہے اسکا اظہار کرنا فعل عجب ہے کہ توپوں کے ذریعے سے ہوئی یا کہ بند فوجوں کے۔
 ہوئی دراصل فوج کے ذریعہ سے جو مستحق فرائض سے توپ اور بند فوج چلانے پر قدرت
 رکھتی تھی ورنہ خود بخود توپ نہیں چلا کرتی۔

یونانیوں کے پاس فقط کوہی توپ خانہ نہ تھا۔ علاوہ بریں ایک بوہین اخبار نے لکھا کہ فتح
 اسوجہ سے ہوئی کہ اود کے جہزوں نے بڑی ہوشیاری اور تدبیر سے کام لیا اور خوب جہاز
 جنگ نہ کھلائی گویا اود کے نزدیک نامی فتح عجب ہوتی جبکہ یونانی امداد بٹلن پنے سے کام کر کے
 شکست دیتے ورنہ عقلیں ہی اود تدبیر سے کام لیکر فتح کرنا تو سب جانتے ہی ہیں۔

ترک سمونسی ہوا کا مخالف فتح دیکھ کر دو سو سے دور آئیں کہ کچھ کر گئے اور اپنی ہر فوج
 کو حیرانہ ساتھ لیتے گئے۔ اس ہسی جن یہ امر اللہ تعالیٰ تعریف کہ کوئی بے ترتیبی اور لڑا
 اور آرتھ کی سی گڑبڑ واقع نہیں ہوئی۔

ایمپرو سے سمونسی کا فرار ہونا

جب ترک سمونسی کا ایمپرو کی طرف پہنچ کر خطرنا معلوم ہوا تو اود ہم بھاگنے اور اپنی ہر فوج
 حملہ کی تیاری کی بجائے خستہ پائے ہی اود سکودہ جگہ بھی چھوڑ کر فرار ہوئی اور ایمپرو سے ہٹ کر

مقام سورپی میں جو امیر و سہ سالہ میں واقع ہے جا کر مورچہ بندی کی۔ لیکن یہاں بھی حملہ کا خوف صحیح تھا کیونکہ ادھم پاشا غسلی کے ایک ایک کونہ سے بخوبی واقف تھے۔ گناڈر شپ سٹلم نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ میں ترکوں کے مقابلہ کے لئے کرنل سولسکی کے لشکر میں جا کر لٹنے والا ہوں۔

حقی پاشا فاتح ولسٹینو

حقی پاشا پہ سالار دوے سوم (تفریق سوم) جنگ سے پہلے صدر جندارمہ (یعنی پولیس کمشنر) سلطنت عثمانیہ تھے ۱۸۵۷ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ درجہ جرنیل بن سکتے ہی خدمت افتیشی پر ممتاز ہوئے۔

حقی پاشا انٹلی گرو کی لڑائی پر روانہ کئے گئے تھے اور اپنی کینی اسٹوار و محکم مقام پر حملہ آور ہوئے جس کا دینا یاں کے صلے میں عہدہ کل آغا سی یعنی ایجوٹنٹ میجر برطرفی پائی ۱۸۵۷ء میں سلطان عبد الغفریز خان مرحوم کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے اور عہدہ سیرالائی (فٹنٹ کرنل) سے ممتاز ہوئے۔ اسکے بعد اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے دوم جمہورین مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں بڑا کابیطانی لواء اولیٰ لبریر یورپ میں شریک رہی ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک ارض سوم کی کونس کے چارم درجہ کے رکن رہے۔ ۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۷ء کے معرکے میں بمقام قاص حقی پاشا نے جنگ الاجادل میں نمایاں بہادری ظاہر کی جس کے صلے میں تو ایسے برگیدہ رخل کے عہدہ سے ممتاز ہوئے ۱۸۵۷ء میں قسطنطنیہ واپس آئے اور جندارمہ (پولیس) کی صدارت سے سرفراز و عہدہ فوق یعنی ڈویژن جنرل سے ممتاز ہوئے۔

حقی پاشا ایرانی وضع کے آدمی تھے لیکن اعلیٰ درجہ کے ریخی دان تاخیم و ناشر ستباز کمال شجاع اور بہادر ملک و قوم تھے۔ انھوں نے جنگ سے چند ماہ قبل بقیام فعلی آئو پر ۱۸۵۷ء میں انتقال فرمایا۔

فرانس کی فساداری یونان سے

۲۸۔ اپریل کو موسیو ہوناٹو نے ترکی سفیر متعینہ پیرس سے ملاقات کی اور وہ گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی۔ اخبار ڈی ملی نیوز کو معلوم ہوا کہ موسیو ہوناٹو نے ترکی سفیر کو خبردار کیا کہ اگر ترکی اور آگے بڑھیں گے تو فرانس یونان کی حمایت کرے گا۔

دارالخلافہ یونان کی نازک حالت

۳۰۔ اپریل کو ایٹنز میں ایک نہایت دردناک نظارہ پیش آیا۔ ڈیچر آن اسپارٹا ہسپتال سے زخمیوں کا معائنہ کر کے پیدل وہیں آرہی تھیں کہ ایک جم غفیر نے انہیں پتھروں سے چرانا اور مفلک اور ٹاناشہ شروع کیا۔ چنانچہ ان کو مجبوراً لوٹ کر ہسپتال میں پناہ لینا پڑی۔ اس کے بعد ان کی گاڑی حمل سے آئی جس پر سوار تین اور نہایت جلد سرٹ گھوڑے پر محاصرہ ہو گیا۔ لیونان کی بیوی اور قیصر جرمن کی ہمشرہ ہیں (ایٹنز کے گرجاؤں میں بھی جبکہ وہاں شاہ کی وفاداری کی دعائیں پڑھی جا رہی تھیں لوگوں میں برا بھلائی اور غصہ کا اظہار ہوا۔

غلوں یعنی دلوں پر حملہ اور یونانیوں کی فراری

(روزِ شنبہ ۹ مئی۔)

مقام دولو۔ فوج دولو کے قدرتی بندرگاہ پر یونانی مشرقی بیڑہ جہازات کا ہیڈ کوارٹر اور ان ریلوے لائنوں کا جنکشن ہے جو پھلی کے شمال اور شمال مغرب کی جانب دولو سے چلی گئی ہیں اور شمال مشرقی صوبہ تھیل کو مغرب اور جنوب و مشرق کی طرف سے محصور کر رہی ہیں۔ اس حصہ کے مشرق کی سمت دی ہمدرد ہے جو شمال مشرق کی جانب بڑھ کر فلیج سلونیکا

کہلاتا ہی اور اس لئے نقشہ دیکھتے ہی فوراً یقین ہوتا ہی کہ یونانی گورنمنٹ کے حق میں دو لوگ نہایت ضروری مقام تھا جہاں سے سلونیکا اور قسطنطنیہ تک بحری قوت سے اور مغرب میں ترقیالہ اور ڈوموکو تک ریلوے لائن کے ذریعے سے بہت کچھ ترکوں کی فلاحیت ہو سکتی تھی اور اس لئے کسی جوہرین کو خیال تک نہ گزرنا تھا کہ یونانی ایسے بھاری بندرگاہ اور ایسے مفید ترین ریلوے جنگلش کو ترکوں کی ایک گھڑکی میں چھوڑ کر اونچا اپنی آنکھوں کے سامنے مسخر اور مسلط ہوتا ہوا دیکھ لیں گے اور مثل لاریسا ترقیالہ اور فارسالا کے (حبکا حال آگے ابھی آئیوا لاسے) دو لوگوں کو خیر باد کہہ جاؤں گے کیونکہ یہ مقام محفوظ جگہ ساحل سمندر پر واقع ہے اور جہاں یقین تھا کہ فوجی اور تجارتی بندرگاہ ہونے کی وجہ سے یونانی بیڑہ جہازات جسکی اس قدر آغاز جنگ سے دھوم دھام تھی ضرور دشمن کا منظر ہوگا اور خصوصاً اسوقت میں جبکہ یونانیوں کو اس قدر قوت حاصل تھی کہ ترکوں کے ملک میں علداری سلونیکا اور ایپارس کی طرف سے چڑھائیاں اور عارضی فوجیں مان حاصل کی گئیں تو یہ امر یقینی تھا کہ ترک اس مقام دو لو پر ہرگز قابض اور متصرف نہ ہو سکیں گے کیونکہ ترکی اور مصری اجناس کے علاوہ جن ذرائع سے اکثر خیرین دنیا میں مشہور ہوئیں اور میں ترکوں کی بھی کارروائی کا بجز اسکے اور کچھ ذکر سننے میں نہیں آیا کہ ترکی بیڑہ بحیرہ دارڈنیلز میں پڑے پڑے سڑ رہا ہے اور جس کے جہازات ایسے بوسیدہ اور کرم خوردہ ہیں کہ خود ترکی بحری فوجوں نے باضابطہ سرکار کے ذریعے سے گورنمنٹ کو مطلع کیا کہ ترکی جہازات لفظی حرکت کے قابل نہیں ہیں پس اس حالت میں ضرور تھا کہ یونانی جہازات اپنے خاص ملک اور ناف سلطنت (ترقیالہ) سلطنت اس لئے کہ محض سمندر کی کھاڑیاں یونان کے اندرونی ملک میں وسطی تھا تا تک چلی گئی ہیں اور بندرگاہ دو لو بھی قریب قریب اسی طرح کے ایک کھاڑی پر واقع ہے) کے ایک اہم بندرگاہ اور ریلوے جنگلش کو دشمن کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے میں اپنی جان

لڑاؤینگے اور جیسا کہ یقین تھا اس کے مطابق ایک مشکم یونانی جہازی بیڑہ بندرگاہ میں
 موجود تھا لیکن خیال اندمان سے دور اسکی کوہکن اور فلکے شکن توپیں ترکی جنرل کے
 محض ایک زبانی ڈانٹ میں سرور ڈگنیں اور یونانی جہازات کا ططرانی بیڑہ ادھم پاشا اور
 اس کے ہمراہ دو توپوں کے دھل ہونے ہی وہاں سے دوسرے رکی طرف ہٹ گیا جس سے
 اہل فہم دنیا سے نئے اندازہ کر لیا کہ یونانی بحری قوت بھی کقدر ہو سکتی ہے اور دراصل ایک
 یونانی جہازات ایسے پچا اور پچ ہیں کہ برقی فوج کی گھر کیوں سے ڈر کر لغیر لڑے بھڑے
 ایک ایسے ضروی بندرگاہ سنگڑ گھوٹا دین جو میں یونانی عملداری میں رہوے جنگشن بھی
 تھا تو صاف ظاہر ہے کہ یونان کے جہاز ریکی جہازوں کے سامنے گو وہ کیسے ہی کرم خود
 کیوں نہ ہوں بحری معرکہ آرائیوں میں بھی کچھ نہ کر سکتے تھے اور ثابت ہو گیا کہ یونانی بحری
 قوت : بحری قوت کی جو پکار تھی وہ محض بے اس اور پر کا کوا بنی ہوئی تھی۔ اگر دور
 جنگ میں یہ معلوم ہو جاتا کہ یونان کے شمال مشرقی سمندرون اور قلعہ سلونیکا کے متصل
 واقعات کی اہلی حالت کیا ہے جہاں ایک برٹش جہاز مع ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ سر ٹیمپل
 بارٹلیٹ کے گرفتار ہو تا تھی تب ہی مشتبہ کارروائیاں بخوبی صاف ہو جاتیں تاہم عقل سلیم
 فوراً تسلیم کرتی ہے کہ اگر یونانیوں میں بحری قوت اور اس کے بحری ایڈمرل اور جہازی کپتانوں
 میں کچھ بھی مادہ اور تیز موتی تو وہ اس وقت بجائے ایپارس کے یا سلونیکا کے سواں پر گولہ
 اندازی کرنے کی خاص اپنی عملداری کے ان سواں پر اپنا قبضہ رکھنے میں جی توڑ کر دکھا کر
 کرتے اور کم سے کم اس ساحلی عملداری کے بڑے ضروری صدر مقام کے چند میل قریہ کو اپنے
 قابو میں رکھنے یا رکھنے کی کوشش کرتے جو آبائی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور جس میں
 مقام کا نام دوپو ہے۔ اور اس سے صاف عیاں ہے کہ دو لو کا چھوڑ بھگانا یونانی بحری قوت
 کی کامل شکست اور اس کے برائے نام ہونے کا کافی ثبوت ہے اور اس کے بیڑہ

جہازات کا ترکی سمندرون اور خلیج سلونیکا میں موجود ہونا اور ساحلی قلعوں پر گولہ باری کرنا ایک جمیٹ غریب امر تھا اور اس کے ساتھ ترکی جہازوں کی نقل و حرکت کا ذکر ایک مرتبہ بھی ملتی اخباروں میں ہونا اس حیرت کو اور بھی زیادہ کرتا تھا جو برابر اہل سے آخر تک سامان رسد اور فوج کے لانے اور لیجانے میں انھیں سمندوں میں مصروف رہے جان خوفناک یونانی بیڑہ "پٹرول کرتا تھا۔ لیکن فتح و دوسے ان سب باتوں کا انکشاف ہو گیا۔

ترکی جہازوں کی کارآمدگی اور یونانی بیڑہ کی ہتھیکاری بالآخر پوشیدہ نہ رہ سکی اور سطح مشہور حالت کے برعکس اصلی کیفیت خود بخود روز روشن کی طرح چمک اٹھی۔

دو لو کا قبضہ نہ مئی ۱۹۱۷ء

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ لاریہ سے فن کے دوستے حتی پاشا کے زیرِ کمان دو لو کو بھیجے گئے تھے جن میں سے ایک دستہ سے ویلینٹنو کے قریب کرنل اسمولسکی نے معرکہ آرائی کر کے جنگ ویلینٹنو بر پائی اور دوسرا دستہ دو لو پہنچ گیا جس نے بہاتھی حتی پاشا سینچر کی صبح ہوتے ہی دو لو پر قبضہ کر لیا۔ یہاں مقابلہ کسی سے ہوا اس لئے کہ ترکی اقبال سے تمام یونانی فوجیں پہلے سے انجمنہ روانہ ہو گئی تھیں مگر باشندے برابر شہر میں سکن گزین رہے۔ نابارین برٹش اور فرانسیسی سفارتیہ دو لو سے بذریعہ دھم ادبیم پاشا سے باشندوں کی جان کی امان مانگی جس پر جنرل موصوف نے وعدہ کیا کہ نہ صرف جان بلکہ مال اسباب بھی تمام باشندوں کا محفوظ و مامون رہے گا۔ اور کشتی قسم کی دست اندازی رعایا سے نہ کی جاوے گی۔ (یہ واقعہ سینچر کا ہے ویلینٹنو جمعہ کے روز فتح کر لیا تھا اور یونانی حملہ روکنے والی فوج رات کے وقت ہی بسا ہوا لگی تھی) لیکن شرط یہ ہے کہ یونانی امیرانہر اپنا جیڑہ جہازات دو لو

دور ہٹا کر لجاوے۔ جو اس وقت تک خلیج و دلو میں شہر کے سامنے موجود تھا۔
چنانچہ امیر البحر نے بلا اظہار مخالفت فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور اپنا بیڑہ اکیسویں کی
طرف پیچھے ہٹا کر لے گیا۔

یہ مایہ ناز بیڑہ غالباً وہی بیڑہ تھا جس کا یہی امیر البحر جو ادھم پاشا کی صرف
گھڑکی سے اکیسویں کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ سرسبز احکام شاہ جارج سے حاصل
کر کے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لئے اتھنز سے نکلا تھا۔

دولو کے باشندوں نے اپنے ہمسایوں کے حالات سن کر اچھا سبق حاصل کیا اور
اوصحون سے نہایت عقلندی کی کہ اپنے اپنے گھروں سے نہ بھاگے اور بجائے اسکے
ترکوں کے دھاک کے وقت اظہار خوشنودی کیا۔ اور سلطان اور اونکی افواج کو
خیر مقدم کر کے دعائیہ الفاظ سے خلوص کا اظہار کیا۔

دولو کے قبضہ و دخل کا حال موافق تحریر نامہ نگار

اس قبضہ و دخل کا حال ریویٹر کے اُس نامہ نگار نے جو ترکی فوج کے ساتھ تھا۔ ہنسی کو
اس طرح لکھا کہ مارش ادھم پاشا کا ارادہ صبح ہوتے ہی چن۔ ایسے مقامات پر قبضہ
کرنے کا تھا جہاں سے شہر آبائی فتح ہو سکے مگر پو پھٹتے ہی جبکہ ہم سب جیسے میں
بیٹھے ہوئے چار پی رہے تھے تو ہمیں دو گارڈین دور سے آتی ہوئی دکھائی دینا۔
ان گارڈین میں روسی۔ فرانسیسی۔ آلمین اور انگریز قرض متعینہ دولو سوار تھے۔
انکے ساتھ چار خلاصی بھی تھے جنکے ہاتھوں میں اپنی اپنی گولینٹس کے نشان تھے۔
بہت سے آدمی اونے ملنے باہر نکل آئے اونکی زبان معلوم ہوا کہ یونانی افواج نے دولو

چھوڑ دیا ہے اور اب ہاں صرف امیر البحر جنگی جہازوں کے ساتھ بندرگاہ میں موجود، یہ قونصل اس سے مل آئے تھے اور جب انہوں نے اس سے پوچھا کہ اب نظر بحالات موجودہ اور کیا ارادہ ہے تو اسے اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے اس امر کا یقین ہو جائے اور وعدہ دلا جائے کہ ترک شہر کو غارت اور تاخت نہ کریں گے تو میں اپنے جہاز ہٹا دوں گا۔

ان قونصلوں کے ساتھ تین انگریزی اخباروں کے نامہ نگار بھی تھے۔ میں نے انھیں ماضی کی دعوت دی اور فرنگ طعام کے بعد انہوں نے مفصل کیفیت یہ لکھائی تھی کہ ابی اللہ بربادی کی کشتی جو انھیں بمقام وولوپیش آئی۔ دوسرے حالات سنکر میں نے انھیں اہم کرنے کے لئے کہا کیونکہ وہ پچھلے دنوں کی رحمت سے سخت تھکے ہوئے تھے۔ بلکہ ایک شب کا مل انگریزی سفارت خانہ میں چہرہ دیتے رہے تھے۔ کئی دفعہ وہ اس کے بعد مارشل ادھم پاشا نے اقرار کر لیا کہ میں شہر میں تاخت و تاراج نہ کروں گا۔

یہ وعدہ لیکر چاروں کونسل واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ان کے ہمراہ یعنی چاروں خلاصی بھی نجیب بے کے ہمراہ کاب امن کا سفید علم لیکر بھیجے گئے۔ میں جی ان کے ساتھ ہوا۔ وولو سے کس قدر سافت پر ہم اس امید میں کھڑے رہے کہ ان قونصلوں میں سے کوئی امیر البحر کا جواب لے کر آویگا وہاں سے کوئی بھی نہ آیا۔

یہ حال دیکھ کر ہم شہر میں چلے گئے تھوڑے تھوڑے آدمی جمع ہو کر ہمارے سامنے آئے تھے اور نہایت ادب سے سلام کرتے تھے۔ شہر کے دروازے پر بھی ہمیں بہت سے آدمی مل گئے۔ یہ سب ملکر ہمارے رکاب میں بہت سے آویونکا ہجوم ہو گیا جن کے سر یکسر ننگے تھے اور جن کے چہروں پر بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تھے۔

بقول اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر ”وہ ترکوں کے متبعیم مذک خوار تھے اس کے آبا و اجداد

تک اس کے احسانوں کے ممنون تھے۔ علاوہ بران وہ اس کے تازہ سلوک اور اس کے شہرہ سُن چکے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ ایک سچا مسلمان اور حقیقی شجاع زبردستوں کے ساتھ ماڈِ تارِ فوق اور ملا سیت سے پیش آتا ہی پس اس کا خوش ہونا حق بجانب تھا۔ ہم آہستہ آہستہ محلہ ڈیمیری میں پہنچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے۔ اس موقع پر ہمارے ساتھ کئی ہزار آدمی کا ہجوم تھا۔ پہلے تو اُس میں ناؤں ہال کا پتہ نہ لگا مگر بعد میں سفید تماش کے بعد پتہ چلا۔ یہاں ہم نے میز کی تلاش کی جو کہیں دستیاب نہوا۔ آخر کار میسر گویو جو میز کی غیر حاضری میں اس کی جگہ کام کرتا تھا ملا۔ عجیب بے سے اسے مارشل ادم ہارنشا کا اعلان دکھایا۔ حسین مندرج تھا کہ =

”باشدگانِ دولوعہ کرغمانیہ کی حفظ و امان میں لئے جاتے ہیں وہ اپنی جان اور

اموس اور جاد کو محفوظ و مصنون سمجھیں اور ضمن اختیار ہے کہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں“

جب میسر گویو اس اعلان کے مطالعہ سے فارغ ہوا تو ہم سب کے سب ناؤں ہال کے برآمدے میں نکلے۔ اگر عوام الناس کو بھی اس کے مصنون سے اطلاع دی جائے کیونکہ ہزاروں آدمی ہمارے انتظار میں کھڑے تھے۔ میں نے مدتِ العمر میں یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا ہزاروں آدمی ہمارے پیش دیوار بن کر اس جہم ورجا کی حالت میں کھڑے اور فقط ایک لفظ کے سننے کے منتظر تھے جو ان کی قسمت کا فیصلہ کرے اور ان کا انتقام۔

میسر گویو کے اہل عمل نے چاہا کہ اعلان کی تکرار کی جائے مگر ارباب اس کی آواز سُننے میں سب سے سنا سنا تھا اور لوگوں نے ہر چند کان گاڑ کر سُنائی کچھ نہ دیتا تھا اس کے دل دھڑکنے لگے اور اُڑھ پی اُڑھ گمان پیدا ہونے لگے جس پر انھوں نے باآواز بلند غل غل کہا کہ ”فرامینِ آواز سے بڑھتے ہم کچھ سُن نہیں سکتے“ اس وقت میں دُور

یونانی جہاز بندر گاہ میں دکھائی دیتے تھے اور امیر البحر کا جواب بھی ابھی تک نہ آیا تھا۔
 آخر الامرجب لوگوں نے اعلان کا ماحصل معلوم کر لیا تو ان سب کے مونہ سے یہ صدا
 بیاختہ نکلی ”کہ خدا سلطان کی عمر میں برکت کرے اور ترکوں کو دیر تک سلامت رکھے“
 ”ابقت تنگ ہو چلا تھا اور ترکی افواج کی آمد شروع ہو گئی تھی سپاہیوں نے شہر میں
 قدم رکھنا شروع کیا اور اگر یونانی جہاز اچھا ارادہ جنگ ظاہر کر دیتے تو ترک اسی وقت
 شہر میں مورچہ بندی قائم کر لیتے۔

”تنبیب بے نے اب مجھے اور دیگر دو کارپانڈنٹوں کو یونانی امیر البحر کے پاس ادسکا
 دریافت کرنے کو بھیجا کہ اسکا ارادہ آشتی یا جنگ کا ہے۔ جب ہم گئے تو ہمیں جہاز کے زینوں
 پر ایک کشتیان ملا جو آگے ہی اسکا جواب لے آ رہا تھا۔ اُس نے جواب میں یہ لکھا تھا کہ
 میں اسوقت تک یہاں ہوں جب تک کہ ترک ان کے ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں۔
 ”جب تنیب بے نے یہ جواب سنا تو اُس نے جواباً بارش اوچھ پاشا کی طرف سے جواب دیا کہ
 سلطانی بخوبی باخبر ہیں اور وہ ہمیشہ اُس شہر اور شہر کے باشندوں سے نیک سلوک کیا
 کرتے ہیں جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کر لیں۔ ہماری افواج قاہرہ میں سے فقط ایک دستہ
 اعظام شہر کے لئے داخل شہر ہوگا۔ باقی فوجیں نواح شہر میں خیمہ زن ہوں گی۔

علاوہ بریں یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم اپنے جہاز فی الفور یہاں سے نہ لیجاؤ تو
 اسکا نتیجہ تمہارے ہی میں اچھا نہ ہوگا اور عا کر سلطانی کسی مکروہ نتیجے کے ذمہ دار نہ ہونگے
 چنانچہ اسکے مطابق علد آمد ہوا اور ترکوں نے بھی فقط ایک دستہ اپنی سپاہ کا شہر میں جانے
 دیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر اس خط کے ابھی تک یہاں ہی گر کوئی ساعت میں جاے گا۔
 اسی دن کے خطوط سے جو شام کے نامہ نگاروں نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ
 کئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سہ پہر کے وقت امیر البحر اپنے بلی جنگی جہازوں سمیت چلا گیا تھا۔

فتح وولو وولیسٹنو۔ واپسی کرنل واساس (واسو)

ازکریٹ و آغاز سلسلہ گفتگوی مصفا

فیما بین

بذریعہ سفرائے دحل یوپ

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ وولیسٹنو جمہور کے دن اور وولو سینچر کے روز حتیٰ پاشا نے فتح اور سحر کیا اور پش اور فرانسیسی سفیرین کی سفارش پر باشندگان وولو کو جبل اودھم پاشا نے محفوظ اور مامون قرار دینا منظور کرایا جو بدستور اپنے اپنے گھرن میں مقیم رہے۔ یونانی پڑھہ بذراگاہ وولو سے ٹکرا دیا گیا۔

سینچر کے روز کرنل واساس جو یونانی فوج لیکر کریٹ پر زور شور سے چڑھ گیا تھا۔ اب اسکو گورنمنٹ یونان نے بے درپے شکستین اوتھا کر اودھول یوپ کے آغاز تحریک مصاحبت میں اوکی دیا کی کو مشروط کر دینے کی وجہ سے واپس بلانے میں اسقدر جلدی کی کہ وہ مع اپنی فوج کے ساحل کریٹ کو فوراً اودھام کھڑے سینچر کے دن ایتھنز میں داخل ہو گیا۔ اس لئے کہ تمامی سلاطین نے اختتام ماہ اپریل پر تجویز کیا کہ۔

اگر کرنل واساس کو گورنمنٹ یونان کریٹ سے واپس نہ بلائے گی تو کوئی بادشاہ جنگ شک

د یونان میں ہرگز دخل نہ بیگا اور کرنل واساس واپس بلایا جائے گا تو ثابت ہوگا کہ یونان سلاطین کے حلقہ اطاعت میں آگیا ہے۔

نیز بہت سے یونانی اور اٹالین والیڈوں نے اسکی تقلید میں کریٹ کو خالی کر کے گھر کا رہتے لیا۔ گورنمنٹ یونان نے سلاطین سے درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے امیرالبحرون کو ہدایت کر دیں کہ وہ یونانی جنگی جہازوں کو دینائی افواج متعینہ لکریٹ کے واپس لانے کے لئے

کریٹ کے ساحل پر آنے کی اجازت دیں۔ اس لئے کہ یونانی جہازات کا کریٹ کے قریب
 آنا بالاتفاق مسدود کر دیا گیا تھا۔ اور چونکہ باوجود سخت تاکید کے شاہ یونان نے
 کریٹ خالی نہ کرنے میں ہمت اور صند سے کام لیا تھا لہذا اہل پس بلائے کے لئے
 مجبور ہو کر شرم کے باعث یہ بات بنائی کہ افواج کریٹ کو ہم اس غرض سے لوٹانا چاہتے
 ہیں تاکہ پوری قوت کے ساتھ تعمیل پر دشمن کے فریق قبضہ و دخل کو روکیں۔ لیکن کرنل
 واساس نے کسی ایسی ہدایت کے وصول کرنے سے انکار کیا تھا اور جب تک صاف تاکید
 احکام نہ پہنچ لئے اُس نے جزیرہ کو نہ چھوڑا۔ ایک متفقہ نوٹ سفرے دول نے گورنمنٹ
 یونان کو سر شنبہ کی صبح کو پیش کیا۔ اس میں درج تھا کہ سلاطین عظام فریضت
 جنگ مہل کرنے کے لئے درمیان میں پڑنا چاہتے ہیں جو قارہ اور صغنامہ امین ترکی و
 یونان سے پیشتر ضروری ہے بشرطیکہ یونان اپنے تمام اغراض و فوائد کو نظر غور فرما کر
 دوستانہ دول یورپ کے سپرد کر دے۔ اسپر یونانی وزیر خارجہ نے جواب دیا کہ
 ”گورنمنٹ یونان ان مطالب پر جی ہوئی ہو جو یادداشت میں مندرج ہیں اور وہ اپنے
 مقاصد اور اغراض کو دول یورپ کے ہاتھ میں دیتی ہے۔“

نیز سفیران متعینہ قسطنطنیہ نے ایک مجموعی اور متفقہ یادداشت بالعالیٰ میں گزرائی
 جس میں درخواست کی گئی کہ مخالفت اور جنگ بند کر دی جائے اسکے جواب کا یہیمینی اور اضطرار
 سے انتظار کیا گیا۔ سلطان خود جنگ کو ختم کر دینا چاہتے ہوں لیکن وہ تمام احیان سلطنت
 اور فوجی حکام کے خیالات کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے جن میں یونان کی زیادتیوں سے
 جوش پھیلایا ہوا تھا اور ان سب معاملات پر نظر کر کے سلطان نے اسوقت تک اسکا فیصلہ
 نہ کیا جب تک کہ دو موکو بیکر تعمیل کی ایک ایک بچہ زمین نہ فتح کر لی۔

درمیان اسوقت بھی اس متفقہ یادداشت پر کچھ لحاظ نہ لیا گیا تھا بلکہ شہنشاہ روس کے

پرائیوٹ مار پر جسین نہایت دوستانہ طرز میں درخواست موقوفی جنگ کی گئی تھی مگر آمد کیا گیا۔

زر کو سلا قبضہ

یہ قصبہ جملاریا سے بجانب مغرب تر قیالہ جانے والی شکر پر واقع ہے ۲۹۔ اپریل کو ترکوں کے قبضہ میں آیا جہاں سے کثیر المقدار سامان جنگ اونس کے ہاتھ لگا۔ اسی تاریخ تر قیالہ بھی پوری پوری طرح مسخر ہو چکا تھا جسکا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

آغاز جنگ فرسالا

قدیمی نام (فرزاوول)

اس طرف ایک دستہ ترکی فوج کا ولسٹنو اور وولو کے فتح کرنے میں مصروف کار تھا دوسری طرف ترکی طلوعہ فوج فرسالا کی طرف بڑھنے میں مصروف تھی لیکن فرسالا ایک محفوظ مقام تھا اور یونانی شکر پوری قوت کے ساتھ مع دونوں شہزادوں کے وہاں موجود تھے نیز وزیر جنگ اور وزیر داخلہ حقیقت حال دریافت کرنے کو وہاں آئے ہوئے تھے۔ اس خیال تو ہوتا تھا کہ اس مقام پر ایک جنگ عظیم برپا ہونے والی ہے لیکن اہلکاران تک نہ تھا کہ یکم اور دوم مئی کو ولسٹنو اور وولو پر ترکی قبضہ ہو اور سولہ مئی کو میدان فرسالا میں فوج بڑھے۔ چوتھی کو دونوں فوجیں باہم مزاح پرسی کریں۔ اور ۵۔ کو ترکی ہلال فرسالا کے بلند مقامات پر لہرانا نظر آوے۔

حقیقت میں بعض کاروائیاں ادھم ہانک ایسی عجیب غریب ہوتی ہیں جو طلسمات کا نقشہ سامنے کھینچ دیتی ہیں ادھ جس سے ترکی کو اندازان افواج کی چھوری پوری قابلیت اور

آزمودہ کاری کی ثبوت ملتا ہے۔ خود وہ لوگ جو بطور نامہ نگاران اخبارات دنیا کے مختلف مقامات سے حالات جنگ مشاہدہ کرنے گئے تھے اس امر کا یقین رکھتے تھے کہ فرسالا ایسا قلعہ بند مقام ہے۔ اور یونانی افول کو ایسی ایسی آڑیں اور پناہیں حاصل ہیں کہ ترکوں کو یہ مقام ہرگز لیتے کم سے کم ایک ہفتہ صرف کرنا پڑے گا۔ لیکن ادھر جنگ چھڑنے کی خبر آئی اور ہر دوسرے تار نے تمام یورپ کی غل جیلن کر دی کہ ایک ہی روز میں لاریا کی طرح تین طرف سے حملہ کر کے ادھم پانڈے شام سے پہلے پرچم سلطانی فرسالا پر جا ڈرایا۔

حوالی فرسالا میں جنگ بہمنی ۱۸۹۷ء

۴۔ مئی کو غیر متوقع طور پر میدان فرسالا میں جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی۔ ادھم پانڈا دیرینے کے ملاحظہ کرنے کی غرض سے صبح کے وقت لاریا سے روانہ ہوئے تاکہ نقشہ جنگ کی جانچ کر کے دوسرے روز حملہ شروع کر دیں لیکن دوسرا دڑا کرنے بھی نہ پایا کہ میدان بند و قون کی آواز سے گونجنے لگا اور رفتہ رفتہ تمام جنگی لائن مصروف کار نہ ہو گئی۔

یونانیوں نے لاریا سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر فرسالا کے قریب بتدیج اڑھی ہوئی پہاڑیوں کی آڑ لیکر ایک نہایت عمدہ موقع منتخب کیا جس پر نہایت زبردست اور لاجنب مورچے ترتیب دئے گئے ان مورچوں کے بازو گھنے جنگل کی پناہ میں رہے اور توپخانہ میمنہ کی طرف نصب کیا گیا۔ اول اول یونانی گولہ اندازوں نے اچھی مشق دکھلائی اس لئے کہ بقول ایک نامہ نگار کے ”گزشتہ چند روز کے تجربے نے انکو اچھا خاصہ نشانہ باز کر دیا تھا۔“

ترک اپنی معمولی شہادانہ اور خاموش طریقے سے برابر ثابت قدمی دکھلاتے رہے اور ایسے استقلال اور زور کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ باوجود جلد جہد عظیم و دیر کے قریب دشمن کو اپنے مورچے چھوڑنا مناسب معلوم ہوئے اور اس ”بقاعدہ پارکسٹ“ میں

جو سرگرمی یونانیوں نے روزِ روشن میں دکھائی وہ ہر طرح قابلِ تحسین ہے اس لئے کہ دشمن کے زور سے بچکر فوج کا راہِ فرار اختیار کرنا بھی ایک سبق ہے جو جنگی مدرسوں میں سکھایا جاتا ہے لیکن اسے یاد کرنے میں ایک افسوسناک نقص واقع ہو گیا یعنی غلطی سے یا گھبراہٹ میں یونانی بارگشتی سپاہِ اتفاقیہ ایک ترکی سپاہِ فوج کے دستے کے سامنے اس قدر قریب ہو کر گزری کہ اونٹنی بندہ قون کی زد میں آ گئی۔ اور اس طرح سپینہ فوج کو خصوصاً زیادہ نقصان پہونچا اور عقب کی پٹنیں باقی فوج کے بچانے کی کوشش میں خود قربان ہو گئیں۔ ایک مرتبہ جب بجائے شروع ہو گئی تو متعاقب ترکوں نے دشمن کو ایک لمحہ آرام نہ لینے دیا۔ اور فیر کرتے ہوئے برابر دباے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک ہمارے چوٹی پر چاہ پہونچے جو میدان کے سرے پر واقع ہے۔ یہاں عجیب نظارہ پیدا ہوا یعنی جب درست میں تکی پیادہ فوج کے دستے جو برابر ہتھ پٹے چلتے تھے۔ دیکھنے والوں کو دور سے سیاہ دھبوں کی شکل میں نظر آتے تھے۔ باقی تمام میدان یونانیوں سے بھرا ہوا تھا جو تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ بے ترتیبی انہیں اہم تر تہہ کم تھی۔

یہ سب ایک سنگی پل کی طرف کو اکل مارچ سے پہلے جا رہے تھے۔ اسی حالت میں ترکوں نے اپنے فوجیانہ کو بڑا کر ایک عمدہ موقع پر جمادیا۔ اور بھاگتی ہوئی فوج کے کالموں اور بے ترتیب خالوں میں گولہ پر گولہ ہینکنا شروع کر دیا جس سے بھاگ کر نہایت تیز ہو گئی۔ تاہم یونانی فوج نے جو عقب میں تھی مقابلہ کرنے کی کوشش کی مگر ترکوں کے دھواں دھار حملہ کے سامنے وہ مثل پر کاہ اڑتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ایک مقام سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا آنا چلا گیا لیکن چھپا کرنے والوں نے اب بھی دم لینے دینا منظور نہ کیا۔

ایک نامہ نگار اس موقع پر لکھتا ہے کہ ”میرے دل پر جو کچھ ترکوں کی شجاعت اور

جوانمردی کا اثر اسوقت تک ہوا کہ کبھی پہلے نہواتھا۔
 پناہ اور آرمین کھڑا ہونا وہ معیوب سمجھتے تھے حتیٰ کہ گھٹنوں کے بل بھی نہ جھکتے
 تھے بلکہ بلا کے جوش و خروش میں بارہن مارتے ہوئے برابر آگے ہی کی طرف بڑھتے
 پہلے جاتے تھے۔

فرسالا پر ادھم پاشا کا بذات خاص حملہ کرنا

حقیقت یونانی پُرسے گزرنے کو جمع ہو رہے تھے تو ایک بڑا گولہ ایک گاڑی پر لگا
 جو دو سو سپاہی لادے تھے۔ یہ گولہ ایسا کاہری بیٹیا کہ جس نے یونانیوں کا بڑا ہتھا
 نقصان کیا۔ پُرسے گزر جانے کے بعد مغرورین اور متعاقب ترکوں کے درمیان ایک
 دریا حائل ہو گیا (جو دیارے سلمیر یا کا معاون ہے اور فرسالا کے مغرب کی طرف بہتا ہے)
 اور اس لئے جنگ کی گرم بازاری بمقابلہ سابق کم ہونے کو تھی کہ مارشل ادھم پاشا نے
 اپنی کامیابی اور اس عالی شان نظارہ کی اُمنگ میں جو اسوقت پیش نظر تھا بے خط مستقیم
 حملہ کر کے اسی روز شہر کے لئے لینے کا تہیہ کر لیا۔ اور ایک بڑی توپخانہ (مہارے کے
 اور میدان میں اتر کر بلقان جنگ کے لئے ایک صف کو آگے بڑھ کر ایسی شدت سے
 حملہ کیا کہ وہ واقعہ اس جنگ کے خونخوار حملوں میں شمار کیا جانے لگا۔ خصوصاً داہنی پہا
 (دریا کی طرف) ایک مختصر گاؤں کے قریب ایسی سخت آتشباری ہوئی کہ ترکی قدامت
 خود اپنی بندووں کے دیوین میں چھپ کر رہ گئے۔ ساتھ ہی ترکی توپخانہ نے فوج کی
 مدد کی یہاں تک کہ وہ گاؤں فتح کر لیا گیا اور گولہ اندازی بند کی گئی۔ یونانی اُس جگہ کو اٹھایا
 اور غیر مامون سمجھ کر فرسالا شہر کی طرف بھاگ نکلا اور بغیر ایک لمحہ ضائع کرنے کے چھ ترکی
 پلٹنوں نے اس شہر پر جسکی قیمت کا فیصلہ ترکوں کے حق میں پہلے سے ہو چکا تھا آگ

برسانی شروع کر دی۔ لیکن اس محکمہ آرائی میں دن بسر ہو چکا۔ شام سر پر پہنچی۔ آفتاب
نظروں سے غائب ہونے لگا۔ افق پر شفق کے خونی رنگ نے میدانِ رزم گاہ کو پہلے
سے زیادہ مہیب اور خوفناک کر دیا اور جب تک روشنی کی ایک شعلہ بھی باقی رہی ترکی
قوتوں کا مونہ بند نہ ہوا۔ ایک تو سچانہ کے پیچھے دوسرا تو سچانہ برابر آتا رہا اور اپنے اپنے
مناسب موقعوں پر لگایا گیا۔

اور بقول ایک ولایتی نامہ نگار کے اتنی گولہ باری نے تقریباً نصف شہر کو آگ لگا کر دیا۔ رات
ہو جانے سے گولہ باری بند کی گئی اور اس طرح کچھ دیر کے لئے فرسالا کو دم لینے کی مہلت ملی۔
دوسرے روز یعنی ۵۔ مئی کی صبح ہوتے ہی ترکی فوجیں آگے بڑھیں بیاتناک کہ کوئی
خاموشی تو کچھ پیش نہ آئی جیسا کہ خیال کیا گیا تھا کیونکہ یونانی اپنی معمولی فہمندی اور حفظِ انقد
کے مسئلہ پر عمل کو کے صبح ہونے سے پہلے ہی شہر کو خالی کر کے بموجب فرمانِ طبعہ ہمارے
ڈوموکو کی طرف متعجب فرما ہو چکے تھے۔

یونانی فوجی طرف سے گورنمنٹ کو اپنے فتح پائی

جمہوری رپورٹ دینا اور اسپرستہنیز میں ہوم نام کی

خوشی اور مبارکباد کے تارونکا و لسیجہ نام آنا۔

اول سے آخر تک اس لڑائی میں یہ بات قابلِ یاد رہی جو کہ جو خبریں ترکوں کے ذریعہ سے
مشہور ہوئیں وہ ہمیشہ لفظ بہ لفظ صحیح اور قابلِ ثوق ثابت ہوئیں لیکن برخلاف اسکے
یونانی کلیسہ کے پیروں نے من گھڑت اور دل خوش کن خبریں تراش خراش کر کے مقامِ جنگ
سے باہر پھیلے وہ بلاستثنیات ہمیشہ دوسرے یا تیسرے روز سراسر کذب اور افتراء
سے مملو پائی گئیں جس سے یونان کے اعتبار اور صدقِ کلامی پر بھی بڑا لگ گیا۔

شکست پر شکست کھاتے جاتے تھے اور کسی نہ کسی پہلو سے اپنی قوم اور گورنمنٹ پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ ہمیں ہی فتح ہوئی۔ چنانچہ دیستمنو اور فرسالا کے ابتدائی حملے کی روک اور دفعیہ کی سبقتد کوشش اور ترکون کا نقصان اٹھا کر دیستمنو فتح کرنا اور کرنل اہولنسکی کا سخت گرناکام محسوس کرنے پر قدم جمانا اور اسکے لئے کافی وسیلہ ہو گیا کہ اسکو فتح قرار دیکر شاہ اور اسکی رعایا کو ذرا دیر جی خوش کر لیں۔ چنانچہ مئی کی پہلی تاریخ میں خبر آئی کہ دیستمنو اور فرسالا پر ترکون کو شکست ہوئی اسپرمان وہ جوش پھیلا کہ باید و شاید۔ کرنل اہولنسکی نے لکھا کہ دیستمنو میں ترکون کی جمعیت دس ہزار سے زیادہ تھی جو دودستوں میں تقسیم ہو کر مہر حملہ آور ہوئی مگر بننے اپنی قوت بازو سے انکو پسپا کیا۔ دوسری مراسلت میں اطلاع دی کہ میں نے دن بھر متواتر سخت سے سخت مقابلے کئے یہاں کہ میری فوج میں خون منہل آب روان کسب ہونے لگا۔

دن کے ڈہائی بجے لڑائی ختم ہوئی اور کرنل مذکور نے پھر ایک تار بھیجا کہ آج کی لڑائی محض خدا تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارے لئے فتح و نصرت کے ساتھ اختتام کو پہونچی۔

چار بجے ترکون نے پھر دوا کیا اور ہم نے پھر انکو پیچھے ہٹا مارا۔ حسن اتفاق سے میری مدد کے لئے عین موقع پر کلبکی فوج آ پہونچی اور اسطرح جمعیت زیادہ ہو کر اب میں نے حید میں شہنشاہی کی اور دشمن کو بے انتہا نقصان پہونچا۔

اختتام منہر کے پر ایک تار اسی کرنے نے پرس کی خدمت میں اس مضمون کا روانہ کیا کہ دشمن اگرچہ خدا کی عنایت سے پسپا ہو گیا لیکن آج کئی وقت وہ پھر ایک حملہ کرنے والا ہے۔ علی اصباح عساکر عثمانیہ مقام کو میسری سے بوجار کی طرف بڑھنے لگے اور دوسرے میدان سے درجہ جنگ تار و پاک لڑائی مشہور ہوئے والی ہی اور پھر خبر یہ بھی کہ جنگ چھڑ گئی اور یونان کی فوج اگلے مورچوں کو چھوڑ کر قلب شکست سے آلی ہے۔ یہ واقعہ ہوئے نہ ہوتے دوسرے وقت گزر گیا تھا۔

چونکہ اس مقابلہ کا انتظار پیشتر سے تھا اس لئے اول وقت صبح سے یونانیوں میں تیاری ہو چکی تھیں۔ جب شاہزادہ ولید بہادر بذات خاص میدان جنگ میں پہنچے تو سپاہیوں کی بہت کئی قتلہ بندہ لگی اور پرنس کو کس شاہزادہ ولید کا چھوٹا بھائی بھی تو پہچانے لیکر اسی لشکر کے ساتھ موجود تھا اور اس لئے یہ جنگ بڑی بھاری محکم ہونا چاہیے۔

شام کے پہنچے تک آتشباری جاری رہی۔ رات کے آٹھ بجے کرنل پالے نے جو کروں پرنس کی فوج کا چیف اسٹاف تھا دن بھر کی لڑائی کی ایک رپورٹ تیار کی جسکا ماحصل یہ تھا۔ آج دو بجے ترکوں نے ہمارے مورچوں پر حملہ کیا کل سے اونکا ارادہ تھا کہ ہماری میسر کو چیر کر نکل جائیں مگر آج خلاف توقع وہ اپنا ارادہ ترک کر کے مقدّمہ کھش پر حملہ آور ہوئے چونکہ وہ تعداد میں ہم سے کمین زیادہ تھے اور ہمارے ہمارے طبیعت کی فوج لڑنے لڑنے نیچھے کو لوٹ آئی اور اپنی فوج کے میمنہ کے مقابل اگر صرف بستہ ہو گئی۔

گوکہ اندازی تھوڑی دیر تک جاری رہی۔ ترکوں کی پیادہ فوج اگرچہ تین سو توں پر بڑے مذور شور سے پیش قدمی کر رہی تھی لیکن ہمارے لشکر نے اس کے بڑھنے کو روک دیا۔

فریقین کے نقصان کا بھی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ شاہزادہ ولید ہر وقت جنگ ترک پیادہ فوج کی آتشباری کی نڈیوں برابر موجود رہا۔ پرنس کی فوج کے میمنہ میں سپاہیوں کی جرات بڑا تار مارا حالانکہ اس کے تو پہچانے کے مقابلے میں دشمن کے تو پہچانے نصیب تھے۔ ہمارے میں جس فوج نے میمنہ پر حملہ کیا تھا اس کی تعداد ۵ ہزار کے قریب تھی۔ علاوہ برین مورخ کی طرح اس کی فوج میں ہر روز پہاڑ پور سے اور تری نظر آتی ہیں ترکوں کی جمعیت اونکا تو پہچانے اور سواروں کے دستے سے ہمے بدرجہا زیادہ ہیں۔

ہم اس وقت تک اپنے مورچوں پر قابض ہیں۔ کل غالباً پھر لڑائی ہوگی صرف ایک دستہ سواروں کا جو ہمارے ساتھ تھا وہ بھی ترغیلاہ فرخ کرے گیا ہوا ہے۔

رنگ نیلیان

چنانچہ اس بے اصل رپورٹ پر وزیر جنگ جامہ سے باہر ہو گیا۔ گورنر نے شاہزادہ ولید - شاہزادہ نکوس - اور کرنل اسمونسی کو جبا جبا مبارکباد کے مار دئے اور وزیر جنگ نے کل فوج بقیہ فارسالہ کے نام مبارکباد کا ایک علیحدہ مار روانہ کیا اسکے بعد شاہ صاحب نے خوابی طرف سے شاہزادہ دسید کو ایک مار بانٹا مسرت و مبارکباد فتح روانہ کیا (جہ پٹن) برٹش کولیفین ہو گیا کہ آج ہی فرسالا اور یوسٹون کا قطعی فیصلہ ہو جائے گا۔ لوگ خوشی خوشی فوجی قوت پر اس قدر اتراے پھرتے تھے کہ ٹھکانا نہیں۔ ہر ایک گرجا گھر میں یونان کے حق میں بڑے زور و شور اور ساز و سامان سے دعا گائی گئی اور شاہیہ نے فتح جیسے جوش و خروش کے ساتھ سجا بوی گئے۔ اور لوگ اسی مسرت میں مشغول تھے کہ یکایک مار برقی پر بجلی کی طرح یہ خبر آ کر گری کہ فوجین فرسالا سے بھاگ کر دو دو کو پراپہ پھینچیں۔

جنگ فرسالا کے تفصیلی حالات

۵ مئی ۱۹۱۷ء

عساکر عثمانیہ لاریسا اور دیگر شمالی مقامات فتح کر کے جنوب کی طرف ایڈونس پہنچ کر رہے تھے کہ اس تاریخ پر ایک فیصلہ کن جنگ محض غیر متوقع طور پر ظہور پذیر ہوئی۔ ادھم باشا اپنے ڈویژن میں ختم کر رہے تھے کہ دوسرے روز بحیثیت مجموعی دشمن پر حملہ آور ہوں۔ اس روز کو ہی تہیہ معرکہ آرائی کا تھا۔ لیکن اتفاقی طور پر دونوں لشکروں کی طلیعیہ افواج میں ٹٹ بہیٹر ہو گئی اور آنا فانا ایک سرے سے دوسرے سرے تک بازار گشت و نحوڑم ہو گیا۔

یونانی مورچہ نہایت ہی مستحکم اور با موقع تھا اس لئے کہ فرسالا کے سامنے جو چارسیں کا ایک وسیع میدان واقع ہے اور اس میں ایک دریا اٹلیس

برہا ہے۔ اسکی شمالی حد پر نیچی نیچی پہاڑیوں کا سلسلہ کچھ دور تک چلا گیا ہے۔
 ان پہاڑیوں پر یونانی افواج کی مورچہ بندی اسقدر مضبوط اور ناقابل التسخیر تھی کہ چڑھائی
 کرنے والے دشمن کو مشکل تمام آگے بڑھنے کی تاب ہو سکتی۔ کیونکہ تمام آگے والی
 شکرین و درناک اُن مورچوں کی زمین واقع تھیں ہبے صبح کے لڑائی شروع ہو گئی
 یعنی فرسالا سے مقام کراڈھی مرسی کے غھوڑی دور بجانب شمال جو فرسالا سے پانچ میل
 کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شاہزادہ قسطنطین (ولیعہ یونان کا پہلی ام) کے تین برکسید
 سے جو خاص اہمیت کے زیرِ نگاہ تھے مقابلہ ہو گیا جو جنگ فرسالا کا آغاز سمجھا جاسکتا ہے۔
 اول تو یونانوں نے میدان کارزار گرم کیا اور یونانی فوج نے اس احتیاط سے گولہ باری
 شروع کی کہ اتفاق ہی سے کوئی نشانہ خالی جانا ہو لیکن بہادر ترک اُن توپوں کی زد
 میں ایسی استغنا اور استقلال سے بیٹھے چلے جاتے تھے جطرح کوئی فوج ایک
 چماون سے تبدیل ہو کر دوسرے مقام کو جایا کرتی ہے۔ ریوٹر کے نامہ نگار نے اس
 حملہ کو غیر معمولی اور حیرتناک پیش قدمی کر کے لکھا ہے۔

یونانی بہادری مورچوں
 سے کس طرح ہلے گئے

جیسا مذکور ہوا ہے کہ پہلے سے یونانی فوج نے کراڈھی
 کے پہاڑیوں پر نہایت زبردست مورچہ بندی کر رکھی تھی اُن کو

ترکوں نے نہایت ہوشیاری اور جا بگدستی سے فوراً توڑ دیا یعنی اول نہایت غافلانہ
 قطع حرکت سے ان کے موقعوں کو زیرِ زبر کر ڈالا اور بعدہ توپخانے نے پیش قدمی کر کے
 یونانی میمنہ کو پس پا کیا اور پھر نہایت سرعت کے ساتھ ترکی صفین بجز تواج کی طرح آگے
 بڑھیں اور سیف اللہ پاشا نے اور بہت سی پٹھانوں کو کجا جنین البانیا کی پٹھانیں بھی
 شامل یقین بلغار کے طور پر دشمن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ مجبوری تمام یونانی فوجین
 اپنے اپنے آخری پورے چھوڑ کر میدان کی طرف پسپا ہونا شروع ہو گئیں جو موقع

تاتاری سے جنوب کی طرف اور فرسالا سے ۱۲ میل شمال کی جانب واقع ہے۔
اس موضع کو ترکوں نے ۲ بجے دن کے مسخر کیا اسوقت یونانیوں میں نہایت انتشار
اور ہلچل مچ گئی تھی لیکن یہ ضرور ہوا کہ ترکی آتشباری کا راستہ بھر جواب دیتے
رہے یہاں تک کہ دریا سے اپنی پس کے پل پر پہنچ گئے۔

ایک سخت غلطی اس ابتدائی فوج میں یونانیوں سے ایک سخت غلطی یہ سرزد ہوئی

کہ انہوں نے بغیر کسی مقابلہ یا مزاحمت کے ان مورچوں کو چھوڑ دیا جسے پہاڑیوں اور
ترکوں پر قابو ہو سکتا تھا۔ اور خود بخود ہٹ کر میدان میں اتر آئے۔ جہاں عثمانیہ فوج
قدم قدم پر گولہ باری کر رہا تھا۔ بالین ہماہمہ ایک مقام فطرتاً شجاعت و مردانگی میں سب
مستثنیٰ رہا۔ یعنی صرف ایک کمپنی یونانی سپاہ کی ایک عرصہ تک اس بہادری
سے کثیر التعداد دشمن سے مقابلہ ہے جو قابلِ دادی اگرچہ اسکو کوئی کام نہیں پہنچا
اس لئے اسکی شجاعت سراسر بیکار گئی اور مجبوراً اپنے دوسرے ہم پیشہ لوگوں کی
طرح اسکو بھی اپنا مورچہ چھوڑ کر بڑھنے والے دشمن کے سامنے سے بھاگنا پڑا۔

یہ بازگشت فوجی نظام کی توجہ سے باضابطہ تھی اسکے علاوہ کئی مورچوں پر کچھ محبت
دکھائی گئی اور براہِ چندے ترکوں کی پیشقدمی میں بھی مارچ ہوئے جو اپنی معمولی
لا پرواہی کے ساتھ اپنا جنگی جوش ظاہر کرتے ہوئے بڑھتے ہی چلے جلتے تھے۔
لیکن یہ روک ٹوک چونکہ عارضی تھی اس لئے وراور میں جاتی رہی۔

عصباک ترکی گولہ باری بعض یونانی بیٹھے کر اندر لپٹ کر خیر کر تے تھے اور اکثر لوگ
کھڑے ہی کھڑے نشانہ لگا رہے تھے لیکن جب ہی کہ انہوں نے پہاڑی مورچوں
چھوڑ کر میدان میں قدم رکھا کہ ترکی فوج نے قہراً والی آگ برسان شروع
کی گولے پر گولا گر کر ایسے ایسے موقعوں پر ٹھنڈا تھا کہ صفین کی صفین روئی کی طرح

اڑتی چلی جاتی تھیں اسوقت جنگ کا نظارہ نہایت غلیم شان اور خوفناک تھا۔
 تمام اطراف سے یونانی ہتھ ہتھ کر سگی ٹل کی طرف نہایت سرعت سے سٹہ
 چلے جاتے تھے کیونکہ دریائے کو پا کر گرنے کے سوا اس کے اور کوئی ذریعہ نہ تھا اور
 دیکھنے سے یہ انبوه کثیر لبعینہ مثل ایک امٹڈ نے والے سمندر کے متھوک اور موجزن
 معلوم ہوتا تھا اور یونین کہتے کہ ایک سیلاب غلیم تھا جو ہر چار طرف سے سٹ کر ایک
 تیز و مالکی صورت میں ایک ہی نالے میں سے گذرنے کی کوشش کر رہا تھا اور لمحہ بہ لمحہ
 جس قدر زور بہاؤ کی طرف بے انتہا تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا تھا ترکی تو نہانہ کو اس سے
 بہتر کون موقع ہو سکتا تھا اس نے اس گھچی گھج انبوه پر ہم کے گولے پھینکنا شروع
 کر دیے جنہوں نے مین ٹی ہوئی جھڑپ میں جھٹ جھٹ کر نہایت ہولناک خوشخبری
 پیلا دی اور یہ گولے ایسے مال کر پھینکے جاتے تھے کہ دیکھنے والوں کو تو بھجوں کی
 قدر اندازی پر سخت حیرت ہوتی تھی جسے ایک مقول حصہ دیانی افغان کا آن کی آن
 میں تباہ و برباد کر ڈالا جو غالباً اس فیصدی سے کم ہوگا۔

بہر حال اس غضبناک تشبہ کی زد کو اٹھانے ہوئے فوج رفتہ رفتہ دیانی
 فوج دریائے پور اور تری گئی۔

دیالی گاؤں پر حملہ اس میدان کے وسط میں دریائے شمالی سمت پر دیالی نام
 ایک گاؤں واقع ہے ترک اس کے گرد مشل مورچے کے حج ہو گئے اور ایک نہایت زبرد
 دیانی لشکر سے جو نظم ہر ترکی پشتی روکنے پر تیار ہوا معلوم ہوتا تھا سخت
 سحر کر آرائی کی۔ یہ لوگ ایک محفوظ پہاڑی کی آڑ میں پیچھے ہوئے تھے اور جب ہی کہ
 دشمن زد کے قریب پہنچا فوراً میسنہ کی طرف گولیاں برسانا شروع کر دیں لیکن مقول
 نامہ نگار دیوٹر "ترکوں نے اپنی جلی عادت کے مطابق اسکی پرواہ نہ کی اور

انکرمش کرنے کی غرض سے کسی جگہ نہ ٹہریے بلکہ بیابانہ طور پر برابر
 بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ گاؤں پر تڑپ کر لیا کس ذریعہ سے ؟
 گولی بارود سے نہیں بلکہ محض اپنی غیر متزلزل جلا رت اور اظہارِ عمت
 سے جتنے عرب اقبال نے یونانی دونوں میں خطرہ بٹھادیا اور انھوں نے
 ایسے نڈر اور شجاع ترین دشمن کے سامنے سے بجائے اسکے کہ کٹ
 مرن ہٹ جانا ہزار درجہ بہتر سمجھا۔ “

نام نہ نگار موصوف جو دور سے متاثر نہ دیکھ رہا تھا بیاختہ لکھ اٹھا ہے کہ :-
 ” حقیقت میں گویوں کی زلالہ باری کے مقابلہ میں ایسی دلیل نہ اور بیابانہ
 پیش قدمی ایک نہایت ہی عظیم الشان کارروائی تھی جو ترکوں کی طرف سے
 عمل میں لائی گئی۔ یونانی اننا انتظار کر کے کہ دست بدست جنگ کر کے
 فیصلہ کر ڈالنے کی نوبت آنے دیں۔ حالانکہ مارشل ادھم پائیل نے اپنے
 ڈوئیرنوں کو روز آئندہ کے لئے تیار کیا تھا اور ایک ڈوئیرن جسکی
 ڈیوٹی یونانی فوج کے بازو پر حملہ کرنے کی مقرر کی گئی تھی اس موقع پر
 (چونکہ بالکل غیر متوقع تھا) ابھی نہ سکا تاہم جو قابلِ تعریف کارروائی فوج
 نے اس وقت کی اس نے ابھی طرح ثابت کر دیا کہ ترک ہر وقت پورے
 انتظام۔ ترتیب اور مستعدی کے ساتھ اپنی موجودہ زندگی کی گھڑیاں
 صرف کیا کرتے ہیں چنانچہ وہ ڈوئیرن جو موافق حکم کے کل حملہ کرتا
 جنگ کی خبر پا کر تیس میل سے زیادہ فاصلہ طے کرنا ہوا اڑائی بند
 ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر اپنی فوج میں آموجود ہوا۔ “

دونوں طرف کے توپ خانوں نے اس لڑائی میں قابل توصیف کام کیا اور بہت کچھ حصہ لیا لیکن فرق یہ تھا کہ ترک اول سے آخر تک یکساں گولہ چلاتے رہے اور یونانیوں نے کام شروع میں اچھا کیا لیکن آخر میں بالکل ہکا بڑیا۔

جنگ میں ترکی تو بچانہ نے اس موقع سے بڑھ کر کسی دوسری جگہ کام نہ کیا تھا اتفاقاً ایک ٹرین اسٹوٹ فرسالا کی طرف آتی ہوئی نظر پڑی لیکن یونانی باصنایا تمام اپنے تجربہ کے موافق ترکی تو بچانہ کی زد سے اسکو دور ہٹا کر لے گئے۔

ترکی نقصان موضع دسینلی پر قبضہ کرنے کی کوئی پیش بندی نہ کی گئی تھی بلکہ اوسپر تسلط کرنے کا خیال میں حملہ کے وقت کیا گیا اور چونکہ ترک دشمن کی محبوب ترین بارہون کی بوجھار میں ہو کر گزرے اس لئے ظاہری کہ اونکا نقصان کس قدر ہوا ہوگا۔

دہری کی ایک مثال بقول نامہ نگار ریوٹر اس امر عظیم کے ظاہر کرنے میں تدبیر کی نقش کھایت کرے گی کہ سپاہیوں کو موت کی ذرا ہی پرواہ نہ تھی اس نے لکھا ہے کہ میں نے ایک سپاہی کو بخشیم خود دیکھا کہ جسکی ٹانگ زخمی ہو گئی تھی اور وہ جلدوں ہاتھ پر دھکے بن بڑھتا جاتا تھا اور متواتر دشمنوں پر بندوق چلاتا جاتا تھا۔

وہ لکھتا ہے کہ البانیا جہت کی پیش قدمی اور حملہ کے لئے آگے بڑھنا ایسا نظارہ نہیں جیسی یاد صفحہ قبل سے کی جوت محو ہو سکے یا

شجاعت کی دوسری نظیر یونانیوں نے ازراہ پیش بندی ہر موقع کی جانچ ایسی صحیح طور کی تھی کہ جبوقت ترکی میں کالم آگے بڑھا اور یونانی تو بچانہ نے خوفناک آتش نشانی شروع کی تو شاذ و نادر ہی کوئی نشانہ ہوتا تھا جو خطا ہو یا نہ۔

چنانچہ ایک شیل (بم کا گولہ) ایک بٹن کے قلب میں آکر گرا جس سے عین سپاہی ہلاک اور بہت سے زخمی ہو گئے۔ مگر ممکن نہ تھا کہ بڑھنے والی صف ایک لمحہ کا

توقف کر لے یا ملے ہوئے فائون مین کمپن کوئی انتشار کی صورت پیدا ہو سکے بلکہ اسی معمولی لاپرواہی سے جو ترکون کا خاصہ ہے اپنے جنگی گیتوں اور اشعار رجز برابر پڑھتے ہوئے پیش قدمی کئے گئے اور اپنے متواتر نقصان جان و مال کی طرف نگاہ پھیر بھی نہ دیکھتے تھے جو ذرا شکل بات ہے۔

ایک لطیفہ ویسٹیل گاؤں پر حملہ کرتے وقت بعض سپاہیوں نے کچھ پتھر تین سے اٹھا کر کہا کہ "اتنی گولی بارود صرف کی جاتی ہے یونانیوں کے لئے تو یہی کافی ہیں"

جوانمردی کی ایک تیسری مثال نامہ نگار ریوٹر نے ویسٹیل سے لڑتے وقت ایک ترکی سپاہی کو دیکھا کہ وہ یکہ و تنہا وسط میدان جنگ میں اپنے زخمی گھوڑے کے پاس آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے رنج تکلیف کی کوشش کر رہا ہے۔

گھوڑا بہت بری طرح زخمی ہوا تھا اور قریب تھا کہ ایک دم میں دم توڑ دے لیکن باوجود اس قدر مایوسی کے وہ ایسی خوفناک جگہ کو جو میدان جنگ کا مرکز ہو بمقابلہ اسکے کہ اپنی عزیز گھوڑے کا آخری دم تک ساتھ دے ہرگز چھوڑنا گوارا نہیں کرتا تھا۔

تعداد افواج فریقین میدان فرسالا میں ترکون کے تین ڈویژن شریک تھے اور یونانی افواج میں جو شہزادہ جارج و المعبد یونان

مقام فرسالا اور پرنس نکولس کی ماتحت تھیں بیس ہزار کے قریب سپاہی اور پانچ ہزار تو بچانہ کی تھیں۔

شام کی کارروائی میدان کا رزمین سب سے زیادہ ہولناک نظر آ رہا

اس وقت بیش نظر ہوا جبکہ آفتاب افق مغرب کے قریب پہنچا چونکہ ترکون نے قصد کر لیا تھا کہ وہ یونانیوں کو شہر سے نکال کر دم لین گے اس لئے جیسے جیسے کہ وہ پیچھے کی طرف کوہشتہ گئے ترکی گولہ باری برابر آگے بڑھتی گئی۔ دھند بیک

میں تو پ خانہ کی ایک بھاری لائن روشنی کی نمودار ہو کر تمام توپچیوں اور گولہ اندازوں کے چہرے کو منور کر دیتی تھی اور اوس کے مقابل میں طرف ثانی کی جانب ایک باریک خط روشنی کا بندوب کی ہلکی بارڈ کے ساتھ چمک جاتا تھا حتیٰ کہ سبھی شام کے ترکی توپخانوں نے ایک موقع پر قبضہ کر لیا جہاں سے فرسالا کی آبادی پوری پوری زمین اُگتی۔ اور پیدل فوج پل کو عبور کر کے دریا کی دوسری جانب مسلط ہو گئی۔

اندھیرا ہو جانے سے رفتہ رفتہ آتش نشانی بند کی گئی اور سبھی کے بعد ترکی سپاہی زمین پر دراز ہوئے۔ اور نیند لینے لگے۔

نقصانات تمام دن کی گولہ باری میں یونانیوں کا صرف ایک شیل گولہ کاری چلا رہا تھا۔ حالانکہ ترکی توپخانے برابر فائر کرتے ہوئے تھے بعد دیگرے مورچہ جات فتح کرنے پلے جاتے تھے۔

اس روز ظفرین سے بے انتہا مقدار گولہ بارود کی صرف میں آئی یونانیوں کی نقصان جان کا صحیح اندازہ نہوسکا لیکن ترکوں کی طرف تیس آدمی قتل ہوئے اور دوسو کے قریب زخمی۔

یونانیوں نے آخر کیا کیا ؟

یونانیوں نے فرسالا جیسے مضبوط اور غیر فتح مقام کو صرف ترکوں کی محبت میں آ کر خالی کر دیا جبکہ فتح کرنا آسان نہ تھا اگر وہ ذرا بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوتے۔ کیونکہ اونچی جمعیت تیس ہزار سے اس وقت کم نہ تھی اور انھوں نے اس خاموشی سے شہر کو چھوڑ دیا کہ ترکوں کو کانٹوں کا بھی خبر نہ ہوئی۔ چلتے وقت بہت سا سامان

رات اور ذخیرہ سب معجب نوپوں کے چھوڑا ہوا۔ کیونکہ باگشت میں
راتوں رات اس قدر عجلت کی گئی کہ خیر و مافیت کے ساتھ صبح ہوتے ہی (۶ مئی) پور
ڈوموکو میں جا داخل ہوئے۔ وہ روزندہ قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے۔ ڈوموکو کے
باشندے فوج کی درگت کا حال سنکر پہلے سے لاسیب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔
کروں پرنس نے بھاگنے سے پہلے ایک فوجی کونسل منعقد کی جس نے یہ تجویز کیا کہ
چونکہ اہم پاشا کی فوج ساتھ ہزار کے قریب ہے اور اونچی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہے
کہ فرسالا کو وہ محصور کر رہے ہیں اس لئے مناسب وقت بھی ہے کہ یہاں سے صبح و سلاست
تھکڑے ڈوموکو میں دور چر بند ہی کریں اور رات ہی کا وقت اس دہی کے لئے نہایت مناسب ہے
اس تجویز کی اطلاع کرن اسمونیسکی کو بھی دی گئی بلکہ اس کا اختیار دیا گیا کہ اپنے لئے بہتر
راہ فراہم کر لے۔

یہ فیصلہ ہوتے ہی فوج میں باقاعدہ نفسی حرکت شروع ہو گئی اور امن و امان کے
ساتھ صبح کے وقت ڈوموکو میں داخل ہوئے۔

قبضہ فرسالا ۶ مئی ۱۹۱۷ء

وقت صبح

ترک اس خیال سے کہ دشمن فرسالا میں بند ہو کر سخت ترین مقابلہ پر آمادہ ہوگا رات
شہر کا محاصرہ کئے پڑے رہے مگر صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہاں یونانیوں کا
پتہ نہیں اونچی مستحکم مورچہ بندی خالی پڑی ہوئی ہے۔ افواج ترک بلا دوک ٹوک
شہر میں داخل ہوئیں۔ ہر ایک دیوار و اطراف شہر کا ہر ایک مکان معرکہ ریلوے
اسٹیشن کے پوری پوری طرح قلعہ بند کر دیا گیا تھا اور اس لئے ترک معجم طور پر خیال

کرنے لگے کہ یونانی بمقابلہ جگر لڑنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ باشندے بھی اپنے اپنے مسکن چھوڑ کر بھاگ گئے اور ترکی سنتری جاچھا اونچی نگرانی میں مقرر کئے گئے۔ جنگی کامکان زخمیوں کے لئے شفاخانہ بنادیا گیا۔

فرسالا ایک چھوٹا سا شہر یا قصبہ ہے جسکے کئی طرف بلند اور عمودی پہاڑ مارخ ہیں اسٹیشن ایسے محفوظ مقام میں تعمیر کیا گیا ہے کہ دشمن کے حملہ کی دیر تک مداخلت ہو سکے۔

ولیسٹن اور وولو پر پور پور تسلط و مئی ۱۹۱۵ء

فتوحات ولیسٹن اور وولو کا مفصل حال اوپر بیان ہو چکا ہے لیکن پورا پورا قبضہ ان دونوں مقامات پر قبضہ فرسالا کے بعد ۱۵ مئی کو عمل میں لایا گیا اور ان تائینوں کے بعد وہاں کسی قسم کی یونانی مزاحمت باقی نہیں رہی۔

جنگ فرسالا کے متعلق افسران یونانی کی تصنیع منیر

رپورٹ دارالہمدرد یونان کو

۱۵ مئی ۱۹۱۵ء کی لڑائی کی رپورٹ جو ایجنٹ کو روانہ کی گئی تھی اسکا خلاصہ یہ ہے۔

”شاہزادہ ولیم نے سپاہ کو ترتیب دیکر دیسبے رکنے آگے بڑھنے کا حکم دیا جسکے مقابلے کے لئے پہاڑ ہزار ترکی فوج حرکت میں آئی اور اونھوں نے ٹنگی پہاڑیوں سے اوتر کر ایک موزون موقع پر اپنا توپخانہ نصب کر کے آتشباری شروع کی جس سے ہماری فوج کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ بالخصوص ریلوے اسٹیشن کے قریب بہت کچھ خنریزی ہوئی۔ مزید برآں ترکی سپاہ سبقت کر کے یونانیوں کی صفوں سے سپرینے

ہو گئی۔ اسوقت ولعید بہادر نے واپسی کا حکم دیا۔ تمام سالانہ جنگ
امن وامان سے ڈوموکو پہنچ گیا اور ترکوں نے تاتری گاؤں جو ملکی
پھاری کے دہن میں واقع ہیں جلا ڈالا۔ اور ایک دوسرے گاؤں میں داخل
ہوتے وقت ایک یونانی پادری مع اپنے اہل عیال کے قتل ہوا۔ یونانی
تو سچانہ ڈوموکو کی بلبلی سرخس کے لئے ہر وقت مستعد ہیں۔

شاہزادہ ولیعہد کا اعلان

مقام انجمنہ۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۹۷ء

”اے افواج یونان کے سپاہیو! مختاری فوج ڈوموکو میں پھنس آگئی ہے
کیونکہ ہمارے مورچے مقام فرسالا پر اچھی طرح مستحکم نہ تھے اور دشمن کی تعداد
ہم سے بدرجہا زیادہ تھی لیکن جو بقایات کر اسوقت ہمارے قبضہ میں ہیں وہ
ایسے مستحکم اور ناقابل فتح ہیں کہ دشمن ہرگز اوپر قابو نہیں پاسکتا۔ پس محکو
یقین دلاتی ہوں کہ تم نہ صرف یہی کرو گے کہ کثیر التعداد دشمن کے حملوں کو کامیاب
کے ساتھ روکو اور دفع کر دو بلکہ خود حملہ کر کے ان کو حدود یونان سے خارج
کر دو گے۔ یاد رکھو کہ یہ وہ موقع ہے کہ غم اپنے آباد اجداد کے زاد بوم کو
بچانے آئے ہو۔ اور بادشاہ اور قوم کی عزت آج تمہارے ہاتھ ہے
نتیجہ لازم ہے کہ دشمن کو اب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دو۔

میں اس امر سے خبردار ہوں کہ تم نے اتنے روزوں لڑائی میں مصروف
رہنے سے کس قدر زحمت اٹھائی ہے اور اٹھا رہے ہو لیکن ہم کو ان مصیبتوں کا
ہنقلال کے ساتھ برداشت کرنا لازم ہے۔ کیونکہ ہم باپس ناموس اپنے
ملک اور وطن کی حفاظت کا فرضی انجام دی رہے ہیں۔ دستخط قطعی

ڈومو کو پرترکی حملہ کا خطرہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء

خاص ڈومو کو پر ۱۲۔ اپریل تک کسی ترکی حملہ کی ابتدا نہیں ہوئی۔ البتہ ۱۱۔ کی شنگ کی اس مقام سے دوڑ شمال مغرب کی طرف ایک معمولی مقابلہ طرین میں ہوا لیکن ۱۲۔ کی صبح کو ایک عام جنگ اور خونریزی کا خطرہ پیدا ہوا تھا اور ساتھ ہی اسکے مہلت جنگ کی خبریں اڑنے لگی تھیں۔ ڈومو کو کی حالت قابلِ رحم تھی یا تو کچھ حصہ خالی پڑا ہوا تھا یا موجودہ باشندوں میں اضطراب اور انتشار کی علامتیں جمع تھیں۔

افسروں کا اسٹاف ایک نئی جگہ پر صدر بازار میں پڑا ہوا تھا اور افسروں کے گروہ ہندوؤں پر بیٹھے ہوئے خط کتابت میں مشغول تھے۔ ہر فرد بے شک بے شہر سے عام طور پر دل شکستگی کے آثار نمایاں تھے اور بجایا چرچا اسی بات کا تھا کہ کوئی دم جاتا ہے کہ دل عظام درمیان میں پڑ کر بچ بچاؤ کر دیں گے۔

ترکی میں موضع فیڈیا اسمار اور آسناں پر قابض ہو چکا تھا۔ یونانی ان موقع پر سلسلے کی شرک پر دو ہزار پادوں اور توپخانوں کے ساتھ خیمہ زن تھے۔ اسکے علاوہ دو اور لشکریں بھی محفوظ کر لی گئیں۔

ترکی میں سیرہ کوہ کسی ڈری کے مقابل اور ہر دو اطراف میں پڑا ہوا تھا۔ مقابلہ کی اس موقع پر سالک اسلار اولنگی پر تھی۔ اسلار ایک نہایت کمزور موقع تھا اور قریب چار پانچ ہزار یونانی فوج اس پر قابض تھی۔

ڈومو کو کی حالت یہ رہی کہ بجائے سامنے سے حملہ کرنے کے ترک اسکو عقب سے گھیر کر بعد یہ خیال تھا کہ اگر واقعی ترکوں کی تعداد ساٹھ ہزار ہے تو بجز اسکے کہ مہلت جنگ مجاہد سے کوئی صورت نہیں کہ ڈومو کو پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔ کیونکہ یقین تھا کہ اس

موقع پر ٹنکست پا جانے سے یونان کی کمر بالکل ٹوٹ جاوے گی۔ یونانی ہمیشہ دو غلطیوں کے قریب ہوتے رہے بقول نارسنگاران۔

ایک تو وہ اپنے اگلے مورچوں کو بے زور چھوڑ دیتے ہیں جسے کہ فرسالا وغیرہ پر واقعہ ہوا اور اس لئے بارگشت کے وقت پلٹنوں کو سخت مصیبت جھیلنا پڑتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی لائنوں کو دشمن سے پوشیدہ نہیں رکھتے اور اس طرح سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔

دومو کو مین یونانی فوج کی ردی حالت اور صلح کی خوشگاری

پایونیر کے نارسنگار نے ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء کو لندن سے جو لکھا تھا اس میں یونانی فوج کی ردی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس کا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

فرسالا سے بھاگنے کے بعد یونانی فوج کی بہت کچھ درگت ہوئی سپاہی بھوک کے مارے بے حال ہوئے جاتے ہیں مری سب کو علیحدہ ڈسٹرین بنا رہی ہے۔ بیماری کا یہ حال ہے کہ کوئی محظہ نہیں جو سس کھائی سے فرصت ملے۔ دل ٹنکستہ اور وصلے مبت ہو گئے ہیں۔

کسی کی طبیعت میں امنگ کا پتہ نہیں رہا۔ پس اس وقت اور وصلے کے ساتھ ان خوف زدہ بھگورون کا لشکر ڈومو کو مین یا کراوتر ہے جہاں ہر دم اور ہر محظہ اس خوف سے کہ فحمتہ دشمن کی افواج قریب ابھی آکر باہال کئے ڈالتے ہیں۔ بدن سے قبل از وقت نعرہ بجلی جاتی ہے کیونکہ سامان حرب جعفر موجود تھا وہ قریب قریب سب سے ہی کوپے اور ادھر برق و باران کے طوفان میں تھلی کے ایک لاکھ

یونانی بے خانمان ہو کر کسی مفہام امن کی تلاش میں چین و گرہوں
 پھر رہے ہیں اور حال اونکا یہ ہے کہ نہ پیٹ کو کھانا میسر ہے اور نہ کو کپڑا
 ترکوں نے وہ تمام علاقہ فتح کر لیا ہے جو ان سے ملتا تھا۔ اس پر
 چھینا گیا تھا۔ اس فوج کو دراصل فوج کہنا غلطی ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے
 کہ ایک غل بلی پر شکستہ اور شکست خوردہ بھگڑوں کا جمع ہے جن کے
 پیچھے شران ترک بڑھے ہوئے جاتے ہیں اور آگے دار اخلانہ یونان
 یہ لوگ بے پروا اور بے زور رہ گئے ہیں۔ انکا مالی اعتبار جو ممالک جہنم
 تھا وہ بالکل جاہل رہا ہے۔ اور ازرونی آمدنی کے ذرائع یعنی صنعت
 حرفت و تجارت و زراعت متواتر مصائب اور مسلسل معدیات کے سبب
 معرض زوال میں آگئے ہیں۔ اس فحاش حالت اور ایسی جاگزاڑ مقبوضوں
 کے زرخیز میں گرفتار ہو کر ناچار یونان کو سلاطین کی خدمت میں صلح کا مذاکا
 ہونا پڑا۔ یونانی گورنمنٹ نے اپنے افسر اور بقید فوج کرپٹ سے واپس
 بلالی ہے۔ اونچی دلت اور رسوائی اس حد کو پہنچ چکی کہ اونھوں نے
 بلا کسی شرط کے اپنے نیاٹ بد کو دول غلام کے فیصلہ پر چھوڑ دیا ہے کہ
 جسطرح مناسب سمجھیں وہ اس بد بخت ملک کی قسمت کا فیصلہ کریں۔

یہی یونانی حصین ایسا شورہ پٹ اور جنگجو بان کیا جاتا تھا اب ہمیں
 صلح کے خواستگار ہیں۔ ایک ہفتہ نہیں گذرا کہ وہ اس امر کے خواہاں
 کہ یورپ صلح کے معاملہ میں شریک کرے اور ہم رضامندی ظاہر کریں اور
 اب بطریق شکایت بر ملا کہنے لگے کہ یورپ کس فن کام آئے گا کیون
 نہیں بچ جاؤ کر دیتا بلکہ خاص اینجنئیر کے صلح پسند لوگ اس حیرت

ہرگز نہ ترک ملک کی بات چیت کو کیونکہ کشتائی میں ڈال ہی ہو اور کیونکہ مہلت
 جنگ کو منظور نہیں کرتی۔ ترک اس لئے بات کو مالتے رہے کہ کسی طرح
 ڈو کو کو لے لین تاکہ جو ملک اس کے قبضہ سے اسلام میں نکل گیا تھا
 وہ جیسے واپس آجائے اور یہ مختصر یہ چوتھے کے لئے کوئی امر تیار
 نہ ہو۔ اور جو شرط چاہیں اور پھر صلح کریں خواہ وہ یونان کو کیسے ہی
 ناگوار نہ ہوں۔

گفتگو کے بعد حضرت نے فرمایا کہ نامہ نگار موصوف نے لکھا کہ :- صلح کی
 کیونکہ تساہل ہوا

اور سلطان نہایت اعتدال سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اخبار بلایہ
 نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ میں تساہل نہ کریں بلکہ حقیقت
 ممکن ہو جہاں صلح کر لیں مگر عہد محمد اپنے معاملات کو آپ خوب جانتے ہیں
 ان معاملات میں یہ براہ مشابہت نہیں ہے اور محمد پیمان کو بارہین اور وفاس لیاقت حاصل
 ہے اور خصوصاً ایسی وقت میں جبکہ اس کی زمینیں غنیمت کو ملک میں قیامت برپا کر رہی ہیں وہ آؤ فائدہ
 کہ چشم پوشی کر گیا اور یہ امر قابل محاط ہے کہ ڈو کو کو فتح کرنے کے بعد اس کی
 طاقت اور بھی زیادہ قوی ہو جاوے گی مشہور ہے کہ سلطان صلح پسند
 ہیں ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو تاہم وہ یہ ہی تو سلطان عجب خان میں غنی قوم
 فلسط کو یورپ مانے ہوئے ہے۔ وہ ایسے وقت میں کب جو کئے گئے
 کوئی حق تسلیم نہیں مانتی کہ اسے ابیدار مغز آدمی اس لئے سے اس لئے
 فائدہ بھی جو ممکن اہصول ہو مانتے سے جانے دے اور علاوہ برین
 اس سے اپنی جان نثار دے یا ایک بگڑی ہوئی طبیعتوں کا بھی پس خاطر

منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ میں جس کچھ فرق کا غلبہ ہے اور زمین تیار نہیں کہ سلطان اس کے مشورہ و نصحی کچھ بھی پرواہ کریں۔

شاہ یونان خطہ میں دوسری طرف شاہ یونان کو یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ کمین بیٹھے بھٹائے سلطنت ہی نہ چھوٹ جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اٹلی کے والیوں نے اس فساد کا خمسہ یونان میں آکر بویا ہے جو فریادیں سب سٹیٹ اور ریلیکس سے انکا اہلی مدعا بیان آنے کا یہی تھا کہ لوگوں کو سلطنت شخصی سے بدگمان کریں اور اپنے جمہوری اصولوں کو ترویج دیں۔ یونانی باہر سے تو شخصی سلطنت کے بڑے طرفدار و مددگار ہیں نہ جمہوری کے۔ علاوہ برین وہ یہ خوب جانتے ہیں کہ اگر ہمنے ذرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالا تو آدھا یورپ ہمنے بگڑ بیٹھے گا۔ (کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریباً یونان سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں) مگر پھر بھی اویغین یہ امر گوارا نہیں کہ شاہزادہ ولیم کی شکل دیکھیں۔ حالانکہ اس نفرت سے یہ لازم نہیں کہ سارے خاندان شاہی کے مخالف ہوں۔

خرید جنگ کی نسبت خرید جنگ کی نسبت مختلف روئین ہیں مگر تحقیق بیشکی غیلا لاث مسلم ہوا کہ آج تک اس لڑائی میں سلطان کا پامس باپاس لاکھ پونڈ خرچ ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریباً اتنی کم

نوٹ * حضور پرنس آف یلز شاہ یونان کے بہنوئی ہیں۔ شاہ ڈیڈارک اس کے والد۔ اور زار روس کا وہ داماد ہے۔ شاہ گیم یونان زار روس کی بہن میں بھوپتی ہوتی ہیں۔ اور شاہزادہ جارج ولیم یونان کی بیوی قیصر گیم کی حقیقی بہن ہے۔ ۱۳

رقم پر خیر چہ کا فیصلہ ہوگا۔ مگر وقت یہ ہے کہ یونان تہیہ سے
 غالباً بعض دہل یورپ کی ضمانت کریں گے اور آئندہ یونان کے مالی
 موہل میں سے اس رقم کے بارے میں اطمینان کر لیں گے۔
 قرضوں ہونے سے اول جرمن (سب سے زیادہ) ہے جس کا رویہ بد
 ۵ اٹلیں (۲۴ کروڑ) کے یونان کے ذریعہ ہے۔ اور دوسروں کا بھی کام انہیں
 اتنا ہی ہوگا۔

شرط تنسیخ رعایات اگر وقت ہو تو وہ تیسری شرط ہے جو سلطان لگانا
 چاہتے ہیں وہ یونانیوں کو ضرور ناگوار ہوگی۔

یہ شرط رعایا کی تنسیخ کے بارے میں ہے جو یونانی رعایا کو بشمول دیگر رعایا
 یورپ بلا واسطہ میں آج تک حاصل ہے سلطان کو اس شرط کے منسوخ
 ہونے پر وہاں تک سچ بیان کیجاتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور شرطوں کی
 پرواہ نہیں کرتا اگر اس شرط کو ضرور منسوخ کے چھوڑ دینا اوسکا نتیجہ یہ
 ہوگا کہ یونانی سخت فیس ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی
 ذلیل الاوقات کیوں نہ ہو اذہن نہایت حقارت کی نظر سے دیکھے گا
 سلطان یہ کہتے ہیں اور اونکا یہ کہنا معقولیت سے خالی نہیں کہ
 اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو اپنی رعایا کو کیا مونہ دکھاؤں گا۔ وہ مجھے ضرور
 معاوضہ کرے گا کہ اس آگے دو اور صورت بچا کا یہ معقول نتیجہ نہیں ہو
 کہ ہر صد میں ایک خفیہ سی تریسم معہ جائے۔ پانچ چھ کروڑ روپے
 لمجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن دکاہ برآوردن کے
 مضائقہ ہیں۔ یہ تو سلطان کا غلام ہر حدیہ ہے لیکن فی الاصل

آسمن جو فائدہ اونکی طرف سے ہے وہ یہی ہے کہ ہلا و عثمانیہ میں یونانی کثرت
سوداگری کرتے ہیں۔ اگر سلطان اوپر ٹیکس لگانے پر قاضی ہو
تو یقیناً ایک قلیل عرصہ میں خرچہ جنگ کیا اوس سے دو گنا روپہ
وصول کر لیں گے۔

اگر یہ رعایات منسوخ ہوتیں تو حقدار یونانی تاجر ہیں وہ سب کے سب
سلطان کے قبضہ قدرت میں بالکل بے بس ہونگے اور سلطان انکا خون
بخوبی چھڑائینگے۔ جبکہ مقابلے میں عقلی کام دوبارہ ہاتھ سے بٹا بھی
ترکوں کو چندان ناگوار نہ ہوگا۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ دول عظام کا فیصلہ کرنے ہیں۔ روس پر سب کی
آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر بقول اخبار ڈیلی کرائیکل وہ یونانیوں کی اس تباہی
بہنس رہا ہے۔ گریہ بھی سنا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں سے اس سے یہ فکر پڑ رہی
ہے کہ ترکوں کی طاقت اتنی زبردست کس طرح ہو گئی۔ حق یون ہے
کہ یونان نے اس جنگ میں سخت فطعی کی ہے وہ ایسے بڑے مقابلے
کے لئے کسی طرح تیار نہ تھا اور نہ تو اس کے پاس فوج تھی نہ سامان حرب
اور نہ رسد۔ اسکو جو یہ بھی کہ میرے میدان میں آتے ہی بلگیرا اور
سرویا اور کوہ بالکن کی تمام رہتیں علم بغاوت بلند کر لگی اور آسمن بھی
اوسے کوئی کامیابی نہ ہوئی اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ روس نے ایک لاکھ
فوج اونکی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ رہا یورپ کا اتفاقِ سلاطین وہ بھی
ترکوں کو منع کر سکا۔ اب اوسکا مارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہیے
میں کہتے ہیں کہ ہمیں امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائے گا چنانچہ

انگلستان کا سابق جمہور پارلیمنٹ جو ابھی ابھی یونان سے واپس آنا ہی کہتا ہے کہ
 ”یہ لوگ میری آؤ بجلت کرنے میں یہاں تک مبالغہ کرتے تھے کہ میں اونچی
 خام خیالی اور بیجا خوشامد سے بیطرح تنگ آجاتا تھا اور چہرہ پد چاہتا تھا
 کہ اوتنے دنوں سے یہ یہودہ خیال دور کروں۔ مگر وہ باز نہ آتے تھے اور
 انگلستان کو اپنا قومی مددگار خیال کرتے تھے اور ثبوت میں وہ سوہم برلن
 پارلیمنٹ کا نام پیش کرتے تھے۔ اُس پر اُنھیں اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو
 خاطر میں نہ لاتے تھے (حالانکہ وہ نام شخص پر اپوٹ حیثیت سے دیا گیا
 تھا) اور اگرچہ بادشاہ اور اسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ نام
 کسی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہیں دیتا مگر وہ ہرگز ضرور اس دھوکے
 میں رہے۔“

سب سے بڑا نتیجہ سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم
 ہو گیا اور ترکوں کو حیات دوبارہ ہوئی اور شرفی یورپ میں پھر ایک زبردست سلطنت
 نظر آنے لگی۔ اسلام کی بوسیدہ دیوین میں اب حیات چھڑ کا گیا اور مسلمانوں کو جو عمر
 دراز سے اپنے آپ کو مرض میں گن کر خود بھی بیدار سمجھنے لگے تھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہم
 میں اب تک جان اور حوصلہ باقی ہے اور ہم میں وہی سہاہنا ز جلاوت اور جواہر دی
 موجود ہے جو آبا و اجداد سے وراثت ملی تھی اور ہم اب بھی اپنے بزرگوں کی طرح
 اُوروں کو فتح کر سکتے ہیں۔

اس خیال کو یہاں تک وسعت ہو گئی ہے کہ ترک کہتے ہیں کہ یونان اگر ہمیں تانگ
 وغیرہ کچھ بھی نہ دے تاہم اسکا ہمیں ممنون ہونا چاہیے کیونکہ اسے ہمارا اسکہ سکہ
 یورپ میں چھاپا ہے۔ جو مصدق لڑائی ہونے کے ناممکن تھا۔

ترکوں کا سلوک سارے نامہ نگار جو مختلف اخباروں کی طرف سے میدانِ کارزار
 میں موجود تھے متفق اللفظ بیان کرتے ہیں کہ ادم پاشا کی فوج نے جونیک سلو
 باشندگان تھیلی سے کیا ہے وہ نہایت قابلِ تعریف ہے۔ لوگ خواہ مخواہ غلطی سے
 گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا وہ ان بدبختوں کی عمومی
 اعمال پر ہنسنے ہونگے جو اب ناویدہ و موزہ از پاکستانیہ پر عمل کر کے نکل کھڑے ہوئے
 اگرچہ کچھ قتل و غارت بھی ہوا تو وہ بھی یونانیوں کا تھا جو ہمیشہ عادتاً جہان سے بھاگتے
 تھے قتل خانے کھول جاتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قیدی زنجیریں توڑ کر نکل آتے
 تھے اور گیناہ شہریوں کو روٹتے تھے۔ اور جس وقت ترک داخل شہر مہلتے تھے تو ان سے
 ڈر کر بھاڑوں میں جا پھرتے تھے اور وہاں کے باشندوں کو ستاتے تھے۔ اب بھی جہان
 ترکوں کی صحبت پر وہاں ایسے بدعاشوں اور ہنزوں کا بس نہیں چلنا اور لوگ امن و
 ہمیش میں ہیں۔ اب لوگوں کا اعتبار اس حق سلو کو اتنا بھگ گیا ہے کہ کثرتِ انجو گھروں کو
 وہیں آگئے ہیں۔ اور اپنے کام و ہندوں میں لگ گئے ہیں۔ ان یونانی سپاہیوں
 لوگوں کو اس طرح بھی غارت کیا کہ انھیں خواہ مخواہ ہٹکا دیا کہ ترک آکر زمین ڈوبیں گے۔
 سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چارے توڑ لہا باب لیکر بھاگے اور باقی چھوڑ گئے۔
 ”نامہ نگار کے پاس پانڈ کی رائے میں ”قرب تیس لاکھ پونڈ (پانچ کروڑ روپے) تسلی و نیکو
 نقصان ہوا۔“

جرمن کی مداخلت نامہ نگار موصوف آگے چلکر لکھتا ہے کہ :-
 ”ایک نتیجہ خیز امر جو اس لڑائی میں ثابت ہوا وہ جرمنی کی مداخلت ہے جرمن
 ماہرین جنگ اس کارزار میں بہت کچھ دخیل تھے اور یہ فتوحات ظاہر انہیں
 کی اعلیٰ تربیت کا بدیہی نتیجہ ہیں اس سے عجب نہیں کہ سلطان آئندہ بھی

سنتفیض جون اوسول میں بھی اوسکو زیادہ تر دخل کر لیں یقین ہے کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا انتظام مسدین اور قابل آدمیوں کے ہاتھ میں جلا جاوے تو ترکی عرصہ میں ایک بڑی اہم قبول سلطنت بن جاوے گی۔ جرمنی عرصہ سے چپکے چپکے اپنے دوستانہ اور تجارتی تعلقات فسطینیہ میں بڑھا رہی ہے۔ چنانچہ نامگز کا کارپائڈ مقام فسطینیہ سے لکھنا ہے کہ ابتدائی چھٹر چھارٹ سے جرمنی سلطان کے ساتھ ہمارے اور اسکو یقین دلانا رہا ہے کہ میں تمھارے ساتھ ہوں دین جرمن کی غرض سے یہ کہ یہاں کی تجارت سے فائدہ اٹھائے اور سلطان بھی اس امر میں رضامند ہیں چنانچہ جب قدر ضروریات اسلحہ گولہ و بارود وغیرہ جنگی سامان کی گورنٹ ٹرکی کو پڑتی ہے وہ جرمنی کے کارخانوں سے تیار ہوتے ہیں۔ جرمنی کی ایک کمپنی نے سلطان کی خدمت میں ابھی ابھی دس لاکھ پونڈ قرضہ بھی پیش کیا تھا مگر سلطان نے یہ لکھ کر منظور کیا کہ ہمیں بالفعل ضرورت نہیں۔ اس میں بھی عبد الحمید کی چال ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ بالفعل بجائے خود ممنون ہونے کے جرمنی کو تجارتی فوائد کے لئے اپنا دست نگر اور گرویدہ کر لیں۔ چنانچہ ایک جرمن بینک کو یہ حوصلہ بھی دیا گیا کہ وہ قسطنطنیہ میں ایک بینک کھولے اور اس بینک کو بہت سی رعایات کا وعدہ بھی دیا گیا ہے اور یقیناً اس سے بہت فائدہ بھی ہوگا۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ رعایات ضرور عطا ہونگی۔“

اب دیکھنا ہے کہ روس ان تعلقات کو کس نگاہ سے دیکھے گا وہ بخوبی جانتا ہے کہ ترکی سپاہی جنہر جرمنی کے افروہن سید رکندری سے کم نہیں اور اس میں ذرا بھی کلام نہیں کہ موجودہ شہنشاہ جرمن سلطان کا بڑا دوست ہے اور اس کی مالکیت اور خلوص کا اظہار اوسنے بار بار تخت نشینی سے آج تک متواتر مختلف پیراویں میں کیا ہے +

یادداشت سفر سے دول عظام بنام وزیر خارجہ یونان

جو یادداشت ایم آؤ سفیر روس نے منجانب طاقتدار کوئٹہ وزیر خارجہ یونان کے نام بھیجی
اوسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

” سفیر فلنس مائلی و برطانیہ و جرمنی و آسٹریا و ہنگری۔ ایم آؤ قائم مقام
گورنمنٹ روس کو جو بقیہ تمام ایجنسز سفارتی گروہ میں اعلیٰ جمیع ہے اختیار دینے
میں کہ وہ ہر ایک کی گورنمنٹ اور ایرانی سکوار کی طرف سے گورنمنٹ یونان پر ظاہر کرے
کہ دول عظمیٰ اس نظر سے کہ مہلت جنگ مائل ہو سکے اور اس نظر سے
کہ ترکی اور یونان کے درمیان جو بافضل مشکلات پڑی ہوئی ہیں انہیں سہولت
اور آشتی پیدا ہو سکے بچ بچاؤ کر کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ یونانی گورنمنٹ
کو ان امور کا علانیہ اقرار ہو کہ وہ اپنی تمام فوج کو کریٹ سے واپس بلانے
کا بندوبست کرے اور کریٹ کی خود مختاری (بجائے احاق) باضابطہ طور سے
منظور کرے اور یہ کہ وہ ان پارتیوں اور مشوروں پر بے کم و کاست کاربند
ہو۔ جو دول عظمیٰ حصول امن کی غرض سے اس کے سامنے پیش کریں۔“

یونانی گورنمنٹ کا فوری جواب

یہ یادداشت پہونچتے ہی مسکو یونان نے بعجلت تمام حسب ذیل جواب دیا کہ :-
” گورنمنٹ شاہی اس یادداشت پر غور کر کے جو قائم مقام گورنمنٹ روس نے
منجانب سفیر سے دول عظام بھیجی ہے اقرار کرتی ہے کہ وہ اب شاہی

افواج کو کرپٹ سے واپس بلانے کے اہتمام میں مصروف ہے اور یہ کہ وہ کرپٹ کی خود مختاری کو باضابطہ تسلیم کرتی ہے اور یہ کہ وہ یونان کے اغراض اور فائدہ کو دول یورپ کی سپرد کرتی ہے۔
ساتھ ہی گورنمنٹ یونان نے فوراً اپنی افواج کو مطلع کیا کہ طاقتدار یورپ نے بیچ بچاؤ کا وعدہ کر لیا ہے۔

انخلا و کرپٹ

۱۲۔ مئی کی نصف شب کے وقت اینیٹھنر کے قمار سے معلوم ہوا کہ کوئی اسٹیکو کو ۳۰۔ افسر اور سپاہیوں کے جہاز پر سوار کر دینے کا حکم آیا۔ انکے لیجانے کی غرض سے تین جہاز مقام پلانینیا سے کچھ فاصلہ پر تھے کہ سپاہیوں تیار ہوتے ہی وہ ان کو لیکر رخصت ہوں۔ بقیہ فوج کی نسبت بھی مشہور ہوا کہ فوراً واپس بلائی جاوے گی۔

چونکہ ابتدائی خیالات سرون سے نکل گئے تھے اس لئے باغیوں نے یونانی فوج کی واپسی کی نسبت میں سمجھوتہ کرنا شروع کیا۔ انکو یقین ہو گیا کہ طاقتدار یورپ اپنا وعدہ پورا کر سکے گی کہ ترکی فوج بھی جزیرے سے ہٹا دیا جاوے گی اور کاس خود مختاری قائم ہوگی۔ گو اس وقت تک ایک معقول تعداد باغیوں کے سرگروہوں کی اپنے خیالی پلاؤ بکائی رہی لیکن کثیر التعداد کرپٹ کے ہٹنے اپنی کامیابی اور امید براری کو اور محال تصور کر کے ۱۱ امید ہمگئے۔ کیونکہ برعکس نتائج جنگ نے ثابت کر دکھایا کہ یونان ہرگز اس لائق نہیں کہ وہ کرپٹ کی خواہش اور دعاوی کے پورا کرنے میں آئندہ کسی قابل ہو سکے گا۔

امیر البحر کینی درو اور سرالفرڈ بلونی نے ۱۳۔ مئی کی شام کو کینیا کے بشپ (لاٹ پوری) سے عند الملاقات بیان کیا کہ ہمارے پاس سرکاری طور پر اطلاع آچکی ہے کہ یونان نے تمام خیالات جو الحاق جزیرے کے تھے دل سے نکال دئے ہیں اور یہ کہ دول یورپ دیان کی خود مختاری کی کارروائی کو چلانا چاہتے ہیں۔

بشپ کا شک تھیں | بشپ نے خود مختاری کی نسبت سنکر ظاہر کیا کہ محکوفہ خود مختاری میں کہ خود مختاری کی کارروائی اسے ہی ٹھٹھ کر چھاوگی

جیسے کہ اصلاحات اور ترمیمات کا وعدہ پچھلے سال میں معدوم ہو کر رہ گیا ہے۔

۱۳۔ مئی کی دوپہر کو کرنل جرم ہائیڈ۔ کرنل مرے۔ لفٹنٹ کرنل مین وارنگ اور ایک اٹلی کے کرنل نے کرنل کے ترکی گوزر اور کمانڈنٹ سے باضابطہ ملاقات کی شاہی سلامی سر کی گئی اور ان افسروں کا مع اردلی کے شہر میں ہو کر گزرا۔ باشندوں میں دوستی کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ایک ترکی بیٹہ قومی راگ بجا رہا۔

ڈومو کو کی حالت مانی ایک ننگار کے

روز یکشنبہ ۹ مئی ۱۹۹۰ء

ایک ناسنگار نے مقام ڈومو کو سے لکھا کہ میں ہفتہ کے روز اس درہ

ہو کر گزرا جو لامیا کے راستہ میں واقع ہے اب تک پرانی حد بدستہ موجود ہے

کیونکہ ترکوں کے مورچے برقرار ہیں۔ لوگ سب کے سب بھاگنے پر تیار نہیں ہیں

ہزاروں ہل۔ گائے۔ بھیڑیں۔ گھوڑے۔ اونٹ اور اسباب خانہ داری کے چمکے

قطار درختار سمندر کی طرف جارہے ہیں۔ ڈومو کو میں یونانی قوت کی وجہ سے نہیں

اور قلب شکر ایک پہاڑی کے عقب میں واقع ہے جو سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ بلند ہے۔
 دو فرسالا کا میدان میان سے نیچے برابر دکھلائی دیتا ہے۔
 کرنل اسمولسن کی سپاہ میمنہ کی طرف گودا کی شکر پر خیمہ زن ہے یہ وہ فوج ہے جو
 بالا بالا ویسٹنوس سے بھاگ کر آئی ہے (اگرچہ سپاہیوں کا حوصلہ اور صحت ابھی حالت
 میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صحیح و سالم رہنا مشکل معلوم ہوتا ہے)
 (معلوم موسم کا اثر فوج پر کیوں نہ محسوس ہوتا تھا)۔

تصویر نیچے کے ازبانیان کریم



مال غنیمت

فرسالا کی جنگ میں جسقدر مال غنیمت ترکون کے ہاتھ لگا ا وہی مقدار بہت بڑی تھی
سامان رسد۔ گولہ بارود۔ اور کئی توپیں اور کثیر التعداد سامان جنگ پیچھے رہ گیا۔ جو
آسانی ترکون کے ہاتھ لگا۔ لیکن سب سے زیادہ مال غنیمت شاہزادوں کے پہننے کے
کپڑے اور جوتیان وغیرہ تھیں جنکی نسبت کما گیا کہ گھبراہٹ میں ساتھ نہ جا سکیں +

افسانہ فواج یونانی میں تغیر و تبدل

نریقالہ کو یونانی لشکر نے خیر باد کہی۔ رسالہ کے افسر میجر ٹریٹی اس فوج میں شامل ہیں
کی غرض سے مازم ڈوموکو ہوئے۔ کرنل واساں اور کرنل گائسنٹن سفیر کرٹیس
واپس آ گئے۔ تصفیہ ہوا کہ کرنل واساں تھسلی کو جائیں اور کرنل گائسنٹن مندر
فی الغور ڈوموکو پر بڑھیں اور بطور چیف اسٹاف وہاں اپنے کاموں کا چارج لیں۔
کرنل مناس آرمائی کی کمان سے برطرف کر دے گئے۔ اور کرنل اسٹریٹوس بجایا
اونکے مقرر ہوئے اور جنرل اسٹاف بھی اونکے لئے بنایا مقرر ہوا۔

یونان اور گورنمنٹ یونان کی نازک حالت

یونانیوں کی باقیانہ فوج چاند نظر سے سمٹ کر ڈوموکو میں جمع ہو چکی۔ سپاہیوں کا
یہ حال تھا کہ کمانے۔ چھینکے اور سردی سے کانپنے اور فاقہ کشی سے مرنے اور
جا بجا گھسے پھرنے کی ذمہ داری اچلی تھی۔ بارش کے سلسلے ہونے سے پیاری لفظ لفظ

ترقی پر ٹہنی گئی۔ دوا دارو کا پتہ نہ تھا۔ نہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں۔ کسٹریٹ اور
ادویات کا بندہ دست ہو سکتا تھا اور یہ وقت باربرداری کے جانوروں کے نہ ملنے کی
اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ فوج کو محصور ہو جانے کا ہرقت اڑیہ لگا رہتا تھا کیونکہ وہ یونین
ادکار توں دشمن کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔ ایک لاکھ یونانی رعایا اپنے مکانات خارج تھی کو
چھوڑ کر ایسے وقت میں جا بجا کوہستانوں میں پناہ لی رہی پھر تھی۔ جبکہ موسلا دار بارش
اور برف باری کی شدت تھی نہ ان کے نن پر کپڑے تھے نہ کھانے کو روٹی میسر تھی۔ لکھی
ہو امین دن اور رات بسر کرتی تھی۔ قرب قرب اُس تمام ملک پر ترکی قبضہ ہو چکا تھا۔
جو اس جنگ سے ۱۶ برس پیشتر ان سے چین لی گیا تھا۔

یونان کا خزانہ کوڑی کوڑی سے محتاج۔ سلع خانہ ایک ایک ریض بندوبست سے
خالی۔ اعتبار مفقود۔ آمدنی کے ذرائع بند۔ کاشتکاری اور زراعت موقوف ہو گئی تھی۔
ترکی فوج اور دارالصلہ یونان کے ہین بجز ادنیٰ مفرد سا ہیون کے اور کوئی روک تھام
نہ تھی۔ اس لئے گورنمنٹ یونان مجبور ہوئی کہ سرنگون ہو کر خواستگار امن ہو۔ کرٹے
فوجیں واپس بمالائی گئیں۔ جزیرہ کی خود مختاری نہ کہ احمق منظور کرنا پڑا لیکن ترکی کو ڈرو کو
ختم کرنے سے قبل ملت جنگ منظور کرنا گوارا نہ تھا شاید وہ جو شہداء میں نکل گیا تھا وہاں
اور امنیہ کار راستہ کس جادے اور بہترین شرائط پر صلح کرنا ترکی کے اختیار میں رہے۔

آرٹما کی حالت کما نیر ترکی فوج کی تار برقی

فلسطینیہ کو ۱۱ مئی ۱۹۱۵ء

کما نیر فوج ترکی نے ۱۱ مئی کو جنین سے ایک تار برقی اس مضمون کی فلسطینیہ کو روانہ کی
”یونانی فوج ایسا پرس آرٹما کو ہلاک گئی اور تین ہزار ہندو قیدی اور تین صندوق

سامان جنگ کے اور ایک کو ہستانی ٹوپ چھوڑ جاگ۔ حال کی جنگ یونانیوں کے ۹۰ آدمی کام آئے اور جس مراسلہ کے ذریعہ سے یہ خبر طغنیہ سے روانہ ہوئی تھی اس میں یہ بھی بیان تھا کہ ۶۲۵ گھوڑے کو سودا کے عیسائی اور مسلمان باشندوں نے بلا قیمت اس غرض سے نذر دے دیں کہ ترک فوج آساونا اونکو استعمال میں لائے۔ زخمیوں کا چوکھا چالان کل بیان دہل ہوا۔

انتظام مقامات مفتوحہ

کونسل وزرا کے ایک فرمان میں جو پیشگاہ سلطان سے منظور ہوا یہ حکم دیا گیا کہ جب جنگی پوس کی ایک بٹالین لاریا کو روانہ کیا جائے، یہ فوج مناسب طور اور سلوینیکا کی جنگی پوس سے لگنی اور لاریا کے قریب قریب جو مقامات واقع ہیں، ان کی فوج مستحقہ طور کے لوگ بھی اس میں داخل کئے گئے۔

یہ بھی حکم دیا گیا کہ تودو اور لاریا اور طریق قلعہ میں جو ترکی فسرکاشوں کے عہدہ پر مامور تھے وہ اب اسلحہ مذکور کے قایم مقام مقرر کئے جاویں اور وہ ان کا انتظام کویں۔ فوج سلطانی کے لئے جن تمغوں کی تیاری کا حکم دیا گیا اونچی ڈھلائی کے اخراجات کا سلطان نے اپنی جیب خاص سے دینا منظور کر لیا۔

جنگ ایپارس بار سوم محاربہ ہنو پولو (ایپارس میں)

جب یونان کے محافظ فوج میں جنوبی مشرقی سرحدی ضلع میں باہجا متعین تھیں تو مغربی بلڈو جو ایپارس کے حصوں پر پہلے سے قابض تھا بتدیج سرحد سے پیچھے ہٹا دیا گیا ان نسبت سے لاریوں میں جو التولے جنگ سے پہلے ان حصہ جات میں واقع ہوئے

ایک لڑائی نہایت زبردست تھی اور وہ ہنوپولو کا معرکہ تھا۔
 اخبار ڈیلی نیوز کے خاص نامہ نگار کے ذریعے سے جو یونانی فرج کے ہمارے تھا اس نہایت
 حال بخوبی معلوم ہوا جو اس نے مقام پیرس سے ۱۰ مئی کو لکھا تھا۔

جنگ ہنوپولو کی تین روز کی لڑائی میں یونانیوں کے مقتولین اور
 مجروحین کی لکھ اوسات سو سے زیادہ ہو گئی جس میں بچپیں اور اطفال
 اور بہت سے مجروح ہوئے۔ افسروں کا نقصان عموماً بہت زیادہ
 اس لئے ہوا کہ یونانیوں کی جھنڈوں میں بہت زیادہ افسر ہوتے ہیں۔
 ایک لٹننٹ میں ایک میجر کمانیر اور تین انسپرائس گئے اور چار زخمی ہوئے
 ہیں مصیبت اور ہلاکتوں پر بھی گہری ہو گئی۔

ایک مرتبہ جگہ کی قلت کے سبب ایک پہاڑی کے بازو سے توپوں کا
 چلنا خاموش ہو گیا جو شہر کے اوپر واقع ہو لیکن یونانی فرج ان نقصانات
 جو اس مقام پر اس نے اٹھائے تھے ایسی کمزور ہو گئی تھی کہ وہ اس موقع کو
 غنیمت سمجھ کر اس پہاڑ کی چوٹی پر قبضہ نہیں کر سکی جہاں سے ترک ایسی
 آگ برس رہی تھی کہ وہاں شہر نادشوار تھا۔ اسوقت درہ قبا فاکو
 دمانہ پر فوجوں کو کچھ بہت بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اس درہ کی
 شہر نہایت چپ دار اور غودی ہے اور اسکے دو فلج جانب کی چٹانیں ہوں
 ہیں۔ یونانی توپیں ان آہنی دیواروں کے خلاف کوئی اثر ڈالنے والی کارڈائی
 کرینے کے قابل نہیں جس کے عقب میں البانیا کے لوگ بڑے تھل کے
 ساتھ کھڑے تھے اور یونانی لٹننٹ پر گولیوں کے متواتر سیلاب بہا رہے تھے
 جنکے پاس سوا ایک بارود چھوٹی چھوٹی آہٹا بانی کی نہروں کے اور کوئی

بچاؤ نہ تھا۔ یہی کیفیت ہر مقام پر تھی۔ یونانی فوجوں کے لئے میدان میں صرف اُن ششکون کے پشتوں کے کھینچنا ہر ملگنی تھی جو ایک دوسرے کو قطع کرتی تھیں برخلاف اس کے ترک ہر مقام پر ایک قدرتی اثر رکھتے تھے جس کی اونہوں نے اپنے طور پر بخوبی بہت کر لیا تھا اور ہر حالت میں ان کے مورچے یونانیوں پر حکمرانی کر سکتے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ ہر موقع پر ان کا نقصان نسبتاً خفیف ہوتا تھا۔

یہ لڑائی تمام دن رہی اور جیسا کہ اس قسم کی لڑائیوں میں معمولاً دیکھا جاتا ہے دورانِ جنگ میں کسی قسم کا ذرا سا بھی سکون نہیں دیکھا گیا جب کچھ گزیر گیا تو آسمان پر کالی کالی گھٹائیں چھا گئیں اور موسلا دار تینہ برسے لگا۔ اگرچہ اس سے اُن سپاہیوں کو سجات ملگتی جو چالیس گھنٹے سے فی الواقع بے آب دانہ لڑ رہے تھے لیکن چار بجے ایک دلیرانہ آخری کوشش کی گئی۔

اس جنگ میں تین کالم فوجیں کبارگی شریک ہوئیں اور ایک ہتھنک گولہ باری جابھین سے نصف گھنٹے سے زیادہ تک ہوا کی اسوقت شریک کرنے والی بارش اور بھی بڑھ گئی اور آدمی بالکل بھگ گئے۔ اور فوج میں بہت بڑی بیدلی پھیل گئی۔ ہارڈیوں کی چٹانوں میں پانی کی جہ سے پھسلن ہو گئی اور کسی حملہ کی فریاد کوشش میں رخنہ ڈر گیا۔ رفتہ رفتہ گولہ باری کم ہوئی اور بند ہو گئی اور اگرچہ جا بجا شام تک کچھ بھی ایک آدھ گولہ چلتا رہا لیکن درحقیقت ہنولولو کی لڑائی پانچ بجے ختم ہو گئی اور فوجیں اپنے اپنے مورچوں پر قابض رہیں۔

جب تک بہت زیادہ رات نہیں گزری لاشوں کے اوتھانے کا کام ختم نہیں ہوا اور بعض لاشیں درحقیقت دوسری صبح تک نہیں ملین اس لئے رات میں یونانیوں کے طبی وسائل رہسٹوں کی نقل و حرکت اور خبرگیری میں نہایت ہی قابل الزام تھے۔ البانیا فوجوں کی تنگ اندازی ایسی شدید تھی جس سے یہ بھی حالتوں میں اس بات کی ضرورت تھی کہ مقتولین کی لاشیں جہاں پڑی ہیں وہیں پڑی ہیں۔ رات کے گیارہ بج گئے تھے اور بارش کی یہی کیفیت تھی سپاہی بھگت ہتھے اور یہ دیکھا گیا کہ اکثر ملٹیپل کو غیر ضرر رسیدہ افسران نے چھوڑ دیا تھا۔ فوجوں کے جمع ہونے کے لئے احکام جاری ہوئے تھے اور ہدایت تھی کہ ایامی کے پہاڑ پر اپنا وسطی مورچہ قائم کریں جس کے معنی درحقیقت یہ تھے کہ جو کچھ تھوڑا بہت موقع حاصل کیا گیا ہے چھوڑ دیا جائے اور جن جن موقعوں پر بالفعل قبضہ تھا وہاں سے کسی مقابلہ کے بغیر ہٹ جائیں۔ جب فوج دریائے چار شنبہ کے روبرو کر رہی تھی تو پھر ایک رات کھلے میدان میں بیرحم بارش کے خلاف بڑی جھینپی سے کانٹا پڑی۔ یہ بارش بھی شام سے صبح تک ہوا کی۔

جب شنبہ کے روز سپید صبح نمودار ہوا تو ترک ان مورچوں پر قابض ہو گئے یونانیوں نے پنج شنبہ کے روز دو پہر کو بڑی مردانگی سے منیم کے گولوں کا برداشت کی اور ایک جدید دھس بندی میں مشغول ہے۔ جہاں ترکوں کا سپہ گری کا سیلاب جاری تھا جبکی زد ہونے والوں کے پہاڑ تک تھی جس نے ایک روز پہلے یونانیوں کی بہت کچھ قیمتی جانیں ضائع کی تھیں چونکہ

یونانی باوجود ان بہاری نقصانات کے ایک ایسی حالت میں نہ تھے جس سے کسی حملہ کا سجدہ ہو سکے اس لئے قرار دیا گیا تھا کہ وہ اپنی طاقت سختی کے ساتھ قائم رہیں۔ ترکی سوار میدان میں نمودار ہوتے لیکن چونکہ وہ ایک فاصلہ دراز پر تھے اور اونپر کسی فراہمت و مخالفت کا اثر نہیں ہوتا تھا اور نہ ترکوں ہی نے حملہ کی کوئی علامت ظاہر کی لہذا وہ تمام دن خاموشی سے گزر گیا۔ کبھی کبھی جابجا کوئی توپ چل جاتی تھی۔ بعض اوقات قلعہ آرتما سے کوئی گولہ ترکوں کے مورچہ پر گرتا تھا لیکن اس سے انکا کوئی نقصان نہ ہوتا تھا۔ اصل حقیقت یہ کہ جانبین کے لوگ بالکل ٹکے ہوئے تھے اور کوئی خواہش انکو لڑائی کی نہ تھی۔ حتیٰ کہ دریا سے پوس کے پل جسکا ایک حصہ کرنل گول فو لوپوس نے اس لڑائی میں چھین لیا تھا کچھ یون ہی توپوں کی لڑائی میں مشغول رہا۔ اور تھوڑی دیر تک بیدلی سے توپوں کی لڑائی ہوتی رہی۔ لیکن وہ بھی ایک بار دو گھنٹے کے بعد بند ہو گئی اور فریقین ایک دوسرے کے مقابلے میں توپوں اور بندوقوں کی بھاری گولہ باری کو سہتے رہے جو تمام دن حوالی پر یونیزا میں ہوتی رہی اسطرح نصف شب تک یونانی اپنے مورچوں پر قابض رہے حتیٰ کہ فریقہ کرنل مناس کا جو دو پہر کو آڑا وہیں گئے تھے یہ حکم آیا کہ تمام فوجیں ایک مرتبہ اور دریا کے اس پار قصبہ مذکور کو واپس آجائیں۔

فی الواقع اس کارروائی کے متعلق بہت سی افواہیں مشہور ہوئیں جو عام طور پر سمجھ میں نہیں آئیں۔ تاہم یہ بازگشت بڑی اسلوبی اور انتظام کے ساتھ و قورعین آئی اور تمام فوجیں اور توپیں قدیم جنگ بازگشت کے طریقہ پر

پانچ بجے صبح واپس گئیں اسکے بعد کرنل ڈاکس اور دو سربریگیڈ
مقیم ملاکا چونکہ ترکی مورچہ میں کوئل جانے کے قابل نہ تھا پس یحییٰ
نقل حرکت میں ناکام رہا اس لئے حکم دیا گیا کہ عملداری یونان کو ذمہ
واپس جائیں۔ مالکوت زارس اور پریوزا کی فوج کو بھی یہی ہدایت ہوئی
اسطرح تیسری مرتبہ کوئی یونانی سپاہی ترکی علاقہ میں باقی نہیں رہا۔

پریوزا کے قریب سخت جنگ اور یونانی فوجوں کی

مصیبت ۶ مئی ۱۹۱۵ء

انہیں روزہ دن کروا سائیں ایک جنگ عظیم تین روز تک برابر ہو گئی اور اسکے
بعد فوجیں پسپا ہوئیں۔ اس بازگشت میں بہت سے آدمی ضائع ہوئے۔ یہ قابلِ غور
ہے کہ تین ہزار کی ایک بردست فوج دما نہ توڑ میں چہار شنبہ کے روز اور تری
تھی۔ لیکن کوئی مناسب انتظام یہاں پیشتر سے نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے کسی طرح
بیان کوئی کشتی نہیں مل سکتی تھی اور فوج کی ایک بہت بڑی جماعت تیرنے یا پایاب
اور تھنے پر مجبور ہوئی۔ تاہم سب لوگ اسی رات میں صبح سے پہلے بغیر کسی حفاظت کے
چہار شنبہ کے روز کنارہ پر پہنچ گئے اور اسکے بعد افقوں نے تمام ان ممکن الحصول
راستوں پر جو پریوزا سے فلی پادیرہ کو گئے ہیں ایک زبردست مورچہ قائم کر لیا۔
اس مقام پر وہ لوگ تمام دن پنج شنبہ جمعہ اور شنبہ کو لڑائی میں مشغول رہے۔
شکوہ کی دو ہزار زبردست فوج نے پریوزا سے نکل کر ایک حملہ کیا اور ایک بڑی
گولہ باری اور گولی کی بوچھاڑ کے بعد یونانی مورچے کو بنوک سنگین گھیر لیا اور اگرچہ ایک
مرتبہ ترک بہت بڑے نقصان کے ساتھ وہاں سے ہٹا ہوا دے جاتے تھے تاہم

آدمی ڈوب گئے جس میں اکثر زخمی تھے اور جب یہ فوج مرئی جھپتی مقام پر پہنچی تو اونکی کمان
 نہایت قابلِ افسوس تھی۔ اونھوں نے اپنے زخمی پیچھے چھوڑ دے تھے۔ بہت سی تنوں
 میں اکثر سپاہیوں نے اپنے اسلحہ کم کر ڈالے تھے اور سب خشکی اور مصیبت کی عام ملاپ
 بھرنے ہوئے تھے۔ تین روز کی لڑائی اور نہایت کم کرن بولٹ زار سے آدمیوں کی
 تخمینہ کیا کہ ادا کے ایک سو آدمی گم ہو گئے اور بیس مارے گئے اور دوسو سے زیادہ
 زخمی ہوئے۔ جنہیں جب آدمی فی لین چھوڑ دے گئے تھے۔ اور دوسو کا پتہ نہ تھا۔
 اب اگر اس نقصان کو ایامی کے نقصانِ عظیم کے ساتھ ملائیں (جہاں پیشتر لڑائی ہوئی)
 تو ایسا برس کی فوج کا نقصان تین روز کی لڑائی میں جو کچھ ہوا اسکی تعداد تقریباً اس قدر ہے
 کہ پانچ سو آدمی مارے گئے اور ایک ہزار زخمی یا مفقود یا مجبور ہو گئے جن میں سے بہت
 آدمیوں کو مردوں میں شمار کرنا چاہیے۔

۱۰۔ تیسری فوج - ڈوموکو کی لڑائی اور

جنگِ دوم و یونان کا خاتمہ

اس لڑائی میں بھی جسکے اختتام پر مہلت جنگ عطا کی گئی مثل اور لڑائیوں کے نزکوں نے
 بہت بڑی گرجوٹی اور جنگی قابلیت ظاہر کی اور یونانی فوج میں بڑی کمزوری کے ساتھ
 منہزم ہوئیں۔ تاہم یونان ایک نارنگار کے۔

”یونانیوں کی جانب سے بھی بعض ایسی علامتیں پائی گئیں جن سے معلوم ہوا
 کہ اونھوں نے آخر تک ہمت و مقابلہ کیا۔ لیکن اس لڑائی کا بہت بڑا حصہ جنگ

مورچہ بندی کی کیفیت یونانوں کا مورچہ ناموراری کی وجہ سے گھوٹے کے فضل کی شکل کا تھا

جسکا داہنا بازو نہایت تنگ تھا۔ پہاڑی توپوں کی تین باڑیاں اس مورچہ میں لگی
چوٹی پر قائم کی گئی تھیں جو بائیں جانب نفع پر اور اونکی امداد کے لئے پانچزار سپاہی تھیں
تھے۔ ڈوموکو کے سامنے چوٹیوں اور اُن ڈاونوں پر جو میدان سے جاملے ہیں
پانچ میدانی اور کوہی توپاں سے پانچزار سپاہیوں کے قائم کئے گئے تھے اور داہنی
جانب کے آخر ایک توپخانہ کٹیکلی میں اور دوسرا توپخانہ کنٹری میں لگایا گیا تھا۔
اسکے محاذی چار میدانی اور کوہی توپخانے تھے۔

اس مقام پر جو فصین مصف بستہ تھیں اونکی اعداد تقریباً تیرہ ہزار ہوگی بعد ڈوموکو کے
بائیں جانب ایک پہاڑ کی ڈھال پر بطور محفوظ فوج کے متعین تھیں۔ یونانیوں کے
حفاظتی مورچہ کوہ اسٹیٹسٹیل والی کرب کی دو توپوں سے جو کرل پوپولوس کے
زیر کمان تھیں استحکام دیا گیا تھا۔ انیسویں سے ایک سو پانچ قلعہ میں جو قصبہ کے اوپر اور
دوسری ڈوموکو کے مشرق میں ایک سو چوٹی پر نصب کی گئی۔ اس کے محاذی چار میدانی اور
کوہی توپخانے تھے۔

یونانیوں کی کل فوج کی اعداد پینتیس اور چالیس ہزار کے بائیں قصبہ میں پانچزار
سوار بھی شامل تھے۔ جب ترکوں کی فوجیں بائیں جانب اور سامنے کے رخ پر صف بند
کر رہی تھیں تو اونکی امداد پچاس ہزار سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ انکے علاوہ پچیس ہزار
فوج داہنی جانب کے خانے پر اندازہ لگائی۔ نو بجے کے قریب دیر بعد ترکی فوجیں سال
کی جانب سے بڑھتی ہوئی دیکھی گئیں۔ قریب قریب اسی وقت ایک فوج کوہستان
کیسی داری کی چوٹی پر نمودار ہوئی اور یونانیوں کے بیرونی مورچوں پر گولہ باری شروع
کی جس سے انکا جواب دیا۔ جنرل میرحاجی بائیں بازو کی کمان کرتے تھے اور جنرل
سیکرس داہنے بازو کی فوج کے کمانڈر تھے۔ ترکی توپخانوں نے کوہ کیسی داری سے

اور سوقت تک گولہ باری کی جب تک کہ انہی ذہین فرسالا کی شکر بر کونج کرنی میں
اور میدان میں نہ نہ ہونے لڑائی کے لئے تیار ہوتے ہیں یہ ایک عظیم شان نظر
تھا جو ڈومو کو کی پہاڑیوں سے سجھنی دکھائی پڑتا تھا۔

رسالہ کے پانچ اسکو اڈرن جو دو میل تک شکر پر سرپٹ آئے۔ تھے مشرق کی جانب
مڑ گئے۔ اور ان اونچی اور بلند زمینوں کے نیچے جکسی دیاری کے نشیب میں واقع ہیں تھا
ہو گئے۔ پلٹتے تین میل تک ثابت قدمی کے ساتھ سانپ کی طرح امراتی ہوئی چلی گئیں۔
اسکے بعد وہ بائیں جانب موضع پوگاری کے عقب میں پہل گئیں جو فی الفور علاء گیا۔

یہ فوجیں یونانیوں کی مشرقی فوج کے سامنے قائم ہوئیں۔ دو ترکی توپخانے شکر
کی مشرقی جانب ایک ایسے نشیب میں قائم کئے گئے۔ جنہوں نے بڑی قابلیت کے
ساتھ شکر کی نقل حرکت کو توپخانوں کے ذہنی جانب سے عمل کرنے کے لئے
(یونان کی جانب چپ) ہو رہی تھی ایک عرصہ تک بچا رہے رکھا۔ یونانیوں کی بڑی
کرپ کی توپیں جو قلعہ اور چوٹیوں پر تھیں گولوں کا سینہ برسانے لگیں۔ اور فوراً
دریافت کر کے ترکوں کی صف بستہ نقل حرکت میں ہل چل ڈالی جو با انہی بڑی
برد باری ادبے پر وہی سے عمل میں آ رہی تھی ایک اور یونانی توپخانہ نے جو ایک ہمار
پہاڑی کی پیشانی پر تھا اس شکر کی جانب جو میدان کو جاتی ہوئی شانہ بانڈ اور ترکی توپخانے
پر گولے برسانے شروع کئے۔

ایزونیوں نے مورچوں پر ڈھلان پہاڑوں کے گولہ باری شروع کی اور تین سب تک
یہ لڑائی عام طور پر پسپائی یافت گھٹنے کے بعد جانبیں سے ہنگامہ گولہ باری اس قدر گرم ہوا
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا شکر کی توپیں چل ہی ہیں۔ یونانیوں کی صف بندی غنیم کی
نسبت عمدہ تھی۔ ایک شخص اس خوفناک تباہی کو سجھتی دیکھ سکتا تھا جو ترکی پلٹنے کی

صفوں میں اوسکے تو بچانوں نے ڈال کھی تھی ایک گولہ قلعہ کی کپ توپ سے ترکی فوج کے ایک کالم میں جو مورچہ کے مشرقی گوشہ میں تھا اوسوقت گرا جب وہ دھس کی پناہ میں صف بندی کی تیاری کر رہا تھا اور ایک دوسرا گولا سڑک کی داہنی طرف ترکی بچانہ میں گرا۔ ان گولوں نے سخت نقصان پہونچایا۔ جبکا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ایک ترکی توپ اپنے مقام سے گر پڑی اور توپچیوں کو یہ توپ اسی جگہ چھوڑ کر باقی توپیں کچھ فاصلے سے ہٹا لینا پڑیں۔ جو کچھ دیر کے لئے بالکل خاموش ہو گئیں۔

ترکوں کی شجاعت

یونانیوں نے توپ کو گرا دیکھ کر اسکو بالکل نیست نابود کرنے کی کوشش کی اور گولہ باری کا زور اسی پر مجتمع کر دیا۔ دو گولہ اندازوں نے ہرگز اس خوفناک حالت میں بھی اپنی توپوں کو چھوڑا۔ ریوٹر کا نامہ نگار خاص جو حکمران عثمانیہ کے ہمراہ تھا لکھتا ہے کہ

”ان دونوں جانباز گولہ اندازوں نے کمال ہی جرات اور شجاعت دکھلائی

جبکہ ارد گرد واقعی قعر جہنم موجد بن ہو رہا تھا اوسکے سروں پر غار وار گولے

پھٹ پھٹ کر گر رہے تھے اور کردی گولے اوسکے قدموں کے نیچے زمین کو

پاش پاش کئے ڈالتے تھے لیکن یہ بہادر اپنی جگہ سے ایک انچ اوجھل

اوجھل ہٹ جانے کا نام نہ لیتے تھے۔ رات ہو جانے کے بعد میں ترکی فوج

کے عقب میں ہٹ آیا اور فرش خاکی کو بچہ ناکر کے لیٹ رہا۔ کار تو سون کے

شکستہ صندوقوں کو جمع کر کے آگ سلگائی سے دیکھ کر کئی زخمی ہسپتال

جانے سے پہلے اپنے کمزور جسموں کو گرم کرنے کی غرض سے جمع ہو گئے

ایک افسر کے ہاتھ میں آگ کے اوپر گولی کا سخت زخم تھا مگر وہ نہایت زندہ ولی

سے اس روز کے معرکوں کی کیفیت سنا رہا۔ ایک سپاہی کے شانہ سے

گولی دار پازنکل گئی تھی جبکی اس شیر مرد کو مطلق پرماہ نہ تھی لیکن بعض سپاہیوں

کو ایسے شدید زخم پہنچے تھے کہ ذرا سی جنبش یا ٹھیس پر در و بھین
کرنی پڑتا تھا اور ان کے منہ سے آہ کے ساتھ بے اختیار یہ کلمہ نکلتا تھا
کہ ”اے اللہ مہر پر رحم کر۔“

”ان غریب مصیبت زدگان کی تکلیف کا المناک ذخارہ جو میرے پاس
جمع ہو گئے تھے مجھے مدت العمر فراموش نہ ہوگا۔ میں اس وقت ترکی تو بچانے
کی قابل تعریف اسقامت اور استقلال کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔
اوسکو دو مہینے کے فاصلے سے یونانی مورچوں پر گولہ باری کرنی پڑی تھی۔ اور
طہ یہ کہ انکا تو بچانہ نشیب میں اور مورچے بلندی پر تھے اس لئے شکاری
اور بھی زیادہ پُرس۔ دشمن اونکی فعل و حرکت کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔
با اینہم ترکی تو بچانے کے صرف و آدمی مقتول اور سات مجروح ہوئے۔ مگر
ترکوں کی پیادہ فوج کو نقصان عظیم اٹھانا پڑا۔ مجھے میدان جنگ کے
ایک حصہ پر سے گذرنے کا موقع ملا تو غور سے اور زخمی بلا امتیاز ایک ہی
ڈھیر میں پڑے پائے۔ زخمی سپاہی کے پہلو پہ پہنچا جسکی اوس جگہ مریم
بی کیجا رہی تھی دوسرے شخص کی لاش بھی پڑی تھی جسکا جسم گولے نے
تکڑوئی کر کے چھڑب کر دیا تھا۔

جس ترکی سترہ نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا وہ بہت ہی قابل تفریق ہے
اوسکو دوران جنگ میں یہ پہلا ہی موقع ملا کہ گولے کی زد میں آوے تاہم
اوسنے غنیم کے چپ مورچوں کی جو نہایت ہی محفوظ و مصون تھے اور جہاں
غنیم کے لشکر کا تعداد بمقابلہ اپنے بہت ہی زیادہ تھی بڑک سکیں فوج کر کے
خاص امتیاز حاصل کیا۔“

چاہئے فرسالا کی شرک پر اور زیادہ ترکی سوار نمودار ہوئے اور وکی چال میں شمشیر کرتے ہوئے نظر آئے۔ اسی وقت ترکی بائیں بازو کی فوج میں مزید ترقی ہوئی۔ مورچے کے عقب سے دو توپیں میدان میں بڑھائی گئیں اور یونانیوں کے مورچوں پر گولہ باری شروع کی جہاں قصبہ کے نیچے بکثرت یونانی فوجیں جمع تھیں۔

اس آئنا میں ملتے ہوئے گاؤں کے سامنے مغربی جانب فوجوں کی صفیں روانہ ہوئیں اور ایک خوبصورت اور عمدہ ترتیب کے ساتھ ہسپیکر پنکھے کی شکل میں آگے بڑھیں اور ایزوفون اور ڈیڑھ سو گیری بالڈی والوں سے مورچوں پر مقابلہ کیا۔ آخر ان کو سپاہی گیری بالڈی کے زیرِ کمان تھے۔ لیکن چونکہ وہ غیر ملکوں کے سپاہیوں کے دیکھنے کو چلا گیا جو یونانیوں کے بائیں بازو پر تھے۔ اس لئے انکی غیر حاضری میں میرانی نے انکی کمان لی اور گیری بالڈی والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ مورچوں پر بجایا توپخانے کے سامنے تھا۔ ایزوفون کی مدد کریں۔ انہوں نے ہر حید پر غنیمت پر قائم رہ کر بوجھار شروع کی لیکن اونکی مستقل پیش قدمی کو نہیں روک سکے۔

اس لڑائی میں ترکوں کا استقلال قابلِ تعریف ہے جو باوجود اس کے کہ گولہ بون اور گولہ بونکی بوجھار سے اونکی صفیں بے بل جاتی تھیں اور ایزوفون اور گیری بالڈی کے لوگ بڑی قادرِ اندازی کے ساتھ بائیں بازو سے نئے گراؤ کا بڑھنا کسی طرح نہیں رکھتا تھا۔ ترکوں نے انتظام کیا تھا کہ ڈھال پر بندوق ٹکین حملہ کریں لیکن گیری بالڈی والوں کی مجموعی گولہ اندازی اور بارشوں نے انکو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔ اور وہ میدانِ جنگ کی جانب پسپا ہو گئے۔ ڈیڑھ سو گیری بالڈی والوں میں سے دس قتل اور تیس مجروح ہوئے۔ میرانی بھی مجروحین میں تھا۔ اس موقع پر گارڈ بالڈیا تیار کرنے جو مردانہ کام کیا وہ نہایت حیرت انگیز ہے۔ یہ عورت نسخ کرتی

پہنے ہوئے بیباکانہ اپنے زخمیوں کی تیمارداری کو موجود تھی اور خوش قسمتی سے تمام لڑائی
میں اوسکو کوئی ضرر نہیں پہونچا۔ یہ فوجوں کی باگشت میں صاف بیچ آئی۔ اس کے
میں اوس نے اپنے زخمیوں کا ساتھ بچھوڑا۔ یہاں تک کہ تمام زخمی سلامتی سے اوسیناں
میں پہونچ گئے جو بندر میرنیو میں قائم ہوا تھا۔

نارنگ دقت جب نارنگ دقت قریب آیا تو یونانی سواروں کا ایک اسکواڈرن اس
جگہ دار راستہ سے جو میدان کو جاتا ہے اس لئے اتر کر اگر ترکی فوج حملہ کرے تو یہ اس
مقابلہ کرے۔ لیکن وہ اوس کے بعد ہٹ گئے تھے سارے چار بجے کے قریب ایک
بہت بڑی ترکی فوج درہ الوریانی کے بائیں جانب پہلی ہوئی دیکھی گئی جسکی امداد پر
دو توپخانے تھے ان فوجوں سے بہت جلد میدان جو دو میل سے زیادہ وسیع تھا
بالکل پُر ہو گیا۔ اس اشارہ میں ترکوں کے توپخانے کیسی دیاہی نے جہاں صبح
کو اول اول لڑائی شروع ہوئی تھی یونانیوں کی بائیں فوج پر گولے مارنا شروع کئے
جس سے تمام پہاڑی چوٹیوں پر فی الفور آگ لگا دی اور اسکا سبب یہ ہوا کہ جہاں
اس کو اندازی سے جلنے لگی تھیں اور موضع کیشی میں آگ لگا دی گئی تھی جس پر ترکوں
نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس داہنی فوج کو جو جنرل میکری کے زیرِ کمان تھی ہٹا دیا تھا۔
پچاس یونانی مارڈالے تھے جنرل میکری نے بڑی بے صبری کے ساتھ کک طلب کیا
تھی اور تین ہزار فوج محفوظ ہو کر توپخانوں کے اوکی دھوکہ بھی گئی تھی۔ اس میں
ترکی جنرل نے یونانیوں کی میسر فوج پر متواتر حملے کئے اور ایک حملہ ڈھوکو کے نیچے
ہوا۔ یونان گھسنے تک بند توپوں اور توپوں کی متواتر بارہن چلا گئیں اور انکا اثر غریب
کے اُس سیلاب سے معلوم ہوا جو چکر دار راستہ سے عقب فوج میں لایا گیا تھا۔

لڑائی کا انجام جنگ کا طوفان اب داہنی جانب بڑھ آیا۔ بالخصوص ایک سخت حملہ

ایزوفون کے مورچے پر ہوا جہان دوسری اور چھٹین جھنڈا تین اونھوں نے باریک
 خوب مقابلہ کیا لیکن کرنل میر وچالی نے جو اس حصہ فوج کے قریب سے گزر رہے تھے
 فرید ملک طلب کی اور باقی تین ہزار محفوظ فوجین بہار کے اُس پار ڈوموکو کی دہلی باب
 بڑھیں۔ اور لڑنے والی صفوں کی مدد کے لئے پہل گئیں۔ اسوقت کرنل وچالی کے
 کوٹھے پر ایک گولی لگی اور وہ میدان جنگ سے واپس گئے۔ اذکونوگ گارڈی میں سوار
 کر کے لاسیہ کو لے گئے انکا ایڈیکاٹنگ اور جینیٹ جارج میر وچالی بھی زخمی ہوا
 اسکی پیشانی پر گولی پڑی مٹی اور کھوپری توڑ کر نکل گئی تھی اسکو بھی لوگ لاسیہ کو اٹھا کر
 لے گئے تھے۔ جہاں وہ جراحی عمل کے تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ اسوقت تمام فوج مصروف
 کارزار تھی جبکہ منظر نہایت غلیظ شان تھا۔ پھر ہنگامہ کارزار بائیں جانب گرم ہوا اور
 سارے چھ بجے کے قریب تمام میدان سپاہیوں سے بھر گیا جو سخت لڑائی میں مشغول
 تھے۔ سات بجے کے قریب جانہن کی تنگ اندازی دھیمی ہوئی اور جب شام ہوئی
 تو بالکل ختم ہو گئی۔ ان میدان توپوں یا قلعہ کی کرپ توپوں سے کبھی کبھی گولی مارا جاتا
 رہتا۔ غروب آفتاب کے بعد یونانی رسالہ میدان سے اوپر کو بڑھ کر درہ قرقاٹک
 پہنچ گیا۔ جو ایک مختصر میدان تک جہیں نریرود کی مشرقی جانب نیچے کو گیا ہے اور
 اگرچہ یونانی بڑی بہادری کے ساتھ اپنے تمام مقامات پر قابض تھے۔ مگر ڈوبتے
 ہوئے آفتاب کی روشنی میں دہوئیں کا ایک غبار غلیظ نظر آتا تھا جو ایک ریگستان
 سا ایک شبہ ڈال رہا تھا۔ جس میں جابجا شعلہ کے قطعہ پڑے ہوئے تھے۔
 میدان خون آلود اور لہلہاں ہو رہا تھا۔ اتنے ہونے سے لڑائی کچھ وقفہ کے لئے
 بند ہو گئی۔

ہیٹنگل نتجہ اس روز کی جولانی اور ہیٹنگل جنگ کا یہ نتیجہ تھا کہ جہاں تک یونانی

فوجوں کا تعلق سامنے اور بائیں مورچوں کی جانب تھا اور انہوں نے نہایت دیر سی اور بہت مرداء کے ساتھ اونکو اپنے قبضہ میں رکھا جسکا ثابا ہر ایک ترک اسٹراف کرتا ہوگا۔ نوجوان سپاہی اور نوکھر رنگروٹوں کے استغماں اور دیری نے ایک ایسے باران آتش میں جس سے بڑے بڑے ہمارے درختے پٹے پانی ہوتے تھے ایک ایسے غم کے حملوں کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جو نہایت آہستہ اور سبب یافتہ تھا۔ انکی صفیں وہاں درہ اگوریانی سے فوج ہمنہ تک کہیں ٹولی ہوئی نہ تھیں اور ترک اپنی زیادتی افواج کے سبب سے دوسرے ذکی غنم زیر جنگ کے درہ سے اس لڑائی کے غارتہ کر دینے کی کوشش بائیں جانب سے تھے بہرہ وہ تیار نے چار سو زخمی بونہدوں اور مورچوں سے جمع کئے گئے تھے۔ مگر یہ ہر ۱۱ پوزیشن پر گئے اور وہاں سے استیالات بندر تعمیر ہو اور ہستی کو رد نہ کئے گئے۔

عاضی شغافاز ڈومو کو کے عاضی اسپتال کا منظر جو کہ ختم ہوا۔ اہلکار حسین ایک ہیپ کی دھندلی روشنی ہوتی ہی ناگفتہ بہ تھا۔ اس سے بہتر کسی کہ اس بیان بہا۔ سے خود چوڑ دیا جائے۔ قصہ محققہ جو لوگ حالت جان کنی تین درہ جات فرقا اور لاس سے لائے گئے تھے۔ اور انکا بھی فرشتہ اجل کی فوسٹ میں حق ہو چکا تھا۔

نامہ نگار ریوٹر کا بیان ایک یونانی فسر کی

تصدیق پر

اس فسر نے جو اس لڑائی میں شریک تھا بڑی صفائی سے بیان کیا کہ۔ مقام کنشلی میں معینہ کے قریب ایک کچھل ڈالنے والی ترک فوج نے کیوڑا کی سڑک برونا نیون پر حمل کیا۔ ایک جنگ عصب کے بعد وہ موضع بوڑی کو

پلٹ جانے پر مجبور ہوئے جو دیر میں فاصلہ پرتا وہاں وہ ٹھہرے اور اس امدادی فوج کا انتظام کیا جو جنرل میکری نے کرنل سٹراپ چیف اسٹاف سے دو بجے سے پہلے طلب کی تھی۔ یہ کیلی فوجیں پیام کے پہنچنے ہی روانہ کی گئی تھیں لیکن یہ فوجیں دیر میں پہنچیں۔ افسر نے بیان کیا کہ جنرل میکری کا بازو اس وقت معلوب ہوا جب بہادر یونانیوں نے ترکی کے سواتر حملوں کو پریشان کر دیا تھا اور مردہ اور زخمی ترکوں سے زمین پوشیدہ ہو گئی تھی۔ یونانیوں کی صفیں آٹھ بجے لڑیں اور داہنا بازو دو سو کو کے مورچے سے ہٹا۔ اس وقت جنرل اسمولسکی کا ڈویژن امیرمین اپنے انجام کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔

بے شبہ اب اسمولسکی کا ڈویژن گھر گیا تھا صرف دریا کی جانب راہ قرار محفوظ ہی اور یہاں نتیجہ یہ شنی تھا کہ با تو وہ ہتھیار ڈال دین یا براہ دریا بذریعہ یونانی بیڑہ جہازات کے ہٹ کر نکل جائیں۔ نو بجے کے قریب تک یونانیوں کے طرفداروں کو بالکل اس سے بھڑی تھی کہ اس روز کی جنگ کا نتیجہ یونانیوں کے خلاف ہوا ہے۔

بازگشت کے احکام بازگشت کے لئے اسی وقت احکام جاری ہوئے۔ یہ تیسری بازگشت تھی جو بڑی بھاگڑوں میں شہر کی جاسکتی ہے۔ یہ منظر نہایت دردناک اور دلخراش تھا۔ لیکن اس بازگشت میں بخلاف فرسالا وغیرہ کے کوئی بڑی نظمی اور گھلبرٹ نہیں تھی البتہ لاسیہ کا۔ اسے دو جاس فرامحت کے اکثر اوقات رک جاتا تھا جو کسانوں کے ہجوم اور گاڑیوں اور چھکڑوں کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی جنہیں مغرورین اور دیکر سٹاک سامان لدا ہوا تھا۔ یہ نہایت تابناک چاندنی رات تھی جس سے کوئی ہلڑ نہ ہونے پایا۔ بیان ہوا ہے کہ تمام نوچائے نچریت تمام لاسیہ کو وہاں لائے گئے صرف بڑے

محاصرہ کی کرب تو بن چھوڑ دی گئیں۔ علی الصبح ترکون نے ڈوموکو کو صرف کر لیا۔
بازگشت میں شہزادے کی گاڑی سب سے آگے غنی اور اس کے پیچھے سوار ونگا بد زدہ تھا۔

لامیہ کی حالت لامیہ کے خاص محلہ میں پانچ اور چھ بجے کے مابین گاڑیوں کا تانتا لگا
ہوا تھا جو زخمیوں کو لاپرواہی میں جنہیں کرنل میر محلہ بھی تھے۔ باشندوں کی حالت میں ایک
بہت بڑا ہنگامہ مچا ہوا تھا۔ ہزاروں ہاتھ بندر میر زمین داخل ہوئے اور وہاں جاکر سلاہن پڑے
کو اس طرح قتل کی اطلاع کی جو بیچارہ یونان کی تاریخ میں نہایت المناک ہے۔

کہتاں اب وارڈ کا بیان ہے کہ ”جو خوفناک منظر میں نے زخمیوں کے انتقال مکان اور
پناہ گزین کی ذرا کی نسبت دیکھا اور اس کی تفصیل اور توضیح کی کوئی ضرورت نہیں جو اس وقت
خوف پر خوف ایسا بھایا ہوا ہے کہ میرے لئے اس کا بیان بالکل بدفرہ اور ہیکھا ہو گیا ہے۔“

میتھ جیک دود کو ۱۷۔ مئی کی خوشخوار جنگ کا نتیجہ ہونے لگا کہ کونلا ہر ہو گیا جبکہ یونانیوں
پرست کہا کر لامیہ کا راستہ لیا۔ ۱۸۔ کی صبح کو ترکون کا پوری پوری طرح شہر تسلط ہو گیا
اور آغاز جنگ سے پورے پورے ایک ہفتہ کے بعد بالائی پرچم بالا خراہن مارنے لگا۔
اس آخری جنگ میں یونانیوں کے مقتولین کی تعداد دو ہزار تھی اور زخمیوں کی کوئی شمار تھی
جو تھلی کے آخری ٹرڈوموکو سے رخصت ہو کر یونانی سپہ سالاروں میں پہنچتے پہنچتے
تمام ہو جاتے تھے جیسا ابھی اس سے پیشتر لکھا جا چکا ہے۔

ترکون کی طرف دو سو مقتول اور سات سو مجروح ہوئے حسب معمول سامان جنگ آلات
حرب غیر قلعہ ڈوموکو میں ترکون کے ہاتھ لگے۔ سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان کی
قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا اور اس جنگ میں شکست فاش کہانے سے اس کی تمام سپہ سالار
ٹوٹ گئیں اور سوائے خواہ سنگاری غلج کے اور کوئی صورت تخت امتینہ کے سپاہی کی باقی
نہیں رہی جس کا فتح کر لینا ترکون کے لئے اس وقت صرف ایک ہفتہ عشرہ کی بات تھی۔

ڈومو کو کی زکِ طبعی اور کامل زکِ قرار دی گئی۔ اور یونانیوں کے دلغ سے ایک
 مدت کے لئے ترکوں کے قلب میں صفت آرائی کرنے کی جرات اور ہوس کلمہ محبوبی
 مفرور یونانیوں کا تعاقب۔ کوہِ اٹھریس میں ان کا محاصرہ

۱۸۔ مئی ۱۸۹۷ء بوقت صبح۔ اور

اختتامِ محرکہ آرائی۔ ۱۹۔ مئی ۱۸۹۷ء عیسوی

۱۸ مئی کی صبح کو پندرہ ہزار ترکوں نے مفرور سپاہیوں کا تعاقب کیا۔ یونانی سپہ سالار
 دس ہزار فوج درہ فور کی حالت کے لئے چھوڑ کر باقی فوج لاسیہ کو ہٹلے لگی تھی
 اس درہ پر کھڑے رات تک فریقین میں گولہ باری ہوتی رہی، سوقت یونانی اپنے
 مورچوں پر غافل رہی۔ اگر صبح ہوتے ہی ۱۹۔ مئی کو موضع ترازہ میں جو لاسیہ اور فورک
 کے درمیان ہی ہٹ گئے۔ ترک بھی تعاقب کنان آگے بڑھے پلے آئے اور اس
 بجے دن کے آرائی شروع ہو گئی۔ بیس ترکی رسلے نیمم کا عقب روکنے کے لئے آئے
 اونکے پہلو پر سے گزر گئے۔ یونانی اونپر متواتر گولہ باری کرتے رہے جس سے اکثر ترکی
 سوار مارے گئے۔ لیکن سوار بھی اس مردانہ کارروائی سے یونانیوں کے لئے کوئی

راد قرار باقی نہ بھی کہاتے ہیں انوائے جنگ کا حکم چوبچ گیا اور موکہ آرائی
 ختم ہو گئی۔ یونانی ۲۰۔ مئی کو لاسیہ جا کر پناہ لڑیں ہونے اور ترک درہ فور کو چھوڑ کر
 قدم سرحد پر سے پار گزر گئے۔ یوٹرکا فاس نامہ نگار اس واقعہ کو سطح سے بیان کرتا ہے
 ترک فوجیں یونانیوں کو درہ فور کے سے بھاگ کر اونچی عقب کی فوج کا جو برابر
 بجالی جا رہی تھی پوری سرگرمی سے تعاقب کے لئے چلے جا رہے تھے کہ یونانی
 سپہ سالار کا نامہ انوائے جنگ کی درخواست لیکر آ پہنچا سیف اللہ

نے پیغام کو فوراً مارشل دھم پاشا کے ساتھ جوڈو موکونین مقیم تھے روانہ کر دیا۔ جواب آنے تک دونوں فوجوں میں لڑائی ملتوی کر دی گئی۔

اس تعاقب میں ترکوں نے ساٹھ یونانی گرفتار کئے۔ مارشل موسوف کا جواب آنے پر باقاعدہ التوا سے جنگ کا اعلان کر دیا گیا۔ اور یونانی فوج لاسیہ کو ہٹ گئی۔ ولیمین اسکو مقامات لاسیہ متو کو اور تھر باولی میں فتنہ کر کے اپنا ہیڈ کوارٹر آخر الذکر مقام تھر باولی میں قائم کیا۔ اسی نامہ نگار نے جنگ دو مو کو کے بعد مندرجہ ذیل تاریخ پر قیونانی محسوس کی نگرانی سے نیچے کے لیے اتھنہ سے براہ برنڈزی ارسال کی۔

”کوہ آتھ میں کے درون پر ہٹ آنے کے بعد ولیمین یونان کی فوج نے پرانی سرحد کے اُن درون پر جسے لاسیہ کو راستہ جاتا تھا قیام کیا۔ کرنل اسٹانامس لی جمبٹ وہ امانا انٹرنل پر متعین کی گئی۔ یہ جمبٹ جو غالباً قلب لشکر کے ساتھ مع کر آتی ہیں شامل بھی نامعلوم خوف و ہمت سے گہرا کر باسی اور ناگفتہ بہ وجہ سے درہ کو چھوڑ کر جس سے لاسیہ کا راستہ اس طرف سے بالکل غیر محفوظ ہو گیا تھا سیدھی لاسیہ کو بھاگ گئی جہاں وہ کمال بے تربیتی سے داخل ہوئی سپاہی بے تحاشا چمچیں چٹکھارہیں مار رہے تھے اور کوئی اونکو کنو دلا نہ تھا۔“

قیدیوں کی روئے [سپاہ کو اب اسے سروکچھ کر قیدیوں کے رشتہ داروں اور دوستوں نے جیل خانہ کا راستہ لیا اور اس کے دروازوں کو توڑ کر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔

دوسری روایت یہ کہ حاکم شہر نے اُن لوگوں کی استدعا پر خود جیل خانے کے دروازے کھول دیے۔ خیردانی کسی طرح ہوئی ہو۔ قیدیوں نے جس سے نہ سکتے ہی دوکانوں کو ٹوٹا شروع کر دیا۔ ولیمین جو رات کے وقت وہاں پہنچ چکے تھے شور و شغب سن کر فوراً وردی میں امن قائم کرنے کی قرض سے چوک کو روانہ ہوئے مگر دایا اور خود سپاہیوں نے انہیں کے

نہوں نے اس کا منہ پیر دیا۔ ایک رسالہ سواروں کا شہزادہ صاحب کی اردل میں تھا
اوستے مداخلت کرنے کا قصد کیا تھا کہ شہزادہ نے اسکو روک کر حکم دیا کہ فقط منصف ہوں
کو جمع کر کے کسپ میں لے جاؤ۔

متفقہ یادداشت سلطانین بابت درخواست صلح

دول غلام کے سفیرین نے ۱۲ مئی کو باغیانی میں درخواست کی کہ اب صلح کیجئے اور جنگ موقوف
کئے جواب میں ۱۵ مئی کو ترکی نے باضابطہ جواب دیا کہ جب تک اسکی شرائط منظور نہ ہوں جنگ
لمتوی ہونا غیر ممکن ہے۔ پہلی شرائط یہ تھیں۔ (۱) احقاق صدیہ پستلی۔ (۲) ایک کروڑ پونڈ
تاوان جنگ (جو سولہ کروڑ روپیہ کی برابر ہوتے ہیں) (۳) ترکی سلطنت میں رعایاے
یونان کے حقوق کہیں جو لین کی موقوفی۔ سفرے دول غلام سے ترکی نے یہ بھی تجویز
کیا کہ شرائط انجام دینے کی غرض سے فرسالا میں جمع ہو کر اجلاس کریں اور اس امر
میں زور دیا گیا کہ اگر شرائط قابل منظوری نہ ہوں تو غمانیہ افواج پیش قدمی کو برابر جاری
رکھیں گی۔ اس غیر متوقع جرات پر سلطنت ترکی نے کُل عظمت و جبروت کا بار ڈال دیا اور
لوگ حیرت میں رہ گئے کہ سنگین مطالبات ترکی حاصل کرنا چاہتی ہو۔ بنا بریں سلطان المعظم کو
ہر طے سے ترغیب دلائی گئی کہ شرائط میں کچھ ترمیم فرمادیں لیکن زار روس کی کوشش نے
فوراً یہ نتیجہ پراکھیا کہ التوا سے جنگ کا اعلان باضابطہ جاری ہو گیا۔ زار روس نے
اسکے بدل میں ایک تار شکریہ کا سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا۔
زار روس کی درخواست بذریعہ تار برقی اور حضور سلطان المعظم کی
منظوری بابت التوا سے جنگ

The Czar appeals
and
the Sultan accedes

مندرجہ ذیل نقل اس ٹیلیگرام کی ہے
جبکہ زار روس نے سلطان کی خدمت میں

The following is the text of the telegram of the Czar of Russia to the Sultan urging the declaration of an armistice.

"Your Imperial Majesty will not feel astonished by the fact that, encouraged by the evidence of that sincere friendship & neighbourly feeling which exists between us, I have taken upon myself the task of addressing Your august sensibility with my expression of the wish that you will crown the heroic success of your soldiers by the suspension of hostilities.

This is the course which will be in entire accord with the firmness and peaceful moderation you evinced at the commencement of the campaign. Your Imperial Majesty thus will accomplish an act which will be entirely in conformity with wisdom & moderation, and

با نغرض ہیجاناً کہ ملت جنگ کا اعلان کریں۔

یورامپریئل مجسٹی۔ اس امر سے کوئی

حیرت نفاذین گے کہ جس نے بوجہ

شہادت اس حقیقی دوستی اور ہمسایانہ

خیال کے جو ہمارے مابین موجود

ہیں ہمیشہ دلائی ہو اور میں نے ذات

اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے کہ میں آپکی

عالی و ماعنی اور زود فہمی کے سامنے

اپنی اس خواہش کو ظاہر کروں کہ آپ

سربانی سے النوائے جنگ کے روپے

سے اپنے سپاہیوں کی دلیرانہ کامیابی

عزت بخشیں گے۔ یہ کارروائی بھیجی گئی

اس استغاثہ اور مسالحت آمیز

اعتدال نے جواب نے آنا دیکھ کر جنگ

سے ظاہر کیا ہے بالکل موافق اور

مطابق ہوگی یورامپریئل مجسٹی اس طرح

ایک بے کام کو انجام پہنچے جو

دائمی اور بروبادی سے قرابت

تائید رکھتا ہے اور جو اس عزت و

+ which will serve still further to augment the respect & admiration, which you personally inspire, and of which I will for ever retain a memory.

I pray Your Imperial Majesty be good enough to believe in my unalterable friendship.

⊙ The Sultan's Reply. ⊙

I pray Your Majesty accept my most lively and sincere thanks for the assurances & friendly felicitations you express towards me and the success of my soldier in the despatch you have been good enough to address me, reiterating the peaceful sentiments you entertain towards me, based upon the relations of solid friendship & neighbourly feeling existing between us.

I thoroughly appreciate and reciprocate the pacific intentions of Your Majesty & as a proof of my desire to conform with the sentiments

حزبت کو آئندہ مسخرہ اور گنجائش جو کپی ذات والا صفات میں موجود ہے اور جسکو میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

میری التجا ہے کہ یورامپریسل مجھے برحق کرم میری غیر غیر پذیر دوستی کا نشین کریں گے۔

سلطان العظم کا جواب

جناب قدس میں التماس ہے کہ میرا نہایت دلی اور سچا شکر یہ اس یقین اور دوستانہ تمنیت اور مسرت کے لئے قبول فرمائیں جو آپ نے میری نسبت اور میرے سپاہیوں کی کامیابی کی نسبت اس مراسلہ میں ظاہر کیا ہے جسکو براہ عنایت اپنے میرے نام پہنچا ہے اس محبت نامہ میں جو مصاحبت آمیز خیالات میری نسبت ظاہر کر کے ہیں اس حکم دوستی اور ہمایہ طبیعت کے تعلقات پر مبنی ہیں جو ہمارے اور آپ کے اپنی جاتی سے نہیں اسکی بڑی قدر کرتا ہوں اور یورامپریسل مصاحبت آمیز راہ و ان کو پسند کرتا ہوں

ments Your Majesty expresses concerning the suspension of further warlike movements and the cessation of bloodshed, orders have been given for the commanding officers of both my Armies to simultaneously arrest the course of hostilities.

I pray that Your Imperial Majesty may also be good enough to take into consideration that I wish for the friendly intervention of the powers to assure the reestablishment of peace having for its results the safeguarding of the rights & prestige of my Government & the maintenance of general peace by the subsequent and continual security of my frontier"

اور اپنی اس خواہش کے اثبات میں جس کے ذریعے سے میں یو محبٹی کے خیالات اور آرا کی تائید کرنا چاہتا ہوں جو اپنے مزید جنگی تحریکات اور غریبی کے ان داد و التوا کے بارے میں ظاہر کی ہیں۔ میں نے اپنی دونوں فوجوں کے کمانڈر کے نام احکام جاری کر دیے ہیں کہ فی الفور جنگی کارروائیوں کو روکیں۔

التماس ہے کہ یو محبٹی براہ عین اس بات پر غور و لحاظ فرمادیں گے کہ میں دولِ عظمیٰ کی دوستانہ مداخلت کے لئے اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ از سر نو امن و امان قائم کیجاوے اور اس کے نتیجے میں میرے حقوق اور میری گورنمنٹ کے اعزاز و مرتبہ کو محفوظ رکھا جائے اور بذریعہ آئندہ اور دوامی حفاظت میری سرحد کے امن عام کو ترقی دیکھا جائے +

عارضی شرائط مہلت جنگ بمقام آٹا

عثمان پاشا سپہ سالار افواج متعینہ لیا پیرس نے ۱۸ مئی روز سہ شنبہ ساڑھے پنج بجے شام کے یونانی کمانیر کو اطلاع دی کہ ہمارے نام قسطنطنیہ سے حکم آیا ہے کہ التوا سے جنگ کا بندوبست کروں۔ (اس سے اہل یورپ کو خیال پیدا ہوا کہ ایسا ہی حکم ادھم کے نام بھی پہنچا ہو گا لیکن تھیں مئی ۱۹ مئی سے قبل جنگ نہیں روکی گئی۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ ادھم پاشا اور عثمان پاشا کے نام جو احکام التوا سے جنگ کی بابت صاوا ہوئے انہیں ضرور اختلاف ہو گا)

۱۹ مئی کو ۱۲ بجے دن کے عہد اللہ پاشا حاکم لاسیہ کو اطلاع دی کہ ترکی ہٹید کو ترک و مہلت جنگ کے متعلق کوئی ہدایت اب تک نہیں ملی ہے۔ اسی تاریخ کو ایک بجے دن کے ایک عہد نامہ جس میں شرائط مہلت جنگ مندرج تھیں اور جس پر یونانی اسٹاف فسر نے آٹا کے پل پر دستخط کئے تھے، تھیں پہنچا۔ گورنمنٹ نے اسکی اطلاع فوراً لوجسٹک دی اور تاکید کی کہ وہ سیف اللہ پاشا کے اسٹاف فسر سے نامہ و پیام شروع کریں۔ اس نے گورنمنٹ یونان کے خیال میں جو منظام آٹا میں ہوا وہ عموماً مکمل جنگی کارروائیوں سے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مقام آٹا کے معاہدہ کے مضمون میں یہ بات تصریح نہیں ہوتی تھی جو حسب ذیل ہے۔

- (۱) اسوقت ایک بجے ۱۹ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک معاہدہ مہلت جنگ فریقین میں ہو کر ہو
- (۲) ترکی فوج آج شام کے ۱۲ بجے سے ان سورچوں پر قبضہ کرے گی جو دریائے آٹا کے داہنے کنارہ پر واقع ہیں اور جنہو وہ قبل اعلان جنگ کے قابض تھے۔
- (۳) یونانی فوج دریائے آٹا کے بائیں کنارے کو خالی کر دے گی اور یہاں سے سورچوں پر قابض رہے گی۔

(۴) اس معاہدہ کی دو نقلیں ہونگی اور ہر ایک فریق ایک ایک نقل اس کی اپنے پاس رکھے گا۔

چومیس گھنٹے کے لئے موقوفی جنگ کا اختتام مقام تھسلی

گورنمنٹ نے ولیمبرگ کو جب اس معاہدہ کے مضموں کی اطلاع دی تو ان کو یہ بھی ہدایت کی کہ نقص انتظام کی ذمہ داری ترکون پر بھی ڈالیں اور طاہر کر دین کہ یونانی فوج اب کسی طرح چھٹیہ چھار نکرسے گی۔ ان اوپر اگر کوئی شخص حملہ کرے گا تو وہ اپنی حفاظت کی پابند ہوگی۔ ولیمبرگ یہ بھی جانا گیا کہ معاہدہ التوائے جنگ کا مضنون کیا نہ ترک کی فوج کے بخوبی ذہن نشین کر دے۔ اس پیام کے پہونچنے پر ولیمبرگ نے اپنے اسٹاف کے چپ اسٹون کو سیف اللہ پاشا کے پاس بھیجا اور ۱۹ مئی کو پانچ بجے شام کے چومیس گھنٹے کے لئے موقوفی جنگ کا ایک انتظام ختم ہوا۔

لڑائی ۲۰ مئی کو ساڑھے پانچ بجے موقوف ہوئی گورنمنٹ یونان اس دیس پر کہ آرٹا کا معاہدہ ایک نمونہ ہو اسے دعویٰ کرتی ہے کہ اوہم پاشا کی فوج نے اس گھنٹے کے بعد جو موقع حاصل کیا وہ ضبط ہونا چاہئے۔ ۲۰ مئی کی دہر کے بعد قبل انقتلا سے ۲۴ گھنٹے کے ایک اسی قسم کا معاہدہ مہملت جنگ تھسلی میں عمل میں آیا اور ولیمبرگ کے اسٹاف اور سیف اللہ پاشا نے اوپر دستخط کئے اس میں صرف اس قدر اختلاف رہا کہ ترک تھسلی میں اپنے مورچوں پر قلعہ بندی۔

اختتام جنگ کی باضابطہ اطلاع

۱۸ مئی کو گیارہ بجارہ ۲۴ گھنٹے پر لندن میں تار برقیان موصول ہوئیں کہ ابجالی نے سفیران دول غلام متعینہ قسطنطیہ کو اطلاع دی کہ جنگ ختم کر دی جانے کی اطلاع مارشل ادھم پاشا کو دیدی گئی۔ اسی مانج مارشل ادھم پاشا کو گورنمنٹ عثمانیہ نے جنگ سے دست کشی کی خبر دینے کی۔ اسی روز زار روس کا تاہیر خواجہ التوائے جنگ معاہدہ ہوا۔ یہ ایک فوراً متذکرہ بالا اجراء

دیا گیا۔ توفیق پاشا وزیر خارجہ نے دولت آسٹریا کے سفیر کو اعتقاد جنگ کی اطلاع دی
سرفہرہ کری نے بوقت شام توفیق پاشا سے ملاقات کی۔ آڑما کے سامنے ترکوں نے
سبح کا سفیر جھنڈا بٹ کیا۔

حذف اصل

۲۲۔ مئی روز شنبہ دونوں افواج مقابل کے درمیان آٹھ سو میٹر کی حذف اصل مقرر کی گئی۔
(نوٹ) آٹھ سو میٹر برابر ہوتے ہیں ۸۷۵۔ انگریزی گز کے اس لئے ایک میٹر جو فرانسیسی
پیمانہ ہے برابر ہوتا ہے ۶۰۹، ۱۳۹۔ انچ انگریزی کے۔ میٹر کو انگریزی گز بنا کر
عموماً یہ قاعدہ ہے کہ تعداد میٹر کو ۶۰ سے ضرب کر کے ۶۷۵ سے تقسیم کر دیتے ہیں تو گز بن جائے
ہیں مثلاً ۸۰۰ میٹر $\frac{800}{60} = 13.33$ گز کے (معلق)

ذیلی واقعات

یونان کے بے غیر معاونین
یعنے اطالین مجاہدین
یونان کی بد قسمتی سے اسے جو معاون ملے وہ اپنے سپاہیوں
سے بھی بدتر نکلتے۔ اطالین مجاہدین نے تواری، مد کی جرنالیوں
کو دتا العفر اوش ہونگی۔ ترک جس شہر یا قصبہ میں داخل ہوئے فوراً شہر کی بوتلوں کو توڑ کر
شراب لٹکا دیتے تاکہ کوئی مسلمان شہطان کے اعوانے اور کچھ منہ نہ لگا بیٹھے ان کے
بر خلاف اطالین مجاہدین جب کسی شہر میں جاتے تو اونکا پہلا کام شراب بھری ہوتا۔ شراب
اور اس لئے ڈنگ فدا کرنے۔ عورتوں کی عصمت بگاڑنے ناخت، تالاج کرنے مین اور ہونوچ سے
کوئی کسبائی اٹھانہ رکھی اور لڑائی کے وقت پاؤں سر پر رکھ کر فوجی ہو جاتے۔
ان جب کسی مفر نہ رہ جاتا اور بے قابو ہو جاتے جیسا ڈومو کو مین ہوا تو پھر کچھ خوں لٹکا
کر دیتے۔ ہلکے جنگ پر یونانچوں نے ان بد بختوں کے حصہ کثیر کو جبراً جان و نچھٹا

آٹلی کو واپس بھیج دیا۔ جب انکی کسی جماعت کو چلے جانے کے لئے کہا گیا وہ فوراً برسرِ قفس ہو گئی اور جب تک سرکاری فوجوں کی گولیوں سے تقریباً اوس بقدر ہلاک اور زخمی نہ ہوئے بچنے کے نہ رکوں کے ہاتھ سے ہوسے تھے ہتھیار رکھنے اور جہازوں پر بیٹھنے کا نام نہ لیا جو وقت یہ لوگ لڑائی سے فارغ ہوتے تو یونانیوں میں مغویانہ خیالات پھیلانے رہتے۔ انکا افسر علی شہور گیری بالڈی (آزادہ کئندہ آٹلی) کا بیٹا اور نائب کمانڈر اطالین پالیمینٹ کا نمبر ڈی فیڈائیس تھا۔ ان لوگوں کی شرارت سے تنگ آکر جب آخر الذکر کو ایم پیلی وزیر اعظم نے اپنے دفتر میں بلایا اس سے درخواست کی کہ اب آپ مجاہدین سمیت آٹلی کو تشریف لے جائیں اس نے جواب دیا کہ میں اپنے اعلیٰ ہسر کے حکم کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ جب وزیر نے مصر کیا تو مجاہدین نے تیرے ساتھ شہر سے اور وزیر موصوف کی بخوبی مرست کرنے کو تیار تھے کہ پولیس نے اطالین مجاہد گردن سے اکڑا اور وہ میان آزادی کو اطالین جنگی جہاز پر سوار کر کے یونان کی اونسے فلاحی کرائی والٹیرین سے سلوک گورنمنٹ یونان نے اعلان دیا کہ والنٹیر اور بیقاعدہ فوج سے اسلحوں لے لئے جائیں۔ باقاعدہ سپاہ کے کمانڈروں کے ماتم تاکید کی احکام صادر ہوئے کہ انکو دیہات اور شہروں کے بوٹے سے بازار کھین اگر بے قاعدہ سپاہی ہتھیار دینے سے انکار کریں تو جبر عمل میں لایا جاوے۔

ایتھنز میں کثیر المقداد والنٹیرین کی موجودگی سے سخت خوف کھایا جاتا تھا۔ فوجی پولیس کی جو جماعت آرٹا بھی گئی تھی وہیں طلب لی گئی۔ بہت سے اطالین والنٹیرین انارکسٹ تھے گورنمنٹ نے انکو ایتھنز آنے سے روک دیا۔ آرٹا سے زور و اثر نیہجے گئے جہاں ادسے ہتھیار بیکر حکم دیا گیا کہ اونکو جہاز میں چڑھا کر حسبِ مہار جس آٹلی کے بندرگاہ کی طرف جانا چاہیں وہاں اونکو اتار دیا جائے۔ ان والنٹیرین

نے یہ احکام منکر سرکشی کی اور باشندوں سے لڑے جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مین
مقتول اور چھ زخمی ہوئے۔ اونچو دو یونانی جنگی جہازوں کی حفاظت سے بڑی
بھی بایا گیا۔ جمعہ کو امریکہ سے پانچھو والنٹیر ہونے پر ایٹھن میں بجائے جوش و
خروش کے ایک عالم تحریک اہوا۔ یہ دستہ فوراً کہ لہریہ اور تھر پاولی کی یونانی سپاہ
کے ساتھ شامل ہو گیا۔ فرنیچ والنٹیر گزشتہ ہفتہ مختلف مقامات کو ایٹھن سے
روانہ ہوئے۔ کرنل منوس جبکہ گورنمنٹ نے وہیں بلایا تھا جب مقام اگر ہیمین پہنچا
نو لوگوں نے اسکے آنے پر بہت بڑی ناراضی ظاہر کی۔ ایک گروہ بڑے غصہ
غضب میں اسکے پیچھے ہولیا جو اسکو جلا کر کھتا تھا کہ اسکو قتل کر ڈالو۔ خوش نصیبی
ایک انگریز نے پر جوش مجمع سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس وقت تمہارا طریق عمل اصول انصاف
کے برخلاف ہے۔ اور ایک پادری نے نامید کی۔ اس طرح کرنل منوس کی جان بچ گئی۔

۲۳ مئی کو اخیر گروہ یونانی فوج کا کریٹ سے یونان کو واپس روانہ ہوا۔

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا ہسپتال معائنہ فرمانا

۲۳ مئی ۱۸۹۷ء

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم ۲۳ مئی کو اپنے مجروح سپاہیوں کے دیکھنے کے لئے محل یلدرم
کے ہسپتال میں تشریف لے گئے۔ حضور صبح کے کمرے میں داخل ہوئے پر تمام
سپاہی کھڑے ہو گئے مگر ایک سپاہی جو بہت ہی کمزور تھا فرش پر گر پڑا۔ جب اسے
اٹھا کر کچھ کھانڈا دیا گیا تو خلیفہ اہلبیت نے اس کے قریب جا کر ارشاد فرمایا۔ تیری
سب سے بڑی تنہائی؟ مجروح سپاہی نے جواب دیا ”خلیفہ اہلبیت کی درازی عمر
اور فتح و نصرت“۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد کیا یہ تو مانی ہوئی بات ہے کچھ اپنے لئے مانگو۔
اس پر سپاہی نے اپنے زخمی ہاتھ اٹھا کر فی المنور عرض کیا۔ ”یہ ہاتھ اسلام کی شان قائم

رہنے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ اے میرے بادشاہ! میری التجا ہے کہ جو ملک اس طرح چل گیا ہے وہ تیرے پاشا واپس نہ دینے پائیں۔ ” اسکی خالص حب قومی اور حب اسلامی دیکھ کر امیر المومنین کا روئے مبارک زرد ہو گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈھب آئے۔

سلاطین کا اتفاق

۲۲۔ مئی کے تار کے بموجب سلاطین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ٹرکی کو اطلاع دین کہ قسطنطنیہ کا دیا جانا غیر ممکن ہے گو یہ بات ممکن ہے کہ جنگی کاموں کی عمدگی کی غرض سے سرحد ترسیم کیا ہو اور ٹرکی جو مصارف جنگ چاہتا ہے اس میں تخفیف کرے۔ اور سلاطین کہتے ہیں کہ یونان کے اختیارات فسخ نہیں کئے جاسکتے گو ممکن ہے کہ ان میں کچھ تخفیف کی جائے۔

مجموعی یادداشت پر جرمن کا اعتراض اور سلطان کا شکریہ

۲۵۔ مئی۔ جرمن نے ٹرکی کے پاس مجموعی یادداشت بھیجے پرا عرض کیا تاوقتیکہ یونان سلاطین کی تجاویز کو منظور کرے۔ سلطان نے شاہنشاہ ولیم کو ایک تاجرتی بھیجی۔ اس کے مشورہ کا شکر ادا کیا اور بیان کیا کہ میں اس سے کراہتا ہوں کہ اس سے خارجہ کے ٹرکی کیونکر فائدہ کے استحقاق کو تسلیم کر سکتا ہے۔

۲۶۔ مئی سلاطین نے قسطنطنیہ سے ایک مجموعی یادداشت مع دیگر تجاویز کے گورنر ٹرکی کے روبرو پیش کی جنگی تاجرتی سبب کے روز بھیجی گئی تھی۔ جس پر جرمن نے تجویز کیا تھا کہ یادداشت پیش کیا ہو تاوقتیکہ یونان تجاویز سلاطین کو منظور کرے۔

وزیر اعظم ٹرکی کی استقامت

خواہ تھی کہ خلیفہ پاشا صدر اعظم نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اتناں کیا کہ دولہا

ٹرکی کے مخالف ہیں جو ٹرکی کو نیست و نابود کرنے کے لئے سازشیں کر رہے ہیں۔
 حضور ممدوح مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں یورپ کے مطالبات کو کامیابی کے ساتھ
 مسترد فرما چکے ہیں اس طرح تہسلی کے بارے میں اونچی خواہشوں کی پرواہ نہ کر کے مستقل
 تصرف کیا جاوے کہتے ہیں کہ آخر میں وزیر موصوف نے بصورت نامنطوری درخواست
 استعفا منظور فرمائے جانے کی استدعا کی۔

(نوٹ) شاہ یونان کے خیالات دربار جنگ

مشرقی ٹیکلون پولیس نے جنگا تعلق اخبار پر سنجل سے ہی اس گفتگو کا حال لکھا ہے جو شاہ یونان سے ہوئی
 جس میں چند امور نہایت دلچسپ اور پر اثر ہیں۔ شاہ جارج نے فرانسیسی نرنگار کو یقین دلایا کہ مجھ کو آخر
 ساعت تک مصاحبت آمیز فیصلہ کی آرزو تھی۔ ہر محبت نے یہ بھی بیان کیا کہ بے مشبہ مجھ کو عام راسے کی
 بدھ نظر باز مالیت سے کا حقہ رافقت تھی لیکن عاجزانہ کارروائی یا تحریک ضروری جو لوگ ہم پر اثر ڈالنا چاہتے
 ہیں یہ وہ اشخاص نہیں ہیں جو امور سلطنت کے ذمہ دار اور مجاہد ہیں۔

ملک کا فرض مجھ پر یہ ہے کہ لڑائی سے بچنے کے لئے بہرہ ور کوشش کروں۔ میں ان شخصوں میں نہیں ہوں جو
 توں طبعی کی وجہ سے لڑائی میں لیتے ہیں۔ میں نے بڑے صبر و قناعت کے ساتھ اس بات کی امید میں
 انتظار کیا کہ دول دور اپنی غلطی صحت کر سکے۔ میں نے فوجوں اور بیڑوں جہازات کے اس مقام پر
 متعین کرنے میں ایک دن بھی ضائع نہیں کیا جہاں سے وہ اپنی خاطر خواہ کارروائی کر سکیں۔ ہم کو اس
 نازک حالت پر سخت حیرت ہوئی جس کا پہلے سے کوئی ہم و گمان بھی نہ تھا۔ ہمارے بہترین غنیمت کو کبھی
 ایسے موزوں حالات اور اسباب کے جمع ہونے کا خیال بھی نہ ہوگا۔ مجھے اطمینان ملی ہے کہ آئندہ ہم کو
 اتفاق کے ذریعے سے قوت ملے گی اور ہمارا صبر تمام دنیا کی راسے کی ہمدردی حاصل کرے گا۔ اگرچہ
 سلطین غلام تبار سے خلاف میں لیکن ہر شخص ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہے اور ہم اس بات پر جلد رونا
 کریں۔ یہاں ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ یورپ کے اخباروں میں اب تک عداوت اور دشمنی پائی
 جاتی ہے اور اصرار کے ساتھ اونچی خواہش ہے کہ یونان پر الزام لگائیں۔ شاہ نے کہا کہ ان کے غنیمت

ٹرکی کا جواب

طاقتوں کے متفقہ نوٹ کے جواب میں ۲۸ مئی ۱۹۱۷ء کو ابوالی کی طرف سے وصول ہو گیا
اس میں شرائط صلح کی بابت کوئی بحث نہیں کی گئی صرف اس قدر لکھا کہ اب چونکہ التواے جنگ
کی رسمیں ادا ہو چکی ہیں تو پھر جلد بازی کی پسندان ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے سلطان
سفیرانِ عدل سے اس معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ آخر اس جواب میں یہ بھی
خواہش ظاہر کی گئی کہ صلح نامہ پر فرسالا میں دستخط کئے جائیں۔

کوئی اثر نہ پڑا۔ چند یونان کے وسائل نہایت ہی محدود ہیں لیکن یونانی قوم صرف اونیٹین شخصوں پر محدود
کر سکتی ہے جنہوں نے واقعات اور حالات کو رد کردہ دیکھا ہے اور جو ہمارے ساتھ بغیر کسی شرطی فدا کی کے۔ بناؤں کو
راستبازی سے آمادہ ہیں انہوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ ہم اس لڑائی کے جواہدہ ہیں۔
کہا جیسے چہر چھا لگی؟ ایک کے مقابلہ میں سات کی مخالفت قابلِ غور ہے۔ ہمارا بازی ہمارے اعتبار میں
کوئی فرق نہیں آتا۔ کیا ہنسنے لڑائی کے چہرے کی طرف سے اپنی فوج جبرہ کر بیٹھیں اور تاری جہان ہمارا
فرمان ہٹا کر اپنے ان ہائیوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جبکہ ترک ہلاک کر رہے تھے۔ درحالیہ یورپ سلطان سے
صلح کی گفتگو کر رہا تھا اور کیا یہ بات سرحد ہنس پر بھی جہان ہمسے آہٹ روز فیض ترکوں نے بھی محفوظ فوج
طلب کی تھی مجھ کو معلوم ہے کہ سرحد کچھ عداوتیں گزر رہے تھے۔ لیکن کیا ان چند بلوائیوں کی نفرت حرکتِ اعلان
کے لئے کافی دوائی وجہ قرار دی جاسکتی ہے۔ اول فرض یہ تھا کہ ان کو سرحد سے اترنے کی اجازت نہ دی جاتی۔

شاہ نے مشاہدہ کو نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکوں کی باقاعدہ فوج نے انارکس
تیار کر چکا تھا) مندرجہ ذیل غناک حالات بیان کئے۔ انہوں نے کہا اس حقیقت یہ کہ ہر کہہ
یہ وجہ حمایت ہوا اور راست راست یہ کہ ہر کہہ ہر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہم ٹرکی
سے جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ جبرہ کر بیٹھ کے سب سے ہم تن تفرقہ نہیں ہوا بلکہ اور سارے زمین میں جو بعد کو
کہیں گے۔ غرض کہ تمام بدل عطا ہمارے خلاف ہیں اور چند قومیں تو کہیں کہیں جاری مخالفت کر رہی ہیں۔
آپ کہیں گے کہ یہ کیوں تو میں اکی تو صبح کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بہر حال اگر وہ جنگ کے لئے چہنچہ
اور لڑائی سے غرض کیا تو یہ یورپ میں اتفاق کا نقص ہے۔

یونان کا عذر اٹلاتاں

۲۸۔ مئی کو یونان نے طاقتوں کے نام ایک مراسلہ لکھا بدین مضمون کہ سرحد یونان میں کوئی تغیر ہونا چاہیئے (جیسا کہ حاققین بجائے تھسلی دینے کے ملک یونان میں ٹرکی کی حدود کچھ بڑا دینا اور سرحد کو سیدھی کرنی چاہتے ہیں۔) کیونکہ اس صورت میں یونان کو اپنے ملک کی حفاظت کے لئے از سر نو جدید قلعے بنانے پڑیں گے اور اوپر تازہ زیریابی کا پسار ٹوٹ پڑے گا۔

مشکلات کرنٹ کی فاس بوش پر شاہ خارج نے کہا۔ ”مجھے اب تک کوئی دول یورپ کا حال معلوم نہیں ہوا قومی قانون کے مطابق محاصرہ قائم نہیں رہتا یورپ میں جو میں اس مضمون پر قیام کرنے کی وجہ سے دولت عثمانیہ کے اصول استبدادی کو شکست کر رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس کی مدد پر ہیں۔ اور ہمارے مقابلہ کو ہتھیار اور ہتھیار ہیں۔ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر طے ہو جائے تو پہلے ہم مداخلت کی طرف عداوت کا ایک فعل ہو جائے گی۔ بعضی سے اس ایک حالت نے ہم کو سکھا دیا کہ قومی قانون ایک بیکار نہیں ہے۔ علی ہذا ہر جھڑپ نے دفعتاً لڑائی کے پہلے برہنہ مشرع گفتگو کی۔ انہوں نے کہا یورپ کو بہت جلد یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہم کو لڑائی میں دیکھ کر سے کوئی مسئلہ ملک اور قید کا قیام نہ رہیگا۔ تم بہت جلد دیکھو گے کہ ہمارا بڑا جہازات ایک بہت ہی بڑی مار دہانی کے۔ سے طلب کیا گیا ہے۔ کیا تعلق اور اپریس می ملک جنگی کارروائیوں محدود رہیگی۔ ہم اپنے ہیں کہ ہم اپنے پر ہوس کر سکتے ہیں لیکن ہم اور ہتھیاروں سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ہم کو..... میں ہم میں کافی بہت موجود ہے اور ہم اپنے حقوق کا تحفظ بخوبی کر سکتے ہیں ہمارا یہ خیال ہے کہ جو تمام دنیا کے مقابلہ میں تنہا نہیں ہیں انکے کہ فرانس بھی ہے بالکل علیحدہ ہر تم کہتے ہو کہ یورپ قبل اس طوفان کے نمودار ہونے کے جیسا کہ ابھی ہے ہٹا لیا لیکن مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ ایک طولانی اور خونریز جنگ کے لئے نہایت بھرا ہے اگرچہ بد قسمتی سے بہت دیر ہو گئی ہے لیکن ہم کو آئندہ انصاف پر یقین رکھنا چاہیئے کریمٹ کے معاملہ میں حق اور انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور اس کی گوشمالی شروع ہو گئی ہے۔

اس مراسلہ میں یونان نے یہ بھی لکھا کہ ہم صرف بہت تھوڑا زرا تاوان دے سکتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ تاوان جنگ بھی دیا جائے اور قرض خواہوں کو بھی بھگتانا چاہیے۔ اس کے علاوہ یونان کو آسٹین بھی عذر ہے کہ یونانی رعایا سے ٹرکی کے حقوق میں کسی قسم کی تخفیف کی جاوے۔

جواب الجواب منجانب سفیران

بالعالی کے نوٹ مذکورہ بالا کے جواب میں، سوئیٹس کو سفیران جواب دے لکھا کہ ہمیں التو اسے جنگ کے ختم ہونے میں کوئی عذر نہیں دیا سوئیٹس کے مطابق ہم انھیں زمین کارروائی کرونگو لیکن اسے ساتھ ہی ہماری اسے یہ کہ شرط صلح پر بحث فی الفور شروع ہو جانی چاہیے۔

۳۔ سوئیٹس۔ تسلطیہ۔ ایک سلطان فرماں جاری ہوا جس میں مہلت جنگ بند کردہ فوراً ۴۔ سوئیٹس سے قرار دی گئی با این شرط کہ پھر یہ زیادہ کجاوے اگر لگتا ہو صلح ختم نہ ہو۔

رعایتی حقوق یونان

کبھی چولیش یعنی رعایتی حقوق یونان کی موقوفی کی شرط دفعات شرائط مصالحت میں اور پر لکھی جا چکی ہو۔ اور اس کا مطلب اور حقوق کی تشریح معلوم کرنا لازمی ہے چنانچہ رعایتی حقوق کا ذکر و پراچھا ہے۔ وہ بعض اُن مراعات کا نام ہے جنکو یکے بعد دیگرے تمام فرمانروائیان سلطنت عثمانیہ ان بیرونی سلطنتوں کے باشندوں کے باب میں ملحوظ رکھتے آئے جنہوں نے ترکوں کی علامہاری میں سکونت اختیار کی ہو۔ یہ رعایتیں قرن اوسط سے اب تک چلی آتی ہیں اور ابتدائیں مثل اس کے مغلوں نے انکسٹس ستاہن کے حق میں عطا کی تھیں۔ یہ پھل تجارتی رعایتیں تھیں بعد امتداد ایام و زوال سلطنت عثمانیہ نہستان کی طرح ترکی میں بھی وہ عہد نامجات کی براہ گران قدر ہو گئیں اور ٹرکی سے زبردستی بمعائنہ ان دوسری سلطنتوں کے حفاظت ٹرکی یا دوسری باتوں کے جو اونچی بابت دعویٰ کر لیں فوٹ یعنی تھیں حاصل کچھ نہ لگیں۔ ان رعایتی حقوق کے بموجب جو مراعات ملحوظ تھیں

جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ برلن ٹیکس سے علاوہ محصول کسٹم کے زائد جو بیرونی اشخاص غیر منقولہ جائیداد رکھتے ہوں تو ٹیکس ادا نہیں کرتے (ٹرکی میں رہنے والے ان کی وطنی سکونت کے حق کا ضائع نہ ہونا۔ اور کل مدالتوں کے اعتبار سماعت سے اونکا بری رہنا۔ یہ آخری رعایت البتہ استثنیات اور حدود کی پابندی اور اسکی تفصیل بہت طول طلب اور پیچیدہ ہے پس اس قدر کہنا کافی ہے کہ اجنبی اشخاص کے حق میں اس رعایت کے ہونے سے ہمیشہ طرح طرح کے جھگڑے بالخصوص مصر میں جہاں اونکی وجہ سے سلامتی عدالتیں مفر کرنا پڑیں پیدا ہو کر تے ہیں اور قبل اسکے بڑا مختلف ملکوں کے مابین اونکی وجہ سے پیچیدگیاں واقع ہوئیں فی الحال جو سلطنتیں یہ رعایتی حقوق رکھتی ہیں اور کس نام میں ہیں۔ یعنی یورپ میں فرانس۔ اطالیہ۔ انگلستان۔ جرمنی۔ آسٹریلیا۔ روس۔ ہالینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ بلجیم۔ ہنگری۔ اور یونان۔ اور نئی دنیا میں ممالک متحدہ امریکا و برازیل۔

رعایتی حقوق یونان پر سرفروڈ ملز کی تحریر

رعایتی حقوق یونان کے تاریخی حالات کے بارے میں بہت کچھ اختلاف رائے ہے۔ اسموئیل پر سرفروڈ ملز کی تحریر کا حوالہ مناسب ہے۔ سرفروڈ ملز اپنی تاریخ مصر میں لکھتے ہیں کہ ابتدا میں جو رعایتی حقوق ادا کئے گئے وہ اصل میں معاملات کی حیثیت نہیں بلکہ زیادہ تر معاملات کی حیثیت سے دئے گئے تھے۔ اس زمانہ کے سلاطین ٹرکی نے تو مغرب کی میسائی سلطنتوں کو اس قابل سمجھتے تھے کہ انکے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا جاتا اور اونکا خاص شمار یہ تھا کہ جو رعایتیں وہ مانگتے انکے معاوضے میں اسی طرح کی رعایتیں دوسری سلطنتوں میں انکے ساتھ کیجا میں۔ جن زبردست خود مختار فرمانرواؤں نے ابتدائی رعایتی حقوق عطا کئے تھے وہ اس خیال پر مکرر لگتے کہ جو رعایتیں وہ دیتے ہیں

حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں وہ کیفیت انکے جانشین کی کمزوری اور سخت پریشانی کا باعث ہو جائیں گی۔

دنیا کی سب سے بہاری سلطنت کا معدودہ سے چند بیرونی ملک کے تاجروں کو اپنے شاہانہ اختیار کی کوئی جزو اپنی خوشی اور مرضی سے دیدینا اور ہی بات ہے۔ (ان تاجروں کی وطنی گورنٹین بہت ہی دور دراز مقامات پر واقع تھیں۔ اور ان ایام میں بلقابلہ ترکی کے بالکل ہی ضعیف تھیں۔ اور اس وجہ سے ذرا بھی گمان نہ تھا کہ جو حقوق انہیں دئے گئے تھے انکی تعمیل ایسی سخت پابندی کے ساتھ ہوا ہی جاوے گی) اور یہ بالکل دوسرا امر ہے کہ وہی سلطنت ضعیف اور زوال پذیر ہو گئی۔ اور اب اُسکو بیشمار لٹاکو (ان اجنبی باشندوں کا سامنا کرنا پڑا جو ایسے حقوق سے مسلح ہیں۔

سلطان المعظم کی نسبت اخبار کرانیکل کی رائے
کرانیکل نے جو اکثر موقعوں پر ترکوں اور ان کے سلطان کے ساتھ اظہارِ تعصب کرنا رہا ہے ۱۸۷۹ء میں شائع کردہ پرچہ میں یوں آرنیکل لکھا۔ "یہ مشہور ہے کہ سلطان نرعی پر مائل ہے مگر عجمی وہ اس سے بہت کچھ زائد طلب کر گیا جو دینِ عظام کا ارادہ ہو۔ اسکی مادت میں داخل ہے کہ وہ جس چیز پر اڑیٹھے اسے آسانی سے نہیں چھوڑتا۔ سارے پویشن یہ لگا کرتے ہیں کہ امویہ دن میں جب وہ کوئی اسے قائم کرتا ہے تو پھر اس سے ہٹنا ہرگز برسرِ ناک اس نے تمام یورپ کی سلطنتوں کو انجلیوں پر بیٹھا عالمائے سب کے سب یہ کہتے رہے کہ اوکی ذات بلکہ سلطنت تک ایک ان میں نیست و نابود ہو سکتی ہے مگر آج اسکی وہ حالت نہیں جو آندون میں تھی وہ اسوقت ایک ایسی فتح کا شریک ہے جس نے نمایان فتح حاصل کی ہیں بلکہ سچ پوچھو تو وہ آج ایک قوم کا سردار ہے جس میں ایک نئی روح پیدا ہوئی گئی ہے اور جس نے نئی زندگی پائی ہے۔ اسلام جو سامون اور

فلسطینہ کے کشت خون اور قتل غارت کے بوہست ہو گیا تھا آج اس کے دم سے قومی ہو گیا بلکہ اس کے وجود پر فخر کرتے ہیں۔ یورپ میں بھی اب اس کو بہت بڑی وقعت حاصل ہو گئی ہے اور کثرت سے طر فدار ہو گئے ہیں۔ بڑے بڑے زبردست بادشاہ اس کے جنبہ داروں میں ہیں آج کی حالت کا پچھلے ماہ کی حالت سے مقابل کیا جاوے تو کتنا فرق ہے۔ اس وقت اس سے اپنے تحت و تابع بلکہ مملکت کے کڑے کڑے ہو جانے کا اندیشہ تھا اور آج وہ دن ہے کہ یورپ اس پر حاکمانہ کارروائی نہ کرے۔ اور یہ وقت میں جبکہ سکا اسکا یورپ کے دونوں میں بیٹھ گیا ہے اس کے منہ سے اس کلمہ کا نکلنا کہ ہم نرمی پر امن بڑی سرت اور خوشی کے ساتھ سنا جا رہا ہے۔

واقعات بعد از جنگ

۱۔ یکم جون۔ اکثر باغیوں کے سرغنہ کرپٹ کی خود مختاری اس شرط پر قبول کرنا چاہتے تھے کہ ترکی فوجیں دمان سے نکل جاویں۔

۲۔ جون۔ بالیالی نے سفیران دول عظام کو اطلاع دی کہ تا نصفہ شرائط صلح التوا و جنگ منظور ہو۔ بالیالی نے کل فعل عظام کو دعوت دی کہ کل سے مصالحت کی بابت گفتگو شروع کر دیں۔

۳۔ جون۔ فرانس نے کرپٹ کی خود مختاری کے بارہ میں ایک تجویز پیش کی جس میں تجویز دیا گیا کہ مالدک غیر کی پولیس بھرتی کیا جاوے اور سلطنت باغیہ کے اعتبار پر قرضہ واسطے اخراج کیے لیا جاوے۔ روس اور انگریزوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔

۴۔ جون ۱۹۱۵ء کرپٹ کے لوگوں نے ہاتھی نامی سفیران نامی کے صوبہ کی گونیز قائم کی۔

۵۔ جون ۱۹۱۵ء امین سفیران ملک غیر اور توفیق پاشا کے گفتگو شروع ہوئی۔ یہ بات قرار دی گئی ہے کہ ایم لیبوف دربارہ ترمیم ترکی یونی سرحد کے اور ایم کلین دربارہ

اختیارات یونانیوں کے اور سر تسلیم کر کے دوبارہ ادا سے مصارف جنگ کے ایک ایک یادداشت
طیاً کر لیں۔

۵۔ جون۔ مختلف علامات کی موجودگی سے ثابت ہونے لگا کہ ٹرکی تیار کر رہا ہے
کہ قسطنطنیہ میں بہت مدت کے لئے قبضہ کرے۔ گورنر جن اور اسکول ماسٹر مقرر ہوئے ہیں۔ اور
ٹرکی سے لوگوں کے حرم بھی داخل ہونے لگے۔

۵۔ جون۔ شہزادہ آج مقام پیرامین جو طبعاً سفیروں اور توفیق پاشا کا جمع ہونا کا دوبارہ
شرائط صلح ٹرکی و یونان کے بحث کیجا۔ اوس میں قایم مقامان گریٹ برٹن و فرانس
اطلی نے قطعی برخلاف اس تجویز کے بیان کیا کہ قسطنطنیہ ٹرکی میں شریک کیجا ہے۔
۶۔ جون۔ شہزادہ۔ گورنر ٹرکی نے جو یادداشت سفیروں کو پیش کی اوس میں ٹرکی جو
کہتی ہے کہ قسطنطنیہ کو بعد اپنے ملک میں شریک کرے۔ کیونکہ جن شرائط سے وہ غلام
یونان کو دیا گیا تھا اور کا عملہ رآمد نہیں کیا گیا۔ گورنر ٹرکی پر اپنی خواہش ظاہر کرتی ہے
کہ یونان کو جو اختیارات دیئے گئے تھے وہ خارج کئے جاویں کیونکہ یونان نے انکا خراب
بڑاؤ کیا اور دوبارہ مصارف جنگ کے یادداشت میں بیان ہے کہ فاتح اپنا نقصان بڑا
کرے گا مستحق ہے۔

۷۔ جون۔ شہزادہ۔ پندرہ یونانی و التشریٹ کو اس غرض سے واپس آئے تھے کہ ٹرکی
لوگوں کو تعجب دیکر آدھ بنگ کرن لیکن جہاز سے اترنے وقت گرفتار کر لئے گئے۔

۹۔ جون۔ اس خبر سے ایجنٹز میں سخت تشویش پھیلی کہ سفیران متعینہ قسطنطنیہ میں
صرف تشریف لے کر کہ کس ہمارے فیصلہ ہونا چاہیے اور ٹرکی اور یونان کو اس بات پر مجبور کیا
کہ وہ خود اپنا فیصلہ کر لیں۔

۱۰۔ جون۔ سفارتہ متعینہ قسطنطنیہ نے جن کیفیتیں ان خبر پر کارون کی مقرر کی ہیں

انہی میں تا کر گفتگو سے سود حاصل اور مصارف جنگ اور یونان کے کامیابیات کے بارے میں جان کریں۔

۱۰۔ جون۔ گورنمنٹ ٹرکی نے اُن الزامات سے انکار کیا جو اُس فیما بین ابدوست میں لگائے گئے تھے جو سلامین کے پاس بھیجی گئی تھی کہ غسلی اور اپریس میں ترکوں نے سخت جو روظلم کیا ہے۔

۱۰۔ جون۔ اخبار ڈیلی پنوز کے نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے تحریر کیا کہ توفیق پاشا نے سفیرانِ دولہ و پ کو اطلاع دی کہ ایسے ملک یا علاقہ کا وہاں دینا جو خون کے ذریعے فتح کیا گیا ہو مذہبِ اسلام کے خلاف ہو۔ اسی ذریعہ سے یہ بھی بیان کیا گیا کہ سفیر جرمن نے اس بارہ میں توفیق پاشا کی تائید کی۔

۱۱۔ جون۔ ٹرکی نے غسلی میں بھیڑی ہوئی فراہی گیس کا حکم دیا اور فرسالا میں ایک ترک گورنر مقرر کیا۔

۲۸۔ جون۔ قسطنطنیہ میں سفیروں نے جو ایک فیائنشل کمیشن مقرر کی تھی اس نے ایک رپورٹ تیار کی کہ یونان کے اخراجات جنگ کے لئے چالیس لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ ۵۔ جولائی۔ ایمر ڈیلمانیس سابق وزیرِ اعظم یونان نے ایجنٹنر میں برٹش وزیر سے کہا کہ یونان کی مالی حالت کی نگرانی کسی دوسری دولت کو تفویض نہ کیا جائے گی جیسا کہ دولہ و پ کا خیال ہے۔ ۶۔ جولائی۔ یونانی سرحد کے متعلق وزیرِ اعظم ٹرکی نے طاقتوں کے متفقہ نوٹ پر دستخط کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ غسلی میں سے ایک انچہ زمین یونان کو واپس دینا چاہیے گی۔

وزیرِ اعظم نے سلطان کو اطلاع دی کہ میں ہرگز مجوزہ کاغذ نہ دستخط نہ کروں گا۔ ایک جرمن لارڈ نے کہا کہ بڑی یونان نے اس کے منوانے کے لئے دستخط

کی طرح قسطنطنیہ پر روسی فوج کے جمع ہونے کی ضرورت ہو۔

روس نے ایک تیشی چٹھی طاقتوں کو بھیجی کہ فیصلہ کا جلدی فیصلہ کر لیں۔

۸۔ جولائی۔ ترکی نے بھی ایک اسٹیلین مسدود یونانی سرحد کی نسبت اپنی عذرات خوب فصاحت سے بیان کئے کچھ عرصہ کے لئے ترکی کے خلاف ساری طاقتیں متفق ہو گئیں۔ سفیر آسٹریا نے توفیق پاشا کو لکھا کہ سرحد فسل کی بابت اگر باغالی گفتگو کے لئے کوئی دن سمین نفرمے گا تو سفیران یورپ اپنی اپنی طاقتوں کو کچھ دینے کے بسبب تعین بطور خود کارروائی کریں۔

سفیران یورپ نے ایک متفقہ یادداشت باغالی میں پیش کی کہ سرحد کے معاملہ میں خیر کرنا شہنشاہ آسٹریا نے تہلی کے معاملہ میں سلطان کے مرسلے کے جواب میں لکھا کہ باغالی اگر طاقتوں کا کہنا مان لیکتا تو اسکا فائدہ ہو۔

شہنشاہ جرمنی نے بھی سلطان کو یہی جواب دیدیا کہ افسوس ہے ساری طاقتوں کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتا۔

۱۰۔ جولائی۔ پریسبیڈنٹ فارورڈ دوسرے سلاطین یورپ نے بھی سلطان المعظم کو جواب

یہ دیا کہ شرائط صلح میں ہمنے جولے دی ہو وہ آپ کو قبول کر لینا بہت مناسب نظر آتا ہے

۱۲۔ جولائی۔ توفیق پاشا نے سفراءِ دول یورپ کو اطلاع دی کہ یونانی سرحد کا مقدمہ

طے ہونے کی بابت شنبہ کے دن ہم کچھ کہیں گے۔

۱۳۔ جولائی۔ جواد پاشا جو سابق من وزیر اعظم دولت عثمانیہ تھے کریٹ میں فوجی سپلائی تیار

۱۴۔ جولائی۔ سفراءِ دول یورپ شنبہ کے روز مجوزہ اخراجات جنگ اور یونانیوں کے

لئے مالک ترک میں رعایتی حقوق منسوخ کرنے کے لئے چند تہا ویز پیش کیں۔

۱۵۔ جولائی۔ بموجب خبر نامہ نگار ٹائمز۔ سلطان نے ذکی پاشا اور سعد الدین پاشا کو

سج کے طے کرنے کی غرض سے توفیق پاشا کے ساتھ فوجی ڈبل گیسٹ مقرر کیا لیکن سفیر نے توفیق پاشا کے ساتھ اور کسی کا ہونا ناپسند کیا اور اس لئے ایک ہفتہ کے لئے جلسہ ملتوی رہا۔

۲۰ و ۲۲ جولائی - سفیرون نے جو نقشہ الحاق سرحد کا بنا کر توفیق پاشا کو پیش کیا تھا وہ سلطان نے نامنظور فرمایا اور اس لئے سفیرون سے گزیر کر اب یہ فیصلہ وزراء دروین جا پڑا مگر ۲۲ کو اسکے خلاف سلطانی احکام کئے جانے کا شہرہ ہوا یعنی ترمیم سرحد ترکی کیفیدر تبدیل شرائط کے ساتھ ابغالی نے منظور کر لی۔ خرچہ جنگ کا تخمینہ سفیر حرن کے سپرد کیا گیا۔

(نوٹ) استغاثہ سلطان جواب شہنشاہ آسٹریا
۸ جولائی کو سفیر دولت کو روپے موافق ہدایت اپنی بی بی کو منٹون کے سرحد تہلی کے قائم کرنے کی نسبت بشکرا مطالبہ سابق توفیق پاشا کے پاس ایک متفقہ یادداشت روانہ کی جس کا مضمون حسب تذکرہ اخبار آسٹریا ڈیپٹریٹ تھا۔

”ہم سفیر سے دول جسکے دستخط ذیل میں ثبت ہوئے ہیں عالی جناب زیر صیفہ خارجہ دولت عثمانیہ کی خدمت میں عرض پرداز ہیں کہ چونکہ ابغالی کی طرف سے ترمیم سرحد تہلی کے متعلق ہنوز کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے لہذا ہمارے متفقہ بیان ذیل پر کھانڈ کرنا ضروری ہے۔ مجوزہ سرحد باغرض جنگی نوعی آہا چون سنے جو تجویز کی جا رہی ہے اور اب عالی میں پیش کی ہے۔ دول غلام یوید ہی تجویز کو منظور کرتے ہیں اور اسی بنا پر دول اتفاق کر لیا ہے کہ دولت عثمانیہ کو یقین دلایا جائے کہ ہنوز مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان فراموشوں کا استدلال کر دین جسکے سبب سے صلح میں تاخیر ہوئی ہے جو مفید افراض یورپ ہے۔“

ذکورہ بالا یادداشت متفقہ کے وصول ہونے کے بعد سلطان اعظم نے سلاطین یورپ کے پاس سفنداً تجویز دیا بلا واسطہ۔ یاد کیا اور اس میں جدید سرحد سلامبریا پر معارفہ کیا۔ سلاطین یورپ نے فرانس کی طرف سے جو جواب آئے وہ بالکل ایک سے ہیں۔ سلطان کو یہ صلح دی کہ تجویز میں کردہ سلاطین کو تسلیم کر لیا جائے۔ فرانسس جوزف آسٹریا نے سلطان اعظم کے ایک نام مستند پر جواب دیا وہ حسب ذیل ہے۔ ”چونکہ غرض اور وفادارانہ اتحاد مجھ کو حضرت غلام سے حاصل ہے“

۲۸۔ جولائی۔ منجانب یونان خرمہ جنگ کی بابت روس نے تجاویز جرمن سے اختلاف کیا اس لئے سفیر جرمن نے اپنی گورنمنٹ کو اس بارہ میں تحریر بھیجی۔

۲۹۔ جولائی۔ جرمن کی رائے ہے کہ اگر سلاطین یونانی مالی حالت کی نگرانی اور اخراجات جنگ کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں تو ترکی فوج قسطنطنیہ سے قدم نہ اٹھائیگی۔

۳۰۔ جولائی۔ جنگ کے متعلق سفار نے ایک تجویز کی جس کو جرمن نے پسند کیا لہذا اصفیہ کی اسید تازہ ہوئی۔

چارلین پونڈ (۱۶ کروڑ روپہ) جو فینانشل کمیشن نے تجویز کیا اس کے لینے سے بالیالی نے قطعی انکار کر دیا اس لئے کہ خرمہ اس سے کمین زیادہ ہوا ہے۔

۳۱۔ اگست۔ سفیرین نے صلح نامہ کے ابتدائی شرائط قلم بند کئے لیکن توفیق پاشا نے ایسی ترمیمیں تجویز کیں جو باعث اختلاف سلاطین تھیں۔

۱۔ اگست۔ گورنمنٹ یونان نے ایک یادداشت سلاطین کی خدمت میں روانہ ہوئی جس میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ ترکی کو خرمہ جنگ لینے کے لئے کوئی شخص اس کو عہد

اور جس کے سبب سے حضرت اعلیٰ موجودہ حالت میں مجھے جائز استثناء فرماتے ہیں اسی کی رو سے یہ لافز ہے کہ میں اپنی ذاتی بہتری اور نیربویک کے شرائط پیر کردہ کے بنیاد پر آپ یونان کے ساتھ صلح کر لینے کی تمیز کی تاچین کی کمیشن کے ذریعہ سے جو سرحد تجویز پائی ہے وہ مطابق اسی اصول کے ہے جو باغراض جنگی مطلوب ہے۔ اور جبکہ حضرت اعلیٰ نے مسادی احوال میں تسلیم فرمایا ہے اور یہی سرحد ترمیمی ہے جو بشمول دوسری شرائط صلح کے منتہاے گذشت ہے۔ جبکہ دولہ شفقہ یورپ بطور اصفانہ کے معین کر رہی ہیں اور جبکی بنا پر یہ امر ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یورپ میں امن و امان کی حالت قائم رہنے کی ہی ایک مضبوط ضمانت ہے لہذا سیری بھی اسد ماکہ کہ حضرت اعلیٰ امر میں صلح نیکو توجہ عاجلہ مبذول فرمائیں گے۔ اس موقع پر میں تجویز اس خاص دوستی اور اعلیٰ احترام کا اظہار کرتا ہوں جو مجھ کو آپ کی نسبت حاصل ہے۔

میں نے یہاں تک لکھا کہ اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی

قرض دے اور اس قرضہ کی ذمہ دار ایک ایسی کمیشن ہو جس میں قرضہ اہوں کی طرف سے
اراکین مقرر کئے جائیں جس سے دوسرے سلاطین کو یونان کی مالی حالت کے نگران رہنے
کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

۱۰۔ اگست۔ گورنمنٹ یونان کی اس تجویز سے قرض دینے والوں کو تشفی حاصل نہیں ہوئی
اس لئے گورنمنٹ یونان کو قرض لینے میں کامیابی کی امید نہیں اور تعمیل کا ملک اور وقت
تک خالی نہ کیا جائیگا جب تک کہ یونان کی مالی حالت زیر نگرانی سلاطین یورپ نہ ہو۔

۱۱۔ اگست۔ ٹائمز کے نامہ نگار نے ابھٹنر یا تخت یونان سے اطلاع دی کہ خدیجہ جنگ

یونان سے نہ وصول ہونے کی وجہ سے دولت عثمانیہ نے صاف جواب دیدیا ہے کہ ہماری
فوج ملک شملی خالی نہیں کر سکتی۔ اگر دس لاکھ فوڈ کی پہلی قسط دیدی جاوے تو ترکی افواج
شملی سے نکلنا شروع کر دے گی۔ گورنمنٹ یونان نے سلاطین یورپ کو جواب دیا ہے کہ اگر وہ
باہر کے قرضہ داروں سے اشتیاق کرنے کے لئے اسکو اجازت دیں تو وہ خود قرضہ نکال کر
جنگ ادا کر سکتا ہے اور اگر وہ اپنی خواہش ہے کہ یونان کی مالی حالت اس کے زیر نگرانی رہے
وہ اس امر میں مجبور ہے۔

جواد پاشا کی تقرری بے عمدہ گورنری کرٹ

جواد پاشا سلاطین وزیر اعظم کی تقرری سے یورپ نے رضامندی ظاہر نہ کی۔ اخبارات
نے لکھا کہ خوف ہے کہ ”کرٹ میں ایسی موجودگی سے برا اثر پڑے گا۔“ پاشا موصوف
روانگی سے پہلے استنامہ علیہ میں حاضر ہو کر باریابی سے مشرف ہوئے تو اعلیٰ حضرت
اسطرح ارشاد فرمایا۔ ”مابدولت تمپرائن خدات جلدیہ کے صلہ میں جو مابدولت اور خود
اپنی سلطنت کے لئے ترقی انجام دے ہیں کامل طور سے بھروسہ کرتے ہیں۔ چونکہ تمام
مسلمانوں کی نظر میں محبوب اور عیسائیوں کے نزدیک معزز شخص ہے اور یورپ بھی نہیں اعتماد

کر یا جو لہذا مابعد ولت اقبال تم کو کریت کی فہمی سپہ سالاری سے عزت بخشتے ہیں۔
 جواد پاشا کے رخصت ہو جانے کے بعد سلطان فرمان صادر ہوا کہ شاکر پاشا برادر جواد پاشا کو بجائے
 دارالامانہ لیدر کے ایک محبہ مقرر ہوں اور جواد پاشا کے داماد ظفر بے کو عثمانی تہمت سے سزا دے
 کیا جاوے۔ ایک بیان کے موجب اہل کریت نے جواد پاشا کی گورنری پسند کی اور بالعالی
 اس پسند کی کی بابت تازہ ہوا۔ ترکی سرکاری طبوں میں جواد پاشا کی تقرری اس بناء
 پر معمولی لگی تھی تاکہ گورنمنٹ عثمانیہ اور سلاطین یورپ کے امیر بحود میں استقامت قائم ہو اور
 پاشا سے موصوف کو اور وپر اس لئے ترجیح دی گئی کہ وہ کریت کے حالات سے بخوبی واقف
 و ماہرین ایک انتہائی قابلیت شہور نامہ ہو۔

نیو فری پریس کے نامہ نگار سے ملاقات۔ نامہ نگار نے تقرری کے بعد ملت
 جزیرہ کی بابت اسے لی تو جواد پاشا نے کہا کہ پہلی مرتبہ جبکہ میں گورنر کریت مقرر کیا گیا تھا
 تو بمقابلہ حال کے وہ انکی حالت بہت تیر تھی تاہم عرصہ قلیل میں تھوڑی سی فوج سے امن ان
 قائم کر دیا گیا اور زیادہ فوج نیزی نمونے پائی۔ دشمنان نے کہا کہ وہ جزیرہ میں پہنچتے
 ہی متحدہ دہل کی امیر حجاز کو ان مذمتی تدبیر کے عمل میں لانے کی جو امن قائم کرنے
 کے لئے ضروری ہیں اعلان دینے اور کہا کہ مئی ۱۹۰۵ء کے امیر البحر و مسائل قیام میں
 لئے اب تک کام میں لائے وہ بالکل ان مذاہم کے برعکس ہیں جو کہ اچلتے ہیں اور اگر
 وہی تدبیر برقی جاوے گی جو اب تک برقی حامی میں نواسکا انجام بجا اسکے کہ جزیرہ ویران ہو جائے
 اور انکی آبادی نیست و نابو ہو جائے اور کچھ نہ ہوگا۔ جواد پاشا نے جزیرہ میں پہنچنا تھا میں
 تفسیر کمین اور سلمان اور سیاہیوں کے باہم استقامت دیکھانے کی کوشش کی اور معصوم
 مساجد میں غلامی کا انتظام کیا۔

۳۳۔ محنت۔ لارڈ سائبرجی نے ایک تجویز سلاطین عظام کو پیش کی کہ فرمان

کو اجازت دیجاوے کہ وہ اخراجات جنگ کا روپیہ دولت عثمانیہ کو کسی سے قرض نہ لے کر
 ادا کرے اور تمام سلاطین کی نگرانی اور قدر محفل یونان پر تہنی چاہو جس سے قرض
 روپیہ کا سود ادا ہو سکے۔ ۲۴۔ اگست۔ لارڈ ڈسلسبی نے تسلی کو خالی کرنے اور اخراجات
 جنگ ادا کرنے کے لئے جو تجویز پیش کی سلاطین عظام نے اس کو پسند کیا اور یونانی گورنمنٹ
 سے دریافت کیا کہ اس قرض کو ادا کرنے کے لئے کس قدر محصول سے وہ دست بردار ہو سکے گا
 اس۔ اگست۔ بجواب اس سوال کے گورنمنٹ یونان نے سلاطین کو اطلاع دی کہ خرچہ جنگ کے
 بلا قاطا ادائیگی میں یونان محاصل ٹھیک سے سالانہ ایک کروڑ دس لاکھ دو سو پینے
 کے لئے موجود ہے۔ ۲۵۔ ستمبر۔ باب عالی نے سفرے دول کے نام ایک مراسلہ کو ذریعہ
 اطلاع دی کہ عہد ملائیت کریٹ پر ایک عثمانی شخص کا تقرر ہوگا اور ترکی کفن جزیرہ میں قائم
 رہے گی مغیرون نے اختتام صلح نامہ تک اس کا جواب دینا ملتوی رکھا۔ ۱۶۔ ستمبر سلاطین
 یونان کی درخواست قبول کی کہ اس کے تجارتی تعلقات ترکی سے از سر نو قائم کرادے جائیں۔
 ۱۷۔ ستمبر گورنر کریٹ نے بجانب بالیالی مجوزہ مشتملہ کہ عدالت قائم کئے جانے پر اصرار فرمایا
 جس سے سلطان العظمہ کے شاہی حقوق میں نقص ہو نہ کیا احتمال تھا۔ نیز متحدہ یورپین پورس کے
 تقرر کی تردید کی۔ ۱۸۔ ستمبر بالآخر تصفیہ ہو گیا۔ سفرے دول قسطنطنیہ نے بالآخر
 حذر نامہ صلح مابین یونان کے سودہ میں بھی شرائط کو قطع طوری پر داخل کر لیا۔
 دفعات مصالحت میں رجبہ صلح نامہ مجوزہ دول یورپ

و باب عالی

بخار فرنگیہ زرتشتیہ کے ایک نہایت مہتمم اور باخبر نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے ابتدائی
 مجوزہ دول یورپ بالیالی کی تفصیل اس طرح لکھی۔ "چونکہ طاقتوں نے یونان کے فوائد
 و اغراض اپنے ہاتھ میں لئے ہیں اور ترکی نے طاقتوں کی باطلت اس بارہ میں منظور کی کہ

ذیل کی گیارہ دفعات سفیرانِ دول یورپ کے بحالی کے مشورے سے تیار کی ہیں۔

(۱) جدیدی سرحدِ روم و یونان کے نقشِ مسئلہ کے مطابق ہوگی اور اس کے مطابق جدیدی کارروائی ابتدائی عہد نامہ پر دستخط ہونے کے ۱۴ روز بعد شروع ہوگی اور ترکی اور یونان اور دولِ بوسپے و کلار اسکو سرحدِ مجامعہ دینے کے اور اخرا لہ کر اعبودت پیش آنے کسی تنازعہ کے ناثانی کرینگے۔

(۲) یونان ترکی کو چاہیں کہ پونڈ آوان جنگ دیکھا دولِ یورپ اس فرض سے تباہیر اختیار کرتے ہیں کہ پرانے فرسخا ہون کے استحقاق اور انکی تاوان جنگ سے کوئی نقصان پہونچے اور اس واسطے وہ محض سلطنت کوئے اور پرانے فرض ادا کئے جانے کے واسطے اپنے اہتمام اور نگرانی میں لیں گے۔

(۳) جو حقوق اور فائدہ یونان کو آغاز جنگ سے پہلے ترکی میں حاصل تھے وہ بدستور رہیں گے۔

(۴) ابتدائی شرائط پر دستخط ہو جانے کے کماز کم ۴۴ روز بعد یونان کے خاص قاصد قسطنطنیہ آویگئے اور آخری عہد نامہ پر دستخط کریگئے۔ انہیں قیدِ یونکا تبادلہ ہمیشہ کے واسطے صلح و امن کے بے حد بحری تجارت اور جہازات کی آمد و رفت اور ان لوگوں کو ہر جانوں کا دیا جانے ہوگا جنگی اہلک کو جنگ سے نقصان پہونچاؤ۔

(۵) مزید برآں انہیں تین دین یہ بھی ہوگی۔ (۱) تعلقاتِ بین الاقوام (روم و یونان) کا اہلکار اور اس کے ضابطہ۔ (۲) قطع طور پر یونانی سفیر متعینہ اور ترکی سیاست کے تعلقات کا فیصلہ۔ (۳) تصفیہ متعلق ان جرائم کے جو ایک فریق کی سلطنت میں سرزد ہوں اور مرکب دوسرے فریق کی اہلکاری میں بھاگ کر پناہ گزین ہو۔

(۶) ابتدائی شرائط پر دستخط ہو جانے کے بعد روم و یونان میں لڑائی کی حالت باہل معصوم سمجھی جائیگی نہ کہ فوجین و لڑنے والے مسلحہ ایک بہت آجنگی۔ اور ترکی کے مفید مطلب موقع جنگ کن عدد چوکیوں پر متصرف ہوگی جب تک کہ یونان کل تاوان جنگ نہ ادا کر دے۔

(۷) ابتدائی شرائط پر دستخط ہونے کے بعد دونوں ممالک میں بدستور سابق تعلقات

از سر نو تازہ ہو جائینگے۔ دونوں سلطنتوں کی رعایا ایک دوسرے کے ملک میں پوری آزادی کے ساتھ اپنے کاروبار انجام دے سکے گی۔

(۸) یونان کے سفیر اور باشندے سلطنت عثمانیہ میں اپنے اپنے کاروبار شروع کر دینگے۔

(۹) مقدمات جو جنگ چھڑ جانے کے باعث ملتوی ہو گئے تھے طریقہ سابق کے مطابق عدالتوں

میں پیش ہو کر طے پائینگے اور نئے مقدمات قانون میں الا قوام اور نیز معاہدہ دوم یونان قرار یافتہ ۷۷ فروری ۱۸۷۷ء کے مطابق فیصلہ ہونگے۔

(۱۰) ترکی کو حق حاصل رہے گا کہ وہ یورپ کے سامنے اس سلطان فرمان کی ترسیم کی تجویز پیش کرے جو ۹ مئی ۱۸۷۷ء کے معاہدہ پر مبنی ہے۔

(۱۱) آخری مصالحت کے امور میں یورپ ثالث سمجھی جائے گی مذکورہ بالا شرط کے واسطے ضروری ہے کہ ان کے منظور کئے جانے کے بعد آٹھ روز کے اندر اندر حضرت سلطان العظیم کو منظور فرامتن۔

۱۸ ستمبر مقام پیرا میں صلحنامہ دوم یونان پر دستخط ہو گئے۔ ۲۰ ستمبر ایم رالی وزیر یونان

نے صلحنامہ کے لحاظ سے سلاطین کے رویہ کو یونان کے حق میں نہایت سخت اور ظالمانہ

بیان کیا اور یونانی اخبارات نہایت بغض و غضب کے ساتھ شرائط صلح پر اعتراض کر کے انکی تسخیر

کے طالب ہوئے۔ ۲۱ ستمبر (سلاطین کی طرف سے مبارکبادیں) بہت سے یورپ

فرائض وادوں نے سلطان العظیم کو سر انجام صلح پر مبارکبادوں کے تار روانہ کئے۔ شاہ بلجیئم نے

بھی ترکی سپاہ کے تازہ فتوحات پر سلطان کو مبارکباد دی اور نیز یونان کی ملایہ محبت نے سفیر

ترکی کو اسی بارہ جن خوشن لہ سے مبارکباد دی۔ ۲۳ ستمبر حضور سلطان العظیم سے ابتدائی

صلحنامہ کی تصدیق کر دی گئی اسی روز اسلامی علماء نے غیر معمولی اجلاس منعقد کر کے تجویز کیا

کہ تمام دنیا کے اسلامی سرگروہوں کو تحفیں صلحنامہ اور فتح یونان کی خوشخبری بھیجی جائے۔

۲۴ ستمبر ایتھنز میں سخت جوش پیدا ہوا تھا حتیٰ کہ عوام کے ایک جم غفیر نے ان کے وقت

جمع ہو کر صلیبی سرہ کا مسودہ جلا ڈالا۔ ۲۷۔ ستمبر شرائط کی نسبت جو جوش پیدا ہوا تھا وہ فرو ہوئے لگا۔ زبردست کا ٹھنکا سر پر۔ گو شرائط کیسی ہی سخت ہوں مگر انے بغیر چاہے تھا یکم اکتوبر وزیر اعظم لوئیس کا استعفا۔ وزیر اعظم لوئیس نے مجلس کے سامنے ابتدائی شرائط معاہدہ صلح پیش کرنے وقت نہایت زبردست الفاظ میں اس پر اظہار ناپسندی اور ناراضی کیا۔ مگر یہی کہا کہ میں طاقتوں کی مرضی منظور کرنے اور آخری مصالحت سر انجام دینے کو تیار ہوں۔ وزیر اعظم نے بیان کیا کہ جو کچھ کیا ہی جرس نے یونان کے خلاف کیا ہے۔ اسکے بعد انہوں نے مجلس سے ہمیش کی کہ گورنمنٹ پر اظہار اعتماد کا ووٹ پاس کیا جاوے ۲۸ مئی اور ۲۹ مخالف تھے۔ ۳۰ دیکھانے کوئی رے نہیں ہی چاہی اس وقت پر پوس بورلی مستغنی ہو گئے۔ ۲۔ اکتوبر نئی مجلس وزارت قائم ہوئی۔ ایم ایسین اسکے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ کرنیل اسمولنکی وزیر اعظم اور ایم اسٹریٹ وزیر مال مقرر ہوئے۔

ابتدائی شرائط صلح پر لیوانٹ پیرلڈ کی رائے

اجنا بروفون نے لکھا کہ ابتدائی شرائط پر تخطا ہو جانے سے جو مامطمانیت کا خیال پیدا ہو گیا۔ اس کی نسبت مبالغہ کرنا بہت مشکل ہے اس معاہدہ کی تکمیل اس قدر مشکل تھیں کہ اس کا خیال بھی اسے پہلے کبھی آیا تھا اور اسی لئے جن لوگوں کا اس سے تعلق تھا ان کو غایت درجہ کی مضبوط ہوشیاری اور توجہ سے کام لینا پڑا۔ انکی کوششوں میں گورنمنٹ غلطی ترکی کی مرضی سے بہت کچھ سہولت ہوئی۔ اور گورنمنٹ غلطی نے نہایت صداقت سے اس صلح پسندی اور امن کو قائم رکھا۔ حضرت سلطان العظمیٰ فیصلہ ایسی نے اس مصالحت کو منظور کر لیا جو واقعات گزشتہ کا خیال کر کے ہرگز ذوق انصاف نہیں کہلاتی جاسکتی۔ البتہ اس طریق عمل سے اعلیٰ نے ترکی فتوحات کو اور بھی دوستانہ اور منہ کر دیا ہے تازہ فتح سے جیسا کہ قدرتی دستور سلطنت عثمانیہ کو نیا دجہ بد دیدار اسکا سک دہون میں بیٹھ گیا۔ اب مصالحت کی ضرورت

سے سلطنتِ عثمانی کی بولیکیں شان اور بھی بڑھ گئی کہ اس نے ظاہر کر دیا کہ سپہی شہزادہ اور
مفسدیت کا اثر نہیں ہو گا۔ اس کے اعمال کا انتظام سخاوت آمیز شادہ دلی پر مبنی ہے جسکی
شنا و صفت سے دنیا باز نہیں رہ سکتی۔ ہر کسب و معاش کا بغیر دولت آسٹریا ہنگری نے اس کو
منابت خوبی اور مسرت کے ساتھ ابتدائی شرائط مصاحبت پر دستخط کرتے وقت اپنی تقریر میں تسلیم
کر دیا اور اسی طرز اور حسن طریق پر یوگوسینیوئیلڈ آؤف نے اسکی تائید کی۔

یہ موقع واقعی ایسا ہے کہ مبارکبادی کا طالب ہو کچھ ہوا ہے وہ ایک نہایت پچھیرہ اور
ادق مسئلہ کا حل سر انجام ہوتا ہے۔ اور اس خوفناک شکل کا دور نہوایا ایسی آسان
• شرائط سے ایک امر واقع ہو چکا کہ خود سری کے وسطے باعث

فخر و ناپس ہے۔ لہذا اس سے زائد آئندہ پر نہایت عمدہ

دستی پڑتی ہے کہ وہ درخشاں ہے اور آنا نہیں

عمدہ مین اور ساتھ ہی اسکے آئندہ کے

واسطے اعتماد اور اعتبار کو تقویت

مندی ہے

بغضہ قحالی

ٹیکس تاریخ جنگ روم و یونان

(حصہ سوم)
مولفہ قاضی محمد جمال الدین مراد آبادی

جس میں سبب اختصار وہ دیکھ چکے ہیں جو کہ گویا بہت تین
مگر بالواسطہ جنگ روم و یونان کے متعلق اور قابل اندراج تاریخ ہیں

سرٹیس الشیمید بائلیٹ ممبر پارلیمنٹ اور ایک مصری جہاز کی گرفتاری

یہ واقعات جنگ روم و یونان میں یونانی بحری طاقت کی بڑی بہائی کارروائی کے
نہ نے ہیں ایک مصری جہاز کا گرفتار کر لینا جس میں سو سے بھی کم عرب سپاہی تھے اور
غذیہ پھر کے کسی جزیرے کو جلتے تھے۔ دوسرے سرٹیس کا نظربند کر لینا جو ٹرکی کے
دوست صادق ملنے جلتے ہیں۔ اوائل مئی میں سجاالت نظربندی وہ صحابہ بیٹھے اور
ٹرکی خادمہ کے پائیں بندرگاہ اتھنٹر میں پہنچے۔ جہاز پر وزیر اعظم یونان اونٹ
لئے کواے۔ پہلی بات سرٹیس نے جواب دے کہی وہ یہ معنی کہ حتی الامکان اس کے فضیت
کرنے کا جلد نید و بست کیا جاوے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ میں اس امر کا انتظام کرنے ازماں
اس کے بعد سرٹیس کی درخواست پر اس کے اسلحہ و گیس دے گئے مگر تین تین شنگ
والی بند قین جو ادنیٰ نے آریا میں خریدی نہیں پائیں نہیں دی گئیں۔ سرٹیس نے

کہا کہ میں ترکونکا دوست ہوں لیکن یونانیوں کا دشمن بھی نہیں ہوں اور باہم مصالحت
 کر دینا چاہتا ہوں۔ وزیر اعظم نے جواب دیا کہ آپ نے ایسا کرنے میں دیر کی اور اب ہم
 پیام شروع ہو گیا ہے۔ پاریس سے ریل میں سوار ہو کر سوا گیارہ بجے انجن میں بیٹھے
 اور شاہ یونان کی ملاقات کے بعد ۵ بجے کی شب بیکر دے گئے اور جہاز کے ذریعہ
 قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے۔ انہوں نے اپنی مختصر کتاب (وار۔ ان تہلی) میں جنگ
 تہلی کے متعلق تصنیف کی ہے۔ سلطان المعظم اور اعلیٰ حضرت کے خصال کا جہدہ تذکرہ کیا
 وہ ناظرین تاریخ ہذا کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اور اس نے ہم اوسکے خلاف کو قلم انداز
 کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے قابل قدر محتاط اور معتبر اخبار کو اس امر سے بظلم
 نقل کرتے ہیں۔

سلطان المعظم کی نسبت سیر الشیخہ بائلیٹ کی تحریر

سلطان کی نسبت بہت فضول حکایات بیان کی گئی ہیں۔ سلطان ہرگز سفاک اور ظالم
 نہیں ہے اور ہرگز اوسکے ایما سے کشت و خون نہیں ہوا۔ سلطان درحقیقت بڑا قابل والی
 سلطنت ہے وہ ایک نہایت تجربہ کار مدبر ملک ہے اور ہمیشہ اور دہر ہر مالی کرنے کے لئے تیار
 سلطان کو بہت سی دقتیں پیش آئی ہیں اور سکوت ہم یورپ نے وق کیا ہے مگر آخر میں اوسکی فتح
 نصیب ہوئی ہے۔ پرنسٹ لمانا سے سلطان المعظم نہایت رحمدل ہیں انہو اپنے دوستوں
 اور اولاد سے بہت محبت ہے اور انکو ہمیشہ اپنی حریت اور سپاہ کے آرام کا بہت خیال ہے
 جن سپاہیوں کے لئے عطا ہے میں ناشی نیکو دین زخم کے لئے یا جو ہلاک ہو گئے تھے انکی
 خبر گیری سلطان نے قابل تعریف طرز پر کی ہے۔

سلطان نے علی بن قہر لیدز میں ایک ہسپتال بنایا ہے۔ اس میں ایک ہزار سے زائد نفی
 سپاہی ہیں۔ بیان کی صفائی اور اشتہام قابل تعریف ہے اور بجا بیان بہت جلد ہے

ہو جائے ہیں۔ سلطنت عثمانیہ میں ہزاروں قومیں آباد ہیں کہ جنکے مذہب اور عادات وغیرہ ایک
 دوسرے سے مختلف ہیں اور اگر حضرت جبریل مہی چاہیں تو انہیں میں فاجر نہیں کر سکتے۔
 بلکہ ہر طرف دیکھئے کہ صرف ایک آئینہ بندے کی یاد رکھا ہو یہاں تو کئی آئینہ بندے ہیں۔
 گریک (یونانی) بلگرین اور آرمینی سبکی تین اقوام ہیں ہر ایک ایک دوسرے کا دشمن ہے
 کرد۔ آذربائیجان۔ توروش۔ تسمائی۔ جہود۔ نصاریٰ۔ عیسائی۔ عربی۔ قبطی۔ وغیرہ وغیرہ۔
 ان تمام قوموں کے بطور یورپ رام کرنا نہایت دشواری۔ روس کی طرف دیکھئے کہ وہ ترکوں
 سے بدرجہا زیادہ سختی غیر مذہب اور قوم کی رحمت سے کرتا ہے اور اسکا سلوک کہیں زیادہ خشن
 ہے۔ تیسرے معنی بیان کرتا ہے کہ کس طرح کل امتیارات سلطنت سلطان اپنے اندر میں لئے
 ہوئے ہیں سلطان کا یہ خیال تھا کہ پاشا اچھی طرح حکومت نہیں کرتے۔ طبع اور ذاتی اغراض انکی
 آنکھوں پر پڑا ہوا دیتے ہیں۔ اس لئے شہنشاہ کے روی حملہ سے انہوں نے توجہ حاصل کر کے
 کل امتیارات اپنے ہاتھ میں لئے ہیں اور بطرح مناسب سمجھتے ہیں اور جبکی معرفت وہ فرین
 مصالحت تصور کرتے ہیں۔ انتظام کرتے ہیں۔ اب ترکی وہ ترکی نہیں ہے جو شہنشاہ میں تھی
 اب یہ بہت طاقتور ہے۔ اب سلطان نے مسلمانوں کے دلوں کو تسخیر کر لیا ہے۔ اب اس قسم
 انہی پہلی شجاعت پھر مائل کر لی ہے اور باوصف بہت سی محنت اور اندرونی اور بیرونی بکاؤ
 کے تمام دشمنوں کے دانت کھٹے کر دئے ہیں اور اپنا رنگ چاہا ہے۔ سلطان ہرگز دیکھیں
 جیسا کہ انگریزی اخبارات اسکو بیان کرتے ہیں وہ ہرگز جابر اور سنگدل اور سخت گیر نہیں ہے
 وہ کسی قدر میاں دہانت۔ موبلا چلا انسان ہے۔ وہ نہایت رحمدل اور عقیق ہیں اور ہر کسی کو
 آزار نہیں دیتے۔ سلطان کی ناک لیمی آکسیفہ خم شدہ ہے آنکھیں روشن اور منہ میں اوپیشانی
 بلند اور بالا ہے۔ سلطان المظلم کی محنت بہت اچھی ہے اور گزشتہ مہینوں سے خیر ثابت
 اچھی ہے۔ سلطان یورپی ممالک میں بقیہ کرتے ہیں۔ کھلاؤ کہ کٹ پٹنے میں اس کے بچے زمین

دبست کوٹ ہوتا ہے۔ ویسٹ کوٹ کے ساتھ ایک تہذہ ہوتا ہے۔

مجھے سلطان العظم نہایت مہربانی سے پیش آنے اور خیرِ مافیہ پوچھی اور کہا کہ تمہارے لڑکے کے زخم کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جناب اب وہ اچھا ہے حضور والا کے ڈاکٹر ملے بہت اچھی طرح سے زخم پر ہیم ٹی کی ہے۔ ٹرکی سرخون (رجاجون) نے اس خدمت کے عوض میں مجھے کوئی فیس نہیں لی۔ ٹرکی ڈاکٹر چاہی میں بہت رتا دین۔ سلطان نے فرمایا کہ مجھے بھی اسی طرح ایک فہ سخت صدر گاہی سے گر کر ہو چکا تھا اور فیس سٹ تک بیوش رہا تھا۔

سلطان پھر پوچھا کہ آپ سے یونانیوں نے کیا بڑا ڈکیر کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یونانی ہنسہ اگر پٹنگی میں یکن اونوں سے مجھے اچھا بڑا ڈکیر کیا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ بہتر ہوگا جو حضور سول مصارف جنگ دیکر صلح کر لیں۔

سلطان نے فرمایا کہ سلطان کریشک کے ساتھ نہایت خوفناک سختی ہوتی ہے اور اس سے ترک بہت ناراض ہیں۔ میں نے اور ذریعوں سے بھی سماتا کہ جوقت میں سو تیر لڑکے سلطان جینکے والدین یدمانی مضدین نے قتل کر دئے تھے اسنبوں میں آئے نو ہر شخص اور کو اپنا ستی بنائے کئے دوڑا۔

میں نے کہا یہ سچ ہے کہ حضور والا نے فتح کر لی ہے اور تمام دنیا میں حضور کی طاقت المشرع ہو ہے اگر حضور اسوقت فیماں کریں تو لبید ازمنابت ہوگا۔ سلطان نے کہا کہ یونان کو شہر کا خیال ہے کہ گرد پکنا چاہیے کہ ٹکی میں بھی لوگوں کے دلوں میں کیا ہے اور کو ملی سخت اشتغال رہا گیا ہے۔ میں نے کہا حضور سچ کہتے ہیں کہ فرید خوریزی اور خبہ مناسب نہیں۔ ٹکی کے یونان سے بڑھ کر ادھی طاقتور عدو ہیں۔

شہزادہ بلغیریا کا قسطنطنیہ میں وارد ہونا

۱۰۔ اگست کو پرنس ڈینینڈ والی بلغیریا دارن سے آئے ہوئے قسطنطنیہ میں اپنے شہنشاہ

کی خدمت میں شرف اندوز ہونے کے لئے آئے۔ اعلیٰ حضرت نے استقبال کے لئے
 شاہکار پاشا اور احمد علی پاشا کو مقرر کیا تھا۔ پرنس مذکور قبل ڈریس یونیفارم پہنے ہوئے اعلیٰ حضرت
 کی خدمت میں باریاب ہوئے پرنس کا لباس اسوقت بالکل ایک عثمانی مشیر کے مانند تھا اور
 اس کے سینہ پر درجہ اول کا عثمانی تمغہ چمک رہا تھا۔ پرنس کے ہمراہ موسیو اسٹوبیلوف وزیر اعظم
 بلگیریا بھی تھے۔ پرنس مذکور پر توجہات شاہانہ پوری طرح پر سنبھل ہوئیں اور اعلیٰ حضرت نے اوپر
 نہایت عنایت فرمائی۔ پرنس کو اس محل میں مقیم ہوئے جس میں شہنشاہ جرن شہنشاہ
 میں مقیم ہوئے تھے۔ ۱۰ اگست کو سرے جلیز میں اعلیٰ حضرت اور پرنس میں بہت دیر تک
 ملاقات جاری رہی اور اسی اثنا میں جبکہ ملاقات ہو رہی تھی موسیو اسٹوبیلوف اور خلیفہ
 پاشا وزیر اعظم میں جو ہی محل کے دوسرے کمرے میں غلیہ ہوتا رہا۔ ایک پر کھلف ڈنر
 اعلیٰ حضرت کی طرف سے پرنس کو واکھا جس میں وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف اور میر مجلس
 کیسی سٹ اور نیز دیگر تمام سفیرز عمدہ دار اور موسیو مارکوف سفیر بلگیریا مقیم تانہ شہر کی
 ڈنر کے پیشتر پرنس اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور اسی طرح ڈنر کے بعد میں بھی ہوئی
 دیر تک باریابی رہی۔ غرض ان تمام گرجوشوں کی جو اعلیٰ حضرت کی طرف عمل میں آئیں
 اور اس عمدہ استقبال کی جو پرنس سے داخل ملاقات میں عمل میں آئی پرنس نے نہایت شکرگزار
 کی سے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں چٹ نفیس جو ابرار اور ایک بیش قیمت انگشتری ذرا
 اعلیٰ حضرت نے بھی موسیو اسٹوبیلوف اور کرنل ایفانوف کو درجہ اول کا عثمانی تمغہ
 ڈنیا۔ پرنس نے بھی وزیر اعظم اور سرسکر اور وزیر عدالت وغیرہ سفیرز عمدہ داروں کو مرصع
 تمغے دیے ہیں جو اعلیٰ حضرت کی طرف سے قبول کئے گئے۔

پرنس کا قسطنطنیہ میں آنافیر کسی اطلاع کے تھا اور سوچے ہوئے اخباروں نے اس
 ملاقات پر بہت لہجہ خفا و رسائی کی تھی مگر ہم اسکو طرل کے خیال سے ذکر نہیں کرتے صرف

اخبار اقدام کی اسے نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ :-
 ” یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ پرنس فرڈیننڈ جو ترکی کا باج گذارہ قسطنطنیہ
 ” میں آئے اور اپنی حکومت کے متعلق جو کچھ عرض کرنا ہو کرے۔ “

شہزادہ فرڈیننڈ کے ورود پر وزیر بلگیریا کا بیان
 شاہزادہ مذکور نہایت مدبرانہ مشناس اور معاملہ فہم شخص ہے اور اس کا وزیر اعظم ڈاکٹر شابلان
 کا بیان ہے کہ شاہزادہ نے دیکھ لیا کہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کے طفیل سلطنت
 عثمانیہ کا آفتاب نحوست ادیار کے ظلمت سے نکال کر بحر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے چنانچہ وہ
 سابقہ نقیضات کی معافی اور آئندہ کے لئے نوازشات شامل حال رہنے کی اس نے حکم کے لئے
 فوراً پایہ عرش خلافت کو چومنے کے لئے آستانہ علیہ کو دوڑایا گیا۔ شاہزادہ نے آسٹریا کو بھی
 آزمایا ہے اور روس کو بھی۔ اور انہیں سے کسی سے اس کی مراد حاصل نہیں ہوئی۔ اس سے
 اب یقین ہو گیا ہے کہ میرا اور میرے ملک کا اسی میں بھلا ہے کہ اپنے شہنشاہ کی بارگاہ
 میں قرب حاصل کروں۔ بلگیریا کو مغربی تہذیب کا رنگینے کی بجائے شرقی تہذیب سے
 منور کروں اور خود ایک یورپین مذاق اور خیالات کا شہزادہ بننے کی بجائے شرقی ناسطیت
 بننا اپنا مقصد ٹھہراؤں۔ یہ وہ پالیسی ہے جو شہزادہ کو قسطنطنیہ لے گئی جہاں اس نے کل
 قیامت کے دوران میں باجگزار حیثیت سے سجاوڑ لکھا اس طرح سے اس نے عثمانی قوم
 کو اپنا ہوا خواہ بنالیا ہے۔ اور سلطان المعظم سے یہ وعدہ حاصل کر لیا ہے کہ مفد دیکھ
 متعلق بلگیریا کی خواہشوں کو پورا کیا جائیگا۔“

ڈاکٹر شابلان وزیر بلگیریا دعویٰ سے کہتا ہے کہ شاہزادہ فرڈیننڈ سلطان المعظم کا وفادار
 باجگزار ہونے کی وجہ سے روسیتیا یا سربیا سے جنگ ہونے کی صورت میں فخریہ بیگیا
 ترکی عظیم الشان اور گنہگار تعداد فوج رکھتی ہے اور جنگ کے وقت بلگیریا اس میں ایک لاکھ
 ہزار اور شامل کرے گی۔ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے بلگیریا اس کے ساتھ ہے۔

ذیل نہیں ہوگا شاہزادہ فردینند یورپ کے ۲۰ برس سرباز خانہ کرنے کی بجائے اپنے
آقائے نعمت سلطان المعظم کے دست مبارک پر دوسرے کو ترجیح دیتا ہے۔

وزیر کی رائے پر پادشہ کا رجا

وزیر موصوف کی اس تقریر پر پادشہ کا نامہ نگار کمال حیرت کے ساتھ اپنی طرف سے ایذا
کرتا ہے کہ ”فی الواقع قوموں کی زندگی بھی افراد کی طرح زمانہ کی نیکیوں سے خالی نہیں
بیس برس ہوئے روس بلگریا کے میدانوں کو بھارے سے ترکی جوئے سے آزاد کرنے کے
اپنے اپنے وطن کے خون سے سیلاب کر رہا تھا۔ آج اسی ملک شہزادہ مجاہد کے
قدوم پر گر کر اس کے ہاتھوں کو چوم رہا ہے اور اپنے آپ کو ترکی باجگذار پکارنے پر مجبور
کرتا ہے اور ادھر دوسری طرف عہد نامہ برلن کے (جس کے نام دستخط کنندگان باستان
معدود چند اس وقت ترکی کے جانی دشمن تھے) اکثر دستخط کنندگان سلطان کی مدد سرائی میں
مصرف ہیں۔

سلطان المعظم کی نسبت پرنس مبارک کی رائے

پرنس مبارک کے اخبار نے لکھا کہ خلافت ”سلطان روم کی ذات میں بہت بڑی طاقت
اور یونین دیرین و سفار کو آگاہ رہنا چاہیے کہ اب انکو ایسی ترکی سے سابقہ نہیں جسکی
مکڑی کی روایتیں شہرہ ور ہو رہی ہیں۔“

عطیات سلطانی پر سپہ سالاران ترک

جن سپہ سالاران عسکر عثمانیہ نے جنگ حال میں اپنی وفاداری اور جادری کا اظہار کیا
اس کے صلہ میں شمشیر اے افغانی جبلی اودھم اٹھا و جہل ہڑے اودھم اٹھا پاشا۔ قیصر
پاشا۔ محمدی پاشا۔ حق پاشا۔ محمود پاشا۔ محمد پاشا۔ رشیدی پاشا۔ عثمان پاشا۔
ابراہیم پاشا و برٹیک جہل حید پاشا۔ و رضا پاشا کو تحفہ میں عطا کی گئیں۔

تہوار کے ایک طرف عبارت ذیل منقش کی گئی جسکا اردو میں یہ ترجمہ ہے۔
 ”بنام خدا سے رحیم ہمد قوم عثمانیہ کی نظر میں شمشیر ایک برائے نشان فتح و نصرت کا ہوگا جسکو
 اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ان فتوحات شکستہ کے اظہار تکریم اور نمایان وفاداری
 کے اعتراف میں عطا فرمایا جو یونان کے مقابلہ میں بوقت جنگ ظہور میں آئے۔ یہ ان لوگوں
 کی سندوں میں ایک موردی ترکہ جو جنگیہ عطا ہوئی۔“ اور بقول اقوام ترکی ایک
 طرف یہ کندہ ہے۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا بعنايت
 اللہ تعالیٰ ہذا السیف حدیۃ خلیفۃ الاعظم الی حضرت فلان.....
 اس میں غازی احمد پاشا سپہ سالار افواج منقش کی شمشیر اعزازی کی قیمت پانچ سو روپہ تخمینہ لگائی ہے۔
 ورنہ شہداء کو سلوک۔ سلطان المعظم نے علاوہ عطیات کے محارب یونان کے
 شہداء کی جائدادوں اور املاک کو جو ادنیٰ اولاد بیوگان یا ورنہ کے نام منتقل ہوں داخل
 خارج اور دیگر سب قسم کے صرف محصولات سے بری کر دیے۔
 سپاہ پروری۔ سلطان المعظم کے حسب المحکم ان تمام ترکی سپاہیوں میں سے ہر ایک کو
 جو محاربہ روم یونان میں زخمی ہو کر آئندہ کے لئے فوجی خدمات کے لئے ناقابل ہو گئے ہیں
 ۲۸۹ پیاستر (۱۰ روپہ) ۱۱ ہوا تخواہ ملا کر سے گی۔

زخمیوں کی صحت یابی پر مجلس سلطانی کا انعقاد

اور عطاے العیالات

شفافانہ یلدرم سر کے زخمیوں کی شفایاب ہو جانے پر اعلیٰ حضرت نے چاہا کہ ایک مجلس
 ان لوگوں کو منصف عطا کرنے کے لئے قرار دیکر اسے۔ چنانچہ ۲۱۔ اگست کو بڑی ہی
 شان و شوکت سے جلسہ مذکور منعقد ہوا۔ جس میں خود اعلیٰ حضرت سلطان المعظم بنفس
 شریک تھے۔ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے تشریف لاسے ہی فوجوں کا

ریوی ہوا اور موجودہ شکر اعلیٰ حضرت کے سنانے سے گذرا۔ اس کے بعد مجلس میں سرخ
حریر کا بنا ہوا علم جو نئی تختہ یون کی یادگار بنایا گیا ہے اور جس پر لا الہ الا اللہ
سوسنے کے کار جو بی حرفین منقش کیا گیا ہے۔ لایا گیا۔ تمام امراءے دولت اور
وزیر جنگ اور دیگر عمدہ داران دولت علم مبارک کی جلوین موجود تھے۔ یہ علم تمام
دوسرے علموں کے آگے تھا۔ بلکہ خاص سلطان مجتہد کے بھی آگے اگر جہاں سلطان
تشریف فرما نہ رکھا گیا۔ اس کے بعد تحمین بے ایڈیکاگ اعلیٰ حضرت آگے بڑھے اور اعلیٰ
حضرت کی طرف سے اس پر بڑھی۔

مساکر و اولادی الاعزاء

کان املنا المحافظة علی الصلح والسلام وعدم سفک الدماء لکن الیونان
ابوا لا المجاوز علی بلادنا فنقضوا العهد فكان فریقین علینا حفظاً حقوقنا و
ان لا ندعهم یطول ارضنا فاعقدنا علی اللہ وشرنا فی الحرب فاحمدوا اللہ
مآنه الف مرثیٰ لقد کننا نحن النصاریین وما ذلک الا لبعون اللہ بضایته واملاؤ
روحانیۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فما اعظم ممنونیتی مما ابرز فی صاکی
فی هذه المحاربة من الفیض والجسارۃ وما اکبر افتخاری واخص بالذکر ما ابدو
من المحركات الحسنة فی المحلات التي دخلوها من طغریب فقد استحسنها الناس
جمعین وانی ممنون مسعود من ذلک ایضاً۔ وقد امرت باعمال مالدیۃ
تکون تذکاراً فیما للنفرا یات التي ثلثناها فی حرب الیونان هذه وانی اعطی
یکل منکم واحد هذه المالدیۃ تحت هذه العلم للزین بکلمۃ اللہ لقد یلحق
استقامتکم وهدا اقلکم وشجاعتکم

عربی کا ترجمہ بیان درج ہوتا ہے

ترجمہ۔ اسے میرے بچہ اور اسے میرے عزیز بہادر و میرے مقصد امن قائم رکھنا اور خوشنمیزی سے اجتناب کرنا تھا لیکن یونانیوں نے ایک ماہ ایسی ملی جیسی اس ارادے کے مخالف تھی۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک پر حملہ کرنے کا قصد کیا اور وہ تمام عہد و بیان جو اب تک قائم تھے توڑ ڈالے پس ہم کو بھی مجبوراً اپنے حقوق کی حمایت اور اپنے ملک کی حفاظت کرنی ضرور تھی۔ اور ہم نے بھی مقابلہ کیا۔ خداے پاک کی توفیق اور ہمارے اوسپر اعتماد کرنے کی وجہ سے ہم کو بھی فتح ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی شفاعت کی برکت سے ہم نے یونانیوں کو کامل طور سے شکست دیدی۔

بن اپنی اس خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو مجھ کو تمہاری اس شجاعت اور بہادری اور خصوصاً تمہاری اس نیک روش سے جو تم نے اس میں کی جس میں تم فلاح بنکر دہل ہوئے تھے حاصل ہوئی ہے۔ تمہارے اس سلوک نے تمام دنیا کو متعجب اور متحیر کر دیا، اور میں اس سے نہایت مسرور ہوں اور آئندہ بھی ہمیشہ اسکی یاد سے نہایت ہی شادان رہوں گا بہت سے مخصوص نفع ان فہمیدوں کی یادگار میں جو اس لڑائی میں حاصل ہوئے ہیں بنائے گئے ہیں اور میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک نعمت تمہاری استغاثت اور بہادری امداد کی شہادت کے طور پر دیتا ہوں۔“

اس پیچ کے پڑے جانے کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اوٹھے جس میں خلیفہ اعظم کی طول حیات سستی و دمانی ہو گئی اور ختم مالک کے بعد اعلیٰ حضرت کے روبرو نئے اور فی سہمی درود پڑھتے خاص سے دئے گئے۔ الغلات تقسیم ہونے کے بعد پھر امیر المؤمنین کے لئے بعد از اولیٰ دمانائی گئی۔ اور فیج سرسبتہ آداب سجالائی ہوئی حضور اللہ کے سامنے سے گذر کر بارگاہ کو رخصت ہو گئے۔

یونان کے حمایتی

جنگ روم یونان میں ۲۴۸۳ء - اطالین ۱۸۷ فرینچ ۶۷ - اسٹریٹ ۱۱۰ - روسی - سوڈی
ایک باشندہ تاروے (بروز) یونان کی حمایت میں والنٹیر نیکر آئے تھے انکے علاوہ
ممالک غرے یونانی قوم کے لوگ تفصیل ذیل اپنی ملک کی مدد کو گئے۔

قسطظنیہ - رومیلیا - مجمع الجزائر اور قبرص سے ۳۵۸۲ - مشرقی رومیلیا سے ۱۷۰۰
صوبہ ایپارس سے ۵۴۱ - امریکہ سے ۷۰۵ - اڈریہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے
۸۰۳ - رومیلیا سے ۱۳۷۳ - کوہ قاف سے ۶۹۷ - ملک فرانس سے ۱۲۱ -
آسٹریا سے ۳۱ - انگلستان سے ۱۳۱ - آئی سے ۷۵ - جرمنی سے ۱۲ - سوئزرلینڈ سے ۴ -
بلجیم سے ۲ - اور کلکتہ سے - پانچ۔

شہنشاہ جرمن کا تاشکریر

سپر سالار ادم پاشا کو شہنشاہ جرمن نے بذریعہ تاشکریر ادا کیا کہ وقت جنگ نہایت
استقلال اور جو لڑی سے نمایاں بہادری کے جوہر دکھائے اور فتح لاریہ بر دیان
انتظام میں نہایت اعلیٰ درجہ کی کوشش فرما کر انصاف اور عدالت کا سکھایا۔ اس حسن
انتظام سے مابعد دولت نہایت خوش ہیں اور حسین آفرین فرماتے ہیں۔

آبنائے ڈارڈنیلز کی قلعہ بندی

آبنائے مذکور کے قلعہ حمید یہ پر نارڈن فلٹ اور دیگر ساخت کی قلعہ شکن توپیں ۱۰-۱۱-۱۲
اور ۱۴ انچہ قطر کی نال رکھنے والی نصب کی گئی ہیں۔ ۲۰ - ستمبر کو ایک خاص کمیشن کے
ساتھ جس میں شیر آصف پاشا اور سلطانی و ممبرنگ کمیشن اعلیٰ و انسپکٹر قلعہ جات
آبنائے جبل منظر بے کمانڈر ڈارڈنیلز - عبدالرحمن پاشا - امیر البحرین رومی پاشا سپہ
افواج بحری اور کئی دیگر اعلیٰ عہدہ دار شامل تھے آزمائش کی گئی۔ جاندار می کا برج قلعہ حمید

کے بالمقابل قلعہ کلب النجری پہاڑی کے ڈھلوان پر تھا۔ نوحی ایسے شاق نکلے کہ ایک گولہ بھی خط انگیا۔ ۲۱۔ کو اسی کمیشن کے روپر و قلعہ حمیدہ کی نئی توپوں کی آزمائش کی گئی۔ یہ کرب قسم کی مین اور ۸۔ ۱۰۔ و ۱۰۔ ۱۰۔ اچھے قطر کی نال رکھتی مین یعنی انین اسقدر قطر کے گولے پڑتے ہیں۔ پہلے ساکن و سکون اشیاء پر اور پھر متحرک اشیاء گولہ باری کی گئی۔ پھیلی قسم کی مشق ایک آہنی پرانے جہاز پر کی گئی۔ پہلے درگولے خالی گئے اور پھر تیسرے ٹھیک زور پر بٹیا اور جہاز غرق ہو گیا۔ ان آزمائشوں سے پہلے حسن بومی پاشا اور جنرل منظر پاشا نے علیج میکا کے تمام کارآمد ناکوں اور جزائر بینی ڈوس اور امبروس کے سواہل کا معائنہ کر کے آصف پاشا کی معرفت گورنمنٹ کو رپورٹ ارسال کی تھی۔ ان قلعوں کے بعد قوم قلعہ سید البحر۔ ارغانیہ اور ارطول کے قلعوں کی توپوں کی آزمائش ہوئی جہاز نوحی توپوں کی مشق اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں شروع ہو گئی۔

وجود ناراضی شہنشاہ جرمن

شہنشاہ جرمن کی یونان سے ناراضی کے دو وجوہات بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یونان نے جرمنی سے قرضہ لیکر واپس نہیں دیا اور دوسرے کے راستے ہی پر نہیں آتا اور دوسرا یہ مشورہ کہ شہنشاہ کی بہن نے جو واعدہ یونان کی میگیمین انجی مرضی کے خلاف کر رکھا ہے اس کا منہب اختیار کیا۔ لیکن اس کے سوا دوسرا اور بھی غایم کئے جاتے ہیں۔ شہنشاہ کی سلطان العظمیٰ کے ساتھ دوستی جس میں زلزلہ نہیں آسکتا اور انگریزی سلطنت کے ساتھ حسد جو کبھی کی بجائے فتنی پکڑا ہے۔ جرمنی اپنے دو پرانے اور ایک نئے دشمن یعنی روس۔ فرانس اور انگلستان کے مقابلہ میں ضرورت کے وقت صرف ترکی کی امداد پر اعتماد کر سکتا ہے اور وہ کبھی سلطان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ تمام گزشتہ سالوں میں شہنشاہ کے اس مفولے کو سچا دکھانے کی محی طور پر امد نہایت سگری سے کوشش کی

گئی جو کہ ترک سپاہی اگر جرمنی آفسٹن سے تعلیم پائیں اور وہ ان کے ہمراہ ہوں تو
مقام دنیا کو فتح کر لینے کو کافی ہیں اور اب کچھ اس مقدار کی صداقت بھی ظاہر ہو گئی۔

عثمانیہ بینک

عثمانیہ بینک نے (جو ایک عیسائی بینک ہے) مسیحی ان بینک میں اپنے خراج سے عثمانیہ
موجودین کے لئے جو فوجی ہسپتال قائم کیا تھا اس کے کل مریض جو تعداد میں ۱۵۰ تھے
اور پچاس مجروح لارسیہ کے دیگر فوجی ہسپتالوں کے بینک کے خراج سے بندر دو دوسے
ہزار روپے سوار ہو کر ۱۱ جون کو قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ ڈاکٹر لادوسے ہتھم شفا خانہ اسی
دن (جو جمعہ تھا) لازم عبودیت بجالانے کے لئے اپنے اسٹاف کو ہمراہ لے کر کھوس سلاطین
کے موقع پر راستہ میں صفت بند کھڑے ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے پر اعینفت
امیر المؤمنین نے امین بے کی معرفت ڈاکٹر موصوف کو سلام کھلا بھیجا اور انکی خدمات کا
شکر ادا کیا۔ بینک نے ابتداء میں مجروحین کی تیمارداری کا ذمہ ادا ٹھاکر ۲۳۰۰۰ لبریل
کو سٹاف دسٹان قسطنطنیہ سے روانہ کیا۔ جو یکم کو لارسیہ پہنچ گیا اور جو ہسپتال اور
سپر و کیا گیا اس میں فوراً کام شروع کر دیا گیا۔ اس ہسپتال میں مجروحین کی تعداد تدریجاً
اڑھائی سو تک پہنچ گئی اور بینک نے کوئی عذر نہ کیا۔ اسکے علاوہ بینک مذکور نے
ایک سبکبر فوجی ہسپتال بھی قائم کیا جو ڈونوکوس اور فرسالا کی لڑائی میں بہت کارآمد
ثابت ہوا۔ سبکبر ہسپتال کا یہ کام ہوتا ہے کہ عین لڑائی کے موقع پر مجروحین کو گولیوں
اور گولوں کی بوجھ میں اپنے ملازمین کی معرفت میدان جنگ سے ادا ہو کر ہسپتال
میں لائے اور وہاں ان کے زخموں کی ابتدائی مرہم چکی کر کے اونکو منتقل فوجی ہسپتال
میں باقاعدہ معالجہ کے لئے بھیج دئے۔

بینک کے فوجی ہسپتال میں بمقام لارسیہ کل ۶۶ مجروحین اور ۱۳۰ مریضوں کا

علاج کیا گیا جس میں ۱۳ فوت ہوئے۔ فرسالا کے سبکسیر ہسپتال نے ۲۲ مجروحین کا
خیمون میں اور ۱۵۴ کاخیمون سے باہر ساجھ کیا۔ ڈوموکوس کے میدان جنگ میں
۲۶۰ زخمی میدان جنگ سے اوتار کر ادھکا ساجھ کیا۔ یعنی جنگ کے ڈاکروں نے جلد
۱۰۹۸ زخمی اور مریض سپاہیوں کی تیمارداری کی۔ ہسپتال میں زخمیوں کو سب ذیل
خوراک ملتی ہے۔ - یومیہ ۱۰ بجے صبح دودھ۔ اور کوٹہ (شیر نارجل) ۱۱ بجے دوپہر ملاؤ
اور گوشت ۶ بجے شام ٹوباد چاول۔ گوشت وترکاری۔ زائد خوراک ہفتہ میں تین
دفعہ (شیر برنج) حلوا ہر منہ کو۔ روغن سم کے لذیذ ترکی کمانے ہفتہ میں دوبار۔

بازار یلڈیز سرائی قسطنطنیہ

ترکی زخمیوں اور مقتولین کی میواؤں اور نیم بچوں کی امداد کے لئے بوجب اشارت سلطان
قسطنطنیہ میں ایک سیع عارضی مینا بازار قائم کیا گیا۔ اسی کا نام بازار یلڈیز سرائی
اسکی تعمیر کا کل خرچ سلطان المعظم نے اپنی جیب خاں سے عطا کیا۔

یہ خوبصورت عمارت ۵۰، مربع میٹر بنائی گئی جو اور قاعدہ معمر کیا گیا کہ تمام
اور فروخت اشیا اسے جو آمدنی ہوگی وہ انعام دار اہل شہداء جنگ میں خرچ
کیا جاوے۔ علاوہ صرف تعمیر کے بہت سے تحائف اور نادر چیزیں واسطے فروخت
کے منصوبہ سلطان سے مرحمت کی گئیں اور تمام دولت مند محروسہ میں اہل امداد کا جوش برقی
رفتار کے ساتھ پھیل گیا جس میں فاریخت رایش کی غریب سے صوبہ مصر سے سب سے
زادہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چھ میٹھے کے اندر اندر پچاس لاکھ پائیس سے زیادہ نقد پونے
ہو چکے تھے۔ اور اشیاء گرانبہا و تحائف نادرہ اسکے علاوہ۔ جسکی تفصیل ایک
پوری کتاب میں نہیں سمجھ سکتی۔ لہذا برسبیل انحصار نمونے کے طور پر امداد کی

جنتِ نغیرین اس تاجِ نبین درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جادوے کے سلطانِ رجم کی خوشنودی کرنے والے اور ادا کے نازیدار دنیا کے جنیلِ اہلِ رشتہ خاص میں سے کون کون ہیں۔ شہنشاہِ روس شہنشاہِ جرمن نے تحائف گران بہار کے ساتھ ہمدردی کی۔ شہنشاہِ آسٹریا کپڑے رکھنے کی الماری اور سنہری جو کھٹون کی دوپٹیں بہا تصویریں اور دیگر تحائف عطا کئے۔ جو نہ صرف میں قیمت بلکہ نادر الوجود بھی تھے۔

شاہِ سروپا نے بازارِ یلڈیرس کے واسطے دو ہزار چنڈہ دیا۔ خدیوِ مصر کی بیگم نے ایک نہایت عجیب اور بیش قیمت گلدستہ بازارِ یلڈیرس کو پیش کیا۔ اس گلدستہ کے پادولِ رشیم کے اسقدر نفاس سے بندے گئے تھے اور اسقدر نازک کہ کم انکم ایک منٹ تک غور سے دیکھنے کے بعد یہ خیال ہوتا ہی کہ گلدستہ مذکور مصنوعی ہے اہلی نہیں۔ اس گلدستہ کے گرد ایک نہایت خوبصورت زرین لیس لپی ہوئی تھی جو فنِ زرگری کے کمال کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ ہر ایک بیگ اور پھل کی چٹھری پر ہیرے اور موتی اس صنعت سے نصب تھے کہ شبیم بھی کو شرمندہ کرتے تھے۔

شاہِ مظفر الدین والی ایران نے ۸۰۰ پونڈ یلڈیرس کو مہمت فرمائی۔ شاہزادہ بلگرامی نے بھی علیٰ حدِ رعیتِ شک سے عزت حاصل کی۔ اس بازار کے منتظم کمیٹی کے ممبرِ جمہور سلیم آفندی اور رسالتِ نو ذوالفضل پاشا اور پرنس ڈیٹ رفیق بیگ دو گار وزیرِ فاریہ اور ابراہیم بیگ دو گار وزیرِ داخلہ تھے۔ ان اراکین کے دوسرے کے گئے تھے۔ ایک اراکین مسکریہ دوسرے اراکینِ ملکہ۔ فیح کے ساتھ بچے سے دس بچے تک اور شاہ کے چار بچے سے دس بچے تک کا وقت اجلاس مجالس انتظامیہ کے لئے مقرر کیا گیا۔

دیگر اراکینِ سلطنت سینہ و باندہ گان یومین روم و ایشیائے روم۔ عراق عرب و عراق عجم۔ مملکتِ شام و مصر و فلسطین و صوبجاتِ حجاز و یمن و عمان و یمن۔ مصر و

طرابلس الغرب وغیرہ نے جس گرجوٹی سے اس بازار کی امانت میں زر کثیر صرف کیا اس کی تفصیل اس کتاب میں اسم وار درج کرنا چاہئے قابو سے باہر ہو۔

سلطان المعظم کے حکم سے مشہر بان و چندہ دہندگان کے لئے تین قسم کے تیار کئے گئے ان میں سے ایک چندہ دہندہ فرمائرواؤن اور شاہندگان کے لئے تھا اور سکا قطر آٹھ سینٹی میٹر (۱/۴ انچ) تھا اور سرائفہ جکا قطر دو سینٹی میٹر تھا ہر ایک چندہ دہندہ کو اور تیسری قسم جکا قطر ۱/۲ سینٹی میٹر (۱/۴ انچ) ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا لا۔

ان معنوں کے ایک طرف چھوٹوں کی ہیں اور اسکے دوسرے طرف ان کا نشان ان کی شفقت اور دوسری طرف بازار کی فہم کنہ تھی۔

ڈیوک آف اسپارٹا کا استقبال

ایک نامہ نگار جو ڈیوک آف اسپارٹا کے اسٹاف میں تھا لکھتا ہے کہ "جب ڈیوک موصوفہ اینٹھنر میں پہنچے وہاں کے افراد واعیان و کاہنوں نے بجائے خیر مقدم و تعریف و توصیف کے لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ اسپرٹا ہزارہ موصوفہ کو غصہ آیا اور چلا کہ تینچہ سے اپنا کام تمام کرے اگر دوسرے افسروں نے تینچہ ہاتھ سے چھین لیا اور فہمائش کی بعدہ شہزادہ کے قریب سے آلات حرب اوٹھ لئے گئے اور شاہ یونان نے حکم دیا کہ جتنے والنیر مختلف مقامات کے میدان جنگ میں آلات حرب سے آدھے کئے گئے تھے ان سب سے ہتھیار لیکر سرکاری سطحناہ میں داخل کر دے جاؤ۔

نارہوس کا شکریہ سچھو سلطان المعظم

ترکی سپہ سالاروں کے عموماً یونانی سپاہیوں کی تیار داری اور آرام دہی میں مصروف

ہونے اور اوسکے معالجہ اور دلہی کرنے پر زار روس اور زارینہ نے حضرت سلطان النظم
بذریعہ تار برقی شکریہ ادا کیا۔

کسین والنثیون کی بہادری

بقول ایک نامہ نگار کے ایک بہت بڑی تعداد والنثیون کی جنگ میں شریک ہونے
کے واسطے آئی تھی جس میں البانیا والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ انہیں نو عمر لڑکے بھی تھے
میں ایک لڑکے سے لا۔ جسکی عمر صرف گیارہ سال کی تھی اسکے باپ اور بھائی اس سے
پہلے شریک جنگ ہو چکے تھے مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ یہ لڑکا ایک
ہسری مارینیہ بندوق مستعار لیکر کارٹوسون کی پیٹی گئے میں ڈاکٹر جنگ کے واسطے
تیار ہو گیا۔ اور ایک سوکھی روٹی لکر سے بازو کرمیدان جنگ کو چلے یا۔ یہ مقام
موجود دنیا میں قصبہ اسکب میں واقع تھا۔ ہوک اور پیاس کی تکالیف اٹھا کر فارسالا
کی فوج میں شریک ہوا اور فارسالا کی چڑائی میں سب سے پہلے حملہ آور ہوا۔

ایک اور یوہ میں جو ترکی علاقہ میں متعین تھا اور جس نے اسکے قتل سرکڑی کا کام سنبھال
میں انجام دیا تھا اور پہلے سرکڑی فاشنگٹن مقرر ہوا تھا۔ چاہتا تھا کہ اپنے مقام پر واپس
جائے۔ اس لئے ایک ہفتہ کی رخصت لی اور اپنا لباس پہنے ہوئے سلونیکا کو چلا گیا
جب سلونیکا میں آیا وہاں گورنر سے والنثیون میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر
اوس میں وہ ناکامیاب رہا اسوج سے فی الفور سمندر کے راستے سے ایک انگریزی جہاز
میں سوار ہو کر وولو پر اتر پڑا۔ وہاں سے بالکل تمام فارسالا پہنچا۔ بیان اگر فیڈ
مارشل ادہم پاشا سے ملاقات کی درخواست کی۔ ادہم پاشا نے برفلاف اوسکی اسکی
بہت خوشی کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور یلڈیز کو بطلب ہدایت مناسب فرما دیا۔
جواب ملا کہ افسیہ کا کام اوسکو دیا جائے جو حسین پاشا کے ماتحت رخصت طرز وین میں

جو حمیدی پاشا کے ڈیزین سے تھے ایجوٹمنٹ کپتان مقرر ہوا۔ بیان سے وہ
رجمنٹ کے ساتھ روانہ ہوا اور دوسرے روز پہلا شخص تھا جو بمقام فارسالا یونانیوں پر
حملہ آوری میں زخمی ہوا۔

اس امر کا ثبوت کہ اہل شیعہ ایران اور ترکان

روم میں کقدر موانست قلبی اور خلوص دلی

پیدا ہو گئی ہے اور یہ کہ محض یونانیوں کی ہمت

باعث مسرت اہل اسلام نہیں

فتح یونان سے علیٰ غرور اہل اسلام عالم کو فخر کا موعظ نہیں اس لئے کہ ترکوں کا جاہ و مال
اپنے دشمن کے مرتبے سے کہیں بالا نہ تھا اور یونانی ہرگز ہرگز اپنے قدیم حکمران نسل کے
مقابلے میں صحیح الحاح طلب نہ تھے۔ اور نہ اہل اسلام کو اسی ایک بنا پر کسی قسم کی خوشی
حاصل ہوئی ہے کہ یونانیوں پر ترکوں نے فتح پائی نہیں! مگر مسرت اس لحاظ سے ہے
کہ جو سچپ گلیان قبل از جنگ سلطان کو ایک سے زیادہ بادشاہوں کے مقابلے
میں پڑی ہوئی تھیں اور جن رکیک بنیادوں پر ترک اپنی موروثی تخت حکمرانی پر چنبدہ
کے مہان مقصورہ رہتے تھے وہ تھقیہ آمیز بیگانہان اس جنگ سے باقی ہیں۔ اور
ترکوں کی معمولی انہار شجاعت اور باسوسانانی نے اس خوفناک گھمٹھی کو جو رشتہ
حیات سلطنت ترکی میں بعد از جنگ روم دروس پڑ گئی تھی سہلہ دیا۔ جو مسلمان محض
اس خبر سے خوش ہوتا ہو کہ ترکوں نے یونانیوں کو شکست دی وہ اپنی لاعلمی سے
دوسری قوموں کی نظارین اور نیز اپنے کانٹنس کے مقابلے میں حقارت کی بات کرتا ہے
کیا مسمی کہ شیر کا بکری کو بھاد گمانا اس کے لئے کوئی غور و مباحث کی جگہ نہیں اور

اسی لئے صرف مسیحیت دشمنی کی شکست پر ہمارا جوش کرا جا رہا ہے۔ اس کی زیادہ قیمت
 نہیں کھنا جیسا کہ حضرت (علیہ السلام) ایک روز زمین میں باپڑ توڑنے کے لئے چھ پانی میں بیک ضرب پیرسوں
 کر دینے اور ہر پہر کو ہاک کر ڈالنے میں بھڑکیا ہے خواہ ملک مفتوحہ کو خالی کر دینا چاہئے یا نہ چاہئے
 پھر خوشی کس بات کی ہے؟ اُن اموکی جو تیرہ سو سے مرتب ہوئے ہیں اپنی سلطانی قوت کا اور ہر
 اظہار ہونا جو جاگیر اور جہاندار کی حق میں سب اہم ملک میں ہے۔ مخالفین کے حوصلے بہت
 ہو جانا جو کئی سال سے سلطنتِ مسیح کے خلاف بغاوت کرنے پر تھے۔ خود سلطان کا اپنے
 فائدہ کی خاطر دل جان سے طرفدار ہونا اور کلمہ کھانا اظہارِ موافقت کرنا سلطنت کے مسلمانوں کا
 خدمت اور دیگماں اسلام کا عموماً خارجِ گوش سے بیدار ہونا اور یہ سمجھ لینا کہ دنیا میں ہم جس برائی
 کیڑے نہیں ہیں بلکہ منقذاتِ قدرت ہیں کہ کشتل اور مردن یافتہ قوم کے مسلمان ہی اپنے اور
 دینی دنیا کی اصلاح پر لانے کا سادی حق کہتے ہیں۔ ترکوں کا دشمن کے خونخوار مقابلہ میں مالی
 ہمتی کا اظہار کرنا جو ایک سبق ہو گیا ہے جس نے مسلمان وی شہر کو مالی حوصلہ علی ہمت مالی طرف
 بنادینے میں الہامِ ربانی کا کام دیا ہے۔ ترکی سپاہیوں کا اپنی حکام اور افسروں کی بے انتہا وفاداری
 کرتا جس نے ثابت کر دیا کہ حکومت کو اپنے حاکم اور تخت کو اپنے افسر کی حاجت۔ اسی اور ستاری
 سے کرتے رہنا ہی فتح و ظفر کی صرف ایک نہیں ہے اور دنیا کی سپاہیوں کی وفاداری اور خود رانی نے
 سکھا دیا کہ نبی ہر ایک قوم کے لئے برائی اور دنیا ہی کا وسیلہ ہے۔ ترکی افسروں اور کمانڈروں کا
 سلطان سے باہر ہونا اور جنگی میں مستغرق رہنا اس لئے ثابت کر دیا کہ اب وہ جو
 اور پلاٹ بانی نہیں ہو چکی جسے جنگ میں دوسروں میں دشمنی کا سلیب کا موقع مل گیا۔ انوں سلطان
 کا جدید ترین اسلحہ آلات حرب سے مسلح ہونا جنہیں زمانہِ قیامِ سلطنت کا مایہ۔ شاہی رسد کا کافی
 سے متیا کر دینے پر اقتدار کا ہونا جو جنگ کا ایک لازمی جز ہے۔ سرحدیں تمام صوبوں سے
 سرحدِ خیر و مال دنیا جس کی روانی پر سب سلطنتوں کی تعمیر آگئی ہے۔ زمانہ جنگ میں اس پر

مختلف القوم سلطنت میں کسی جگہ قدر کا نہونا سب سے زیادہ تعجب خیز امر ہے۔ تمام فرقہ ہائے اہل اسلام
اس فرقہ کے ساتھ متفق و یکدل ہونا اور اپنے ذہنی تعصب اور بدگمانیوں کا دور کر ڈالنا جو ہمیشہ اسی
بدمزگی اور خاں جنگلیوں کا سبب بن چکا ہے اور جس سے بڑھ کر خوشی یہ کہ اسلام کو دوقری باز و تون یعنی اہل
و اجماعت اسلامی تشیعہ ایران کا باہمی بغض و تعصب سے ہٹ کر یکدل ہو جانا ایسی خوشی ہے جس کا لطف قیاس
بڑھ کر زبان قلم تک نہیں پہنچ سکتا چنانچہ عالی جناب میرزا محمد تقی خان کمال الدین سبھارہ لانی دہلی نے
جو قصائد امیر المومنین کی طرح میں تصنیف فرمائی ہیں وہ کافی شہادت ہیں اس امر کی کہ سلطان ابن سلطان
عبد الحمید خان فارسی ملک اشعراے ایران کو کس قدر محبت و الفت ہے اور جب ایسے بزرگ اور نامی شاہ
یکسانی ماندلی یہ حالت ہے تو ایران کے خواں جو ہم کو کس قدر ترکون اور اس کے شہنشاہ عظیم سے
عنایت ہوگی اور دیگر بلاد و شرقی و ممالک عربی میں اس محبت کا کیا تاثر ہو چکا ہوگا چنانچہ ایک
قصیدہ میں یہ اسطرح ارقام فرماتے ہیں۔

| | |
|--|------------------------------------|
| در جهان فرمسانی و کار سلین | گر چه بالا بود از تیغ تو بالا گرفت |
| شیعہ سنی نجیب و عدل پیرا تو | بس عجب آئینہ شو چون شبر آئینا گرفت |
| آن بدین قرملین ہا بن از نرسود از جلالت | قوم از تو طرز سلطنت شیوہ نو گرفت |
| مالیا حسن چھین چرخ را کیشا بہ تیغ | ہجو خیر کو بشمشیر دو دم جید گرفت |

اسی شاعر ہمنیال نے دوسرے قصیدہ مبارکباد میں سلطان کے دیگر اقباب کے ساتھ صفات

امیر المسلمین کو بخوبی لکھا ہے۔

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------------|
| مگر رشیدہ کو فتح یوزان کردہ شہت | امیر المسلمین قوم شاہنشاہ جم جم گرفت |
| مظہر حضرت سلطان فی اجلال عثمانی | کہ باشد از دم تیر خورشید وین وین گرفت |
| دلاور ارسلان عبد الحمید عادل و فارسی | کہ دوزخ و قبا از تیر خورشید برود گرفت |
| شہد کرم صدق و شہدین سب فارسی | بود عثمانی مہر طوطی و عارفہ و غم گرفت |

ولا دیکھو عمارت مقدسہ آست در آست
 غصے کو غصہ اسلام را باشد نگو مرکز
 شہنشاہ کہ مامور خوار فرج جوارش
 شہنشاہ کہ یک کند آدرنگ سپاہ و
 غرض آن مردہ الا نقای دین احمد مرسل
 مسلمان جو مسلمان ست وایا نادر چون
 ششے کو غلبہ ایمان ست نیکو و غیر
 تواند آتش افتاد بفرق خصم چن آرد
 تواند آتش سیر جہلے کرد سراسر
 نموده فتح یونان با ہزاران مجہد و کرد فر

پھر ای قصیدے کے مطلع ثانی میں ارتقام فرما رہے ہیں جس سے خلافت تسلیم کر لینا ناہر ہو رہا ہے
 خلافت دستگاہ داد و خاہ آسمان ہا ہا
 سنگ دست زرافشاہک حبیب سلم و من
 افندم بادشاہم سیدم دو قتل و قتل
 لای ہتک اورش سن الحق بام گردونہ
 بداندیش فتح و بدخواہ جانت را بود را نیم
 جہان روی فتح و غلبہ کشت نیت و توبہ
 سنگ تیغ سرافشاہک عدو کافر
 خدا جاہ و جلالت الیہ سون پہنچا فو
 سنگ صمصام فہرک خصم کا فو و کفر
 یکے را رد و در بالین یکے را مگر دست

امیر میر
 ہماک نجد کے گام پر عظیم محمد بن عبد اللہ بن الرشید جو بر عرب کے سچ کے لاکھ غزوات و صاحب سر و قلم
 اور جہوں کے اظہار عقیدت کی غرض سے آغا زنگ کے کشت کئی لاکھ مسلح بدوین کی فتح لیکر مہاجرین و شہنشاہ
 شہرت کی غرض سے قدر گری محبت اور سچی عقیدت اعلیٰ حضرت سے رکھتے ہیں ذیل کے چند اشعار سے
 ظاہر ہوتی ہیں جو اس بلند کماؤی قصیدہ میں سے بطور ششے نمونہ از حفر اسے منتخب کیے ہیں
 امیر مصر نے خود تصنیف کر کے مابین بامین میں ارسال فرمایا تھا۔

فیا کعبۃ الہامال یا ہدیتہ الاعداد
 (پس اسے کعبہ امید ہے۔ اسے ہدیت اسعاد)
 فیا کعبۃ الہامال یا ہدیتہ الاعداد
 (پس اسے کعبہ امید ہے۔ اسے ہدیت اسعاد)
 فیا کعبۃ الہامال یا ہدیتہ الاعداد
 (پس اسے کعبہ امید ہے۔ اسے ہدیت اسعاد)
 فیا کعبۃ الہامال یا ہدیتہ الاعداد
 (پس اسے کعبہ امید ہے۔ اسے ہدیت اسعاد)

وان گنت سلمان فاجوب فضیلتہ + ولوا اخرست نیز انما کل جانب
(اور اگر تیری طرف سے دوسرا بھی جانی تمام از میان میرے لئے فضیلت بہ خواہ اس کے خط پر طرف سے بہت بدستور ہوں)

قطعات تاریخ فتح یونان

اس فتح پر تمام شعرا نے اپنی اپنی مال نیلاات کے بوجب بیشمار قطعات و نیز ماوہ اسے باریکی تصنیف
فرما کر شائع کئے لیکن مصدورت اختصار چند نابھکی ماوہ ذیل میں دئے جاتے ہیں تاکہ کارآمد ہوں
(۱) سب سے زیادہ دلچسپ پادشہ تاریخ الہدین مظفر ہے یعنی شاہ مظفر الدین بکچکاء کے نام نہی میں تاریخ
فتح بلکہ دکانست موجود ہے جو شاہ موصوف کے تحائف کے جواب میں ایک زیرک ترک شاعر
دریافت کیا تھا۔

(۲) بہت سارے مسلمانان ہند نے صد اول خواہان + و داد ملکہ و سلطان غلام تبرک بطلانی
سماعت ہند را افزون کن عدا شایان + مودت باد و نافرین زب من خندہ حلی
سیر یونان زرد گندہ زرد و جہد نیش + سرورم او صم مائل مظفر شد بہ یونانی

(۳) از جناب سید امیر المصاحب امیر دکن
فتح روم و ہند ^{میں} یونان + جمع کن ہر دو یک فرد و دکن
(۴) (کے از ادیب جلوان) انتصر النصر کے و انکسر الیونانی (۱۸۹۷ء)

(۵) از جناب منشی عبدالغفور صاحب سترگری
سردہ زاعلی وین دا این بشارت آ + شکرا سلام شد در ملک یونان فخریاب
(۶) از جناب عبدالرحمن صاحب خطیب و انبیا باری
چون فتح یونان سانش خطیب + بختاز ہے نصرت شاہ روم

—————

جدید مختصر فہرست کارخانہ اسے ایم زمان برادر س مراد آباد
جامع العلوم والفتون یعنی اردو انسائیکلو پیڈیا موسومہ "عقل کل" یعنی

ماسٹر محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی

شکوہ صنعت (پہلی جلد) جسکی ۲۴ صفحہ ہیں۔ یہ مختلف صنعتیں و محاسبات کے اصول و ضوابط پر مشتمل ہیں۔ ان کے
تعاریف کے بعد ہر صنعت کے خاصان کا قافیہ جو کہ حد و حدود سے متعلق ہوتا ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے
محرکات و وسائل کا تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔ ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
تعداد اور ہر قسم کی خوشنائی یا بدنامی کا بیان کیا گیا ہے۔ ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
اور جو شعبہ داروں کے نکالنے، جو اہل کار اور صنعتی چیزوں کی شناخت، کسی بھی صنعتی کارخانہ کے حساب و غیرہ، تاکہ وہ بہتر چلا سکیں۔ وہی جملہ
دیکھ کر خود اوپر سے تیار ہوں۔ اور ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
اور فوائد، قیمتی چیزوں کی حفاظت، ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
اور دوسری چیزیں) یہ بیڑہ کتاب شکوہ سے بھی زیادہ قابل قدر ہے اس میں گھڑی سازی کا خوب تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

غنیہ حرف

میان جس میں گھڑی کو درست کرنا یا اس کی ہوسکتا۔ یعنی گھنٹا۔ مندر کرنا۔ گھنٹا کی جزا یا عیب معلوم کرنا
گرفت ہوئے پر سے درست کرنا۔ چول بنانا۔ صاف کرنا یا اس میں دیا وغیرہ اور تمام چیزوں کے نام اور ان کی تعریف۔ اس کے بعد
چمڑا اور چرمی کا غذا بنانا مٹی اور چینی کے برتن چینی روغن شدہ بنانا۔ دھان کا گودنا۔ جلادینا۔ بولالہ صنعتی جو اہل
بنانا۔ گندہ راش۔ مینکین اور اونا کا استمان آلات لکھی گئے آئینہ بنانا۔ سنگ تراشی۔ قلم کی زبانیں سونپنا
اگر لوگ مٹی یا قاشی جیسے برقی تصویر کھینچنا۔ پرنگ مینہ فن طبع۔ نوکیلا یا کچھ جھانڈنا۔ ٹاپا بنانا۔ خوشنائی اور چھانچو کی
تکریب۔ تاپو کا چھاپنا۔ چھرا کا چھاپنا۔ لیکن انصاف اور چھاپنا۔ آلات طبع۔ دنیا کی عجیب و غریب زبان۔ علمی یا دقت منہ مصلحت
(دوسری جلد) یہ نام اب کتاب پونے میں صنعت کا مجموعہ ہے۔ سمور اور مودی کی پرکاشنا۔ آدن اور مادی
مادی۔ کپڑا بنانا آدن رنگنا۔ ریشم اور کپڑا رنگنا ریشمی کپڑا۔ دن چھوڑنا۔ دپونا۔ ریشمی سیل
صاف کرنا۔ چربی جو ہم چیل آہستہ چیل۔ چیل چیل جو ہم صاف کرنا۔ سنگ۔ پٹی۔ ماتی دانت۔

کدستہ حرفت

پرنڈون کے پر۔ اس کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
جیزر برٹر کی مہرنا نیکا قاعدہ۔ و سامان موافق اور ہتھیار۔ ٹاپ۔ پیرس۔ صاف کردہ غیرہ۔ سانچہ اور مہر بنانا۔ ہر کا مکمل
بان۔ آلات کی پرکاشنا۔ چمڑا اور کپڑا۔ جادو کی آلات۔ ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
کی کل۔ سنگ طبع کا مسکو رنگ چڑھانا۔ دھوئیں نکالنا۔ سریش۔ سریش ہی۔ جلاؤں۔ جو کہ بیکے بیکے دھو بہہ بہہ کر کے نکالے گئے۔
جادو کا قلم۔ منج۔ عطر انگری۔ مودہ و من۔ علمی یا دقت منہ مصلحت

کدستہ صنعت

جو کہ ہر قسم کی صنعتوں کے متعلق ہے۔ ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
کیا رہی۔ کھانا۔ آلات شکاری۔ ہوا کی۔ جو دیان۔ چالو۔ چمڑا اور کپڑا۔ آدن۔ رنگنا۔ پٹی۔ ماتی دانت۔
آو مینا و دارو۔ دھنی۔ جاپل۔ جادو کی۔ نوک سیاہی۔ سریش۔ جادو کی۔ آدن۔ رنگنا۔ پٹی۔ ماتی دانت۔
زیر۔ جو کہ ہر قسم کی صنعتوں کے متعلق ہے۔ ان کے پیش نظر ان کے تیار ہونے والے اشیاء کی قیمتیں، ان کے
کرنا وغیرہ کو کہ۔ کاراباک آئینہ۔ کا غذا سازی۔ ہر قسم کی مختلف رنگ دینا۔ کا غذا کے پیمانے۔ ماسکی کا غذا

طرز حکومت پر پچ سکون۔ کاؤ کی ساخت۔ گیون کی فصل۔ عجائبات اشرلیا۔ مندوستان پہلے سے زیادہ متول ہو گیا۔
بھرت گیون کی کاشت کی مقدار فیہ۔ قاعدہ سرگرموت ملاک برپ۔ موت وجان کا تختہ انگریزوں کے استحال۔ عمدہ
سلطنت ترکی۔ صد باعجیب غریب علویان۔ قیمت۔

جنگ جنادین

مولانا شمس محمد جلال الدین صاحب جہنم حضرت عبدالکریم علیہ السلام کی حکام نیکو اسلام کی تربیت ایک
اول مرتبہ علیکون پر پڑائی۔ ہر قس سے آرائی۔ حضرت خالد کے کارنامے۔ اونکی غیرت پر

ناول کشمکش

ارادوں اور پیش دہری اور قومی مہمزدی کی مثالیں۔ دشمن کی دفع۔ قیمت
درست جہاد شرمناک صوفی) ۲۰ صفحہ) اللہ یہ بھیر کرتا ہوا آواز ہے جسکو جتنی مرتبہ پڑھے
اوسے قدر نفع اٹھائے۔ پاک کا بچہ ہیں۔ دھب نغاری۔ سمجھو ان کے سر پائے۔

دختر اشتر

تحریر مفتی۔ جذبات افست کی پرکھی ہوئی تصویر۔ عشق ست و ہزار بدگمانی کا سچا فوٹو۔ یکایک احباب میں ننگوں کا
بیدار ہونا۔ دین صحت صحت کی گہر شکلات میں دبلا رہتا بلکل سکاٹا کاروبار میں ہونا۔ غرض اس بھولے اور تازہ ترین
ناول کا لطف پڑھنے اور سننے سے تلقین کھائے جارت متقی ہے۔ نتیجہ اسکا بدگمانی سے باز کھینا۔ قیمت ۲۲ ار

شیطنیت

یونان کے مشہر حکیم فلیسوف کی سب سے زیادہ پردہ گرد و جھپٹ قبول علم کی حقیقت کا ترجمہ
جس میں ایک یونان کے شاہی خاندان کا اتفاقات زمانہ سے قتل و غارت ہونا۔ جتناک

شرارت

واقعات۔ بادشاہ وقت کا ظلم و ستم سلطنت پر دو متضامی بھائیوں کا بالاتفاق حکومت کرنا بالآخر گر کر مر جانا۔ ایک غیر عقل
کا شہوت غصب کر لینا۔ اور مقتول بھائیوں میں سے ایک کی لاش کو بے پردہ بینہ میدان میں ہلکا دینا۔ دلیر شاہزادی
جو مقتول کی ہنسی سخت پیچ و تاب کھانا۔ بتاؤ غامضی خون برقرار رکھنے کے شاہی حکم سے سزا لی کرنا۔ بادشاہ کا اسکو
ایک غار میں زندہ درگور کر دینا۔ شاہزادہ و سب کا جوش بازی پر عاشق ہونا غار میں جا کر مالاں دینا۔ دیکھی ہن کاخیر

نعمت ترقیہ

پاکستانی لکایا۔ رعایا کا بنیاد پر شاہ کو نڈھال سے ڈرونا۔ نہایت پردہ دار و موثر قصہ ہے۔ قیمت صرف ۲۲ ار
ایک اطالین مصدک دھب سرگزشت جو لوگ بہوت ہریت اور عالم جنات کے فانی ہیں
مزور سے پڑھ کر نفع اور مٹا میں قیمت صرف

شہینہ عالم

شرارت قصہ ۱۰۲۔ اس میں کھپ کتاب میں جو بطور ناول لکھی گئی ہے۔ لندن کے چالاک لوگوں
کی مہجرت انگریز شہر میں پڑھنے میں آئی ہیں جنکو پھر کر دیکھنے کے چلن قیمت صرف ۲۲ ار

نعمت ترقیہ

یعنی فالنامہ حضرت سیدی محمد الدین ابن علی رحمۃ اللہ علیہ جس میں ہر سوال کا جواب آیات قرآنی
سے نکلا ہے مع بھوات قرعہ قیمت صرف

المشتہ

اس کتاب میں ۱۶۔ رنگین نقشے منام دنیا اور اسکے صون کے درجہ نام آدم و حوا کے
لکے ہیں۔ نقشہ کرہ زمین۔ یورپ۔ جنوبی وسطی یورپ۔ نیچر اور برطانیہ۔ کشمیر
چین و جاپان۔ فارس و افغانستان۔ ہندوستان۔ پنجاب کشمیر و راجپوتانہ۔ ممالک مغربی و شمالی
بنگال و آسام۔ چین و ہند۔ افریقہ شمالی امریکہ۔ آسٹریلیا۔ جنوبی امریکہ۔ قیمت مع محصول

المشتہ۔ اسے ایمیز زبان برادر اس مراد آباد



نامیگار دلی زندم لوه کار قنایه

ایضا پاره افغان یونان

نامیگار دشتک و سندان



نامیگار دلی

ایضا پاره افغان یونان

نامیگار دلی

ایضا پاره افغان یونان

نامیگار دلی

ایضا پاره افغان یونان

نامیگار دلی

نامیگار دلی

ایضا پاره افغان یونان

نامیگار دلی

نامیگار دلی کی طبع و تحریر کے حامل ہے۔ نامیگار دلی کی طبع و تحریر کے حامل ہے۔

